بسم الله الرحمن الرحيم

فَمَن يُرِدِ اللَّهُ أَن يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ
لِلْإِسْلَامِ ۖ وَمَن يُرِدْ أَن يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا
كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ
عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٢٥﴾ وَهَٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ
مُسْتَقِيمًا ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٢٦﴾

ترجمہ:

پس خدا جسے ہدایت دینا چاہتا ہے اس کے سینے کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے اور جس کو گمراہی میں چھوڑنا چاہتا ہے اس کے سینے کو ایسا تنگ اور دشوار کر دیتا ہے جیسے آسمان کی طرف بلند ہو رہا ہو، وہ اسی طرح بے ایمانوں پر ان کی کثافت کو مسلط کر دیتا ہے۔ اور یہی تمہارے پروردگار کا سیدھا راستہ ہے۔ ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے آیات کو مفصل طور پر بیان کر دیا ہے۔

(سورہ انعام: آیات ۱۲۵، ۱۲۶)

اسلامی علوم ومعارف اور علمی و ثقافتی افکار وعقائد کا ترجمان

شمارہ: ۲۲۰ مارچ ۲۰۱۲ء

خصوصی شمارہ

اسلامی بیداری

خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران ۱۸، تلک مارگ، نئی دہلی-۱۱۰۰۰۱
فون :- ۲۳۳۸۳۲۳۲، ۳۳، ۳۴، فیکس :- ۲۳۳۸۷۵۴۷
http://newdelhi.icro.ir
ichdelhi@gmail.com

شمارہ: ۲۲۰ مارچ ۲۰۱۲ء

چیف ایڈیٹر: علی دہگاہی

ایڈیٹر: پروفیسر سیّد اختر مہدی رضوی

جوائنٹ ایڈیٹر: ڈاکٹر سید علی سلمان رضوی

مشاورین علمی

ڈاکٹر کریم نجفی برزگر، حجۃ الاسلام والمسلمین آقای مہدی مہدوی پور،
ڈاکٹر عبدالودود اظہر دہلوی، پروفیسر شاہ محمد وسیم، پروفیسر سیّد علی محمد نقوی،
پروفیسر سید عراق رضا زیدی، پروفیسر سید عزیز الدین حسین ہمدانی

تزئین جلد : عائشہ فوزیہ

صفحہ آرائی وکمپوزنگ : قاری محمد یاسین

ناظر چاپ : حارث منصور

راہ اسلام میں شائع ہونے والے ہر مضمون کیلئے مقالہ نگار خود ذمہ دار ہے۔
مقالہ نویس کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا لازمی نہیں ہے۔
راہِ اسلام مقالات و مضامین کے انتخاب و اصلاح و ایڈیٹنگ اشاعت کے سلسلے میں پوری طرح آزاد ہے۔
اور اس سلسلے میں ایڈیٹوریل بورڈ کا فیصلہ آخری ہوگا۔
اشاعت کی غرض سے ارسال شدہ مقالہ کا خوشخط ہونا لازمی ہے۔ عبارت کاغذ کے ایک طرف ہی لکھی جائے
اور کاغذ A-4 سائز کا ہو تو بہتر ہے۔
صرف غیر مطبوعہ مقالات ہی ارسال کئے جائیں۔
تحقیقی مقالات کی آمادگی میں جن مأخذ و مدارک کا استعمال کیا گیا ہو۔ ان کا ذکر لازمی ہے۔
مقالہ کے ساتھ اس کا خلاصہ بھی ضرور ارسال کیا جائے۔
راہِ اسلام میں شائع شدہ مقالات کی نقل یا ان کے ترجمہ واقتباس کی اشاعت پر کوئی پابندی نہیں ہے
بشرطیکہ مأخذ کا ذکر کردیا جائے۔

پریس : الفا آرٹ، نویڈا، یو۔پی

فہرست

شمارہ: ۲۲۰ مارچ ۲۰۱۲ء

اداریہ:	ادارہ	۷
عالمی اسلامی بیداری	ڈاکٹر اختر مہدی رضوی	۱۰
حسینی انقلاب اور اسلامی بیداری	سید پیغمبر عباس عابدی	۱۷
ایران کا اسلامی انقلاب عالم اسلام میں حریت بیداری لہر	ڈاکٹر رضاالرحمٰن عاکف	۲۳
اسلامی بیداری یعنی انقلاب اسلامی ایران کا گرانقدر عطیہ	رفعت مہدی رضوی	۲۸
اسلامی بیداری کی لہر	رئیس احمد جارچوی	۳۵
ایران اور مشرق وسطیٰ میں اسلامی بیداری	زہرا ابوترابی اردستانی	۴۱
بہار اسلام، وحدت اسلامی اور آیت اللہ امام خمینیؒ	سراج نقوی	۵۵
اسلامی بیداری کی اہمیت	صفدر رضوی	۶۳
انقلاب ایران اور اسلامی بیداری	مولانا علی حیدر غازی قمی	۶۹
مفہوم بیداری اسلامی اور تحریک امام خمینیؒ	ڈاکٹر سید علی سلمان رضوی	۷۸
اسلامی بیداری کیوں؟	سید علی عمران رضوی	۹۴
امن اور ترقی میں مذہب کا کردار	پروفیسر سید فرمان حسین	۱۰۱
انسان اور اسلامی بیداری	مولانا کوثر مجتبیٰ	۱۱۲
دور حاضر میں اسلامی بیداری	سید قیصر رضا نقوی	۱۱۷
اسلامی بیداری کی لہر اور تیز ہو!	سید محمد جابر جوراسی	۱۲۷
مشرق وسطیٰ میں اسلامی بیداری کی لہر	ڈاکٹر محمد سلیم	۱۳۳
اسلامی بیداری— ہمہ جہت بیداری	ناظم علی خیرآبادی	۱۳۸
اسلامی بیداری اور مادہ پرستوں کی بیداد	سید نامدار عباس رضوی	۱۴۲
پیغام بیداری (نظم)	سید محمد الیاس نشتر مظاہری	۱۴۹

نوٹ: مذکورہ فہرست میں صاحب قلم حضرات کے اسماء کو ”الفبا“ کے اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے۔(ادارہ)

اداریہ:

بیداری اسلامی کے عنوان سے شمالی افریقہ اور مشرق وسطیٰ میں رونما ہوئے تحولات، عالمی سطح پر بالخصوص اسلامی ممالک کیلیئے کئی اہم سیاسی و سماجی پہلوؤں کے حامل ہیں۔ تاہم اسکے علل و اسباب کو ماضی کے اہم واقعات میں تلاش کرنا چاہیئے۔ بیسویں صدی نے چند انتہائی اہم اور بین الاقوامی سیاسی واقعات کو جنم دیا جس میں ایک ۱۹۷۹ء میں رونما ہوا ایران کا اسلامی انقلاب، دوسرے سویت یونین کا بکھراؤ اور ۱۹۹۱ء میں ہوئی مشرقی بلاک کی نابودی شامل ہے جس کے نتیجہ میں کئی نئے ملک منصۂ شہود پر نظر آنے لگے البتہ اکیسویں صدی کی شروعات میں بھی کچھ اہم واقعات کا سامنا رہا جس میں عالمی سطح پر بالخصوص مشرق وسطی اور شمالی افریقہ میں بہت بڑے الٹ پھیر دیکھنے کو ملے۔ پہلا واقعہ ۹/۱۱ ہے۔ جو امریکہ میں رونما ہوا اور دوسرا اہم واقعہ شمالی افریقہ اور مشرق وسطی کی اسلام پسند نہضتیں ہیں۔

یہ سیاسی و تاریخی مباحث کے روش تحقیقات کے مبانی میں سے ہے کہ بڑے واقعوں کو ایک دوسرے سے جدا کر کے تحلیل نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ہر بڑا حادثہ چند اہم اسباب و عناصر سے جڑا ہوتا ہے کہ جسے ظاہری طور پر دکھائی دینے والے عوامل کے ساتھ ساتھ دوسرے پیمانوں پر بھی آنکنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بیداری اسلامی کا مسئلہ بھی اس سے الگ نہیں ہے بلکہ معمولی سی تحقیقی جستجو کے بعد معلوم ہوجاتا ہے کہ اسکی بنیادیا شروعات صرف ایک تیونسی جوان کی خودسوزی نہیں بلکہ دنیا بھر کے اسلامی ممالک میں پائے جانے والے متعدد داخلی و خارجی اسباب و عوامل اسکے پیچھے کارفرما ہیں۔ تیونسی جوان کی خودسوزی، اس جلنے پر آمادہ خرمن کے لئے ایک چنگاری کی حیثیت رکھتا ہے۔

اگر مغرب کی گذشتہ صدیوں کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو زمانہ قدیم سے آج تک دوغلی پالیسیوں اور دشمنیوں کا ایک لامتناہی سلسلہ نظر آئے گا۔ کسی زمانے میں یونانی، مشرق سے نبرد آزما تھے اور یونان کو متمدن سماج کا نمایندہ اور شرقی عوام کو غیر متمدن سمجھا جاتا تھا۔ ایک زمانے میں عیسائیت کو اسلام کے مقابلے پر پیش کیا جاتا تھا اور متعصّب عیسائی، اسلام کو اپنا مدِّ مقابل اور مسلمانوں کو دشمن سمجھتے تھے۔ ان کا یہ خیال گذشتہ صدیوں میں نت نئے روپ لیتا گیا۔ گذشتہ صدیوں میں مشرق بڑے

زمانے تک پچھڑے پن کے سبب تہذیبی ارتقا اور پیش رفت کے بہانے مغربی سامراج کا اڈّا بنا رہا، تاہم مغرب کی شرق دشمنی نے ایک اور رخ اختیار کیا اور اسلامی ممالک آپس میں دست و گریباں ہوگئے جس کے نتیجہ میں تمام مشرقی ممالک کو غیر معمولی ذلّت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔آہستہ آہستہ خود مختار ہونے کی تحریکیں سامراج شکنی کا حوصلہ اور بیداری اسلامی، معاشرہ کا حصہ بننے لگیں۔ سماجی مصلحین جیسے سید جمال الدین اسدآبادی نے انیسویں صدی میں اور امام خمینیؒ نے بیسویں صدی میں سامراجیت سے مقابلہ کی راہ چن لی اور اسلامی وحدت و بیداری کے ساتھ اس راہ پر چل پڑے اور اس طرح اسلامی ممالک میں حکومتی نظام کے تئیں دینی بیداری اور اسلام پسندی کا رجحان پروان چڑھتا گیا۔ دوسری طرح سویت یونین اور مشرقی محاذ کے منزوی ہو جانے سے مغرب کو ایک دشمن کی ضرورت محسوس ہوئی جس کے مقابل میں رہ کر اسے اپنے تشخص کو برقرار کرکھنے میں مدد مل سکے۔

سرمایہ دارانہ نظام خود اپنے معاشرہ میں بہت بڑے سماجی بحران سے دو چار ہوگیا تھا گوکہ وہ سائنس اور ٹکنولوجی کی بدولت کسی حدتک دنیا کو مسخر کرنے میں کامیاب رہے۔مگر خود انسانی قدروں سے خالی انسانی معاشرہ اس عظیم تبدیلی کومحسوس کررہا تھا۔ اس دفعہ ۱۱رستمبرنامی ایک نیا بہانہ اسلام ستیزی کے لئے تراشا گیا اور چاروں طرف اسلام کے خلاف پروپگنڈہ کیا گیا۔شاید یہی وجہ تھی کہ اسلامی ممالک اور معاشرہ اپنے حکام کے بیجا دباؤ اور اقدار پسندانہ سیاست کے نتیجہ میں ہورہی عالمی تحقیر کے سبب ایران کے اسلامی انقلاب کی تاسّی کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان تمام ممالک میں بڑے پیمانے پر دینی بیداری کا آوازہ بلند ہونے لگا۔

مشرق وسطی اور شمالی افریقہ بالخصوص اہم اسلامی اور عرب ممالک میں بہت تیزاور چوطرفہ تحولات کہ جو متعدد داخلی اور خارجی اسباب کی وجہ سے دیکھنے میں آئے ہیں جسے بعض ماہرین، انقلاب اسلامی ایران کےفکری تبرکات کا حصہ قرار دیتے ہیں چند نئے خصوصیات کے حامل ہیں جس کا عالمی سیاست پر ناقابل انکار اثر دکھائی دیتا ہے چنانچہ بعض ماہرین سیاست کی رو سے یہ تحولات بین الاقوامی سطح پر سیاسی، تہذیبی اور جغرافیای حوالہ سے نئی جہتیں اور نئے افکار کی داغ بیل ڈالنے والے ہوسکتے ہیں۔

اگر ان تبدیلیوں پر گہری نظر ڈالی جائے تو ہم اس نتیجہ پر پہونچیں گے کہ اس کی اصل وجہ ان ممالک کے داخلی اعتبار سے ظلم و ڈکٹیٹرشپ، حکومتوں کا ناکاراپن، اقتصادی بحران تاہم خارجی نقطۂ نظر سے غیر ممالک کا نفوذ، اس سلسلہ میں خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔

اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر کہ جو مشرق وسطی، شمالی افریقہ کے اسلامی اور عرب ممالک میں پورے سماج کی آواز کے طور پر اور بیداری اسلامی کی شکل میں ابھرا ہے، مجلّہ ''راہ اسلام'' کے اس شمارہ کو اس موضوع سے مخصوص کیا گیا ہے اور اس پر مختلف زاویوں سے گفتگو کی گئی ہے۔ بیداری اسلامی ایک طرف اسلامی ممالک کا اہم موضوع ہے، دوسری طرف سرمایہ دارانہ نظام کے لئے انتہائی تشویق کا مسئلہ۔ (ادارہ)

☆

عالمی اسلامی بیداری

ڈاکٹر اختر مہدی رضوی

علم وآگہی اور نت نئی ایجادات واختراعات کے اس دور میں رونما اور کامیاب ہونے والے اسلامی انقلاب کے قائد عظیم الشان حضرت امام خمینیؒ نے ۱۹۶۳ء میں انقلاب کے ابتدائی مراحل میں بڑی وضاحت کے ساتھ اس حقیقت کا اعلان کردیا تھا کہ ان کی انقلابی سرگرمیوں کا بنیادی مقصد اسلام محمدی کا تحفظ احیا اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی تبلیغ وترویج کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ایرانی معاشرہ سے اسلام نابود ہوچکا تھا۔ نہیں، اسلام تو تھا مگر اس کی روح نیم مردہ حالت میں تھی۔ دوسری عبارت میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایرانی معاشرہ میں غیر اسلامی اور فاسد سرگرمیوں اور بدعنوانیوں کا ایسا بول بالا تھا کہ امام خمینیؒ جیسے غیرت دار مذہبی رہنما اس کی تاب نہ لاسکے اور انہوں نے فقط خداوند عالم کی لازوال طاقت اور خالی ہاتھ مگر اٹل ارادہ سے مالا مال ایرانی قوم پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنی انقلابی سرگرمیوں کا سلسلہ شروع کردیا جس کا مقصد اسلام کو گھر اور مسجدوں کی چہار دیواری سے نکال کر ملّت اسلامیہ ایران کی زندگی کا اہم جز قرار دینا تھا۔ وہ اپنے اس الٰہی مشن میں ہمہ تن سرگرم ہوگئے۔ اور چودہ سال تک مختلف النوع مسائل ودرد انگیز مصائب کا سامنا کرتے ہوئے انہوں نے اس عظیم انقلاب کی راہ میں ہزاروں فرزندان توحید کی قربانیاں پیش کیں لیکن ان کے اٹل ارادہ میں ہلکی سی غیر اسلامی لچک اور ان کے پای ثبات میں ذرہ برابر لغزش نہیں آئی اور اپنے فرزند عزیز مصطفیٰ خمینی کی شہادت کے بعد غریب الوطنی کے عالم میں عراق میں اخباری نمائندوں کے سامنے ٹھوس لہجے میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ ”مصطفیٰ ودیعہ ونعمت الٰہی تھے۔ اپنے مالک حقیقی کی بارگاہ میں واپس چلے گئے۔“ وطن سے دور جلاوطنی کا زمانہ ہویا وطن کے بعد دس روز کی مختصر سی مدت میں اسلامی جمہوری حکومت کی تشکیل کے ابتدائی مراحل، امام خمینیؒ اپنے اقوال وارشادات اور اعمال وکردار کے ذریعہ لوگوں کو یہ باور کراتے رہے کہ کائنات کا خالق ومالک خدای وحدہٗ لاشریک ہے اور ہر مسلمان کا یہ فریضہ ہے کہ وہ ہر حال میں راضی بہ رضای الٰہی رہے۔ اسلامی بیداری کا راز اسی عقیدہ میں مضمر ہے۔

امام خمینیؒ یکم فروری ۱۹۷۹ء کو وطن واپس آگئے۔ بہشت زہرا میں شہداء انقلاب کو خراج عقیدت پیش کرنے کے بعد وہ اسلامی جمہوری حکومت کی تشکیل میں سرگرم ہوگئے اور اسلامی احکام وعقائد کی پیروی کرتے ہوئے کسی قسم کے خون خرابہ کے بعد ڈھائی ہزار سالہ ظالم شاہی حکومت کو نابود کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا۔" فقط جمہوری اسلامی، نہ یک حرف نہ یک حرف زیاد۔" ملک گیر پیمانہ پر استصواب عامہ کے دوران ۹۸.۲٪ ایرانی عوام نے اپنے رہبر کی اس تجویز پر مہر تصدیق ثبت کردی۔ یہ ایران میں اسلامی بیداری کی تجدید کا دوسرا اہم مرحلہ تھا۔ اس کے بعد رہبر انقلاب نے قرآن وسنت کی بنیاد پر آئین کی تدوین، ملک گیر پیمانہ پر درسی کتابوں کی از سر نو تالیف واشاعت اور ملک کے سیاسی، سماجی ثقافتی اور تہذیبی نظام کو اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ کرنے کا سلسلہ شروع کیا اور عالمی ماہرین سیاست نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ صدر اسلام کے بعد دنیا میں پہلی بار ایسی اسلامی جمہوری حکومت قائم ہوگئی جس کا آئین قرآنی احکام اور سیرت رسولؐ پر مبنی ہے۔ یہ اسلامی بیداری کا تیسرا مرحلہ تھا جس کے دوران فرانسیسی اخبار کے نمائندہ سے گفتگو کرتے ہوئے امام خمینیؒ نے ایرانی حکومت کی خارجہ سیاست کی وضاحت میں ایسا اعلان کیا تھا جس نے ان کے وفاداروں کو بھی حیرت زدہ کردیا تھا۔ جی ہاں! قرآنی احکام سے استفادہ کرتے ہوئے امام خمینیؒ نے جس وقت "لا شرقیه ولا غربیه" کے ذریعے اپنے دور کی دونوں مشرقی ومغربی بڑی طاقتوں کی نفی وتردید کرتے ہوئے" فقط جمہوری اسلامی" کی بات دہرائی تھی اس وقت کسی کے ذہن میں یہ خیال بھی نہیں پیدا ہوا تھا۔ پوری دنیا دو بڑے قطب کے درمیان بٹی ہوئی تھی اور جملہ وہی شخص کہہ سکتا تھا جو خدا شناسی کے میدان میں یکتای روزگار ہو۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ جب ان سے یہ کہا گیا کہ آپ نے ایران کو ترقی کی راہ سے تقریباً سو سال پیچھے ڈھکیل دیا ہے تو آپ نے نہایت اطمینان کے ساتھ ارشاد فرمایا تھا کہ "در حقیقت میں ایران کو چودہ سو برس پیچھے لے جانا چاہتا ہوں۔" ان کا مقصد یہ تھا کہ میں ایران کو حقیقی اسلام محمدی کا پیرو دیکھنا چاہتا ہوں۔ جی ہاں! امام خمینیؒ نے اپنے ارشادات عالیہ اور اپنے اعمال وکردار کے ذریعہ حقیقی اسلام محمدی کے سلسلے میں قصداً پھیلائی گئی بدگمانیوں کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کی اور اس میں بڑی حد تک کامیاب بھی ہوئے۔ وہ بار بار لوگوں کو یہ باور کراتے رہے کہ دنیا والوں کے سامنے اگر حقیقی اسلام پیش کیا جائے تو یہ دنیا تو حقیقی اسلام کی پیاسی ہے۔ وہ اکثر علماء ودانشوروں سے یہ فرمایا کرتے تھے کہ اسلامی انقلاب کی کامیابی حکومت واقتدار کی تبدیلی نہیں بلکہ ہماری علمی،

اخلاقی ، سیاسی ، سماجی اور ثقافتی قدروں میں تبدیلی آنی چاہئیے۔ ہمارے انداز فکر اور ہمارے شعور میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ وہ اکثر اسلامی انقلاب کو دنیا کے دیگر ممالک میں برآمد کرنے کی بات بھی کہتے تھے جس سے اس انقلابی فکر کی ترسیل مقصود تھی جو لوگوں کے اذہان عالیہ کو بیداری و آگہی کی دولت سے مالامال کر دیتی ہے اور جس کو حاصل کرنے کے بعد دنیا کی تمام نعمتیں خود بخود حاصل ہوجاتی ہیں چنانچہ اس دولت کو حاصل کرنے کے بعد لوگ اصلاح معاشرہ سے قبل اپنی اصلاح میں سرگرم ہوجاتے ہیں ان لوگوں کو اس حقیقت کا بھی بخوبی اندازہ ہوا کرتا ہے کہ خودی اور خودشناسی کے بغیر خداشناسی ایک امر محال اور فعل عبث ہے۔ درحقیقت امام خمینیؒ اپنے ساتھ کوئی نئی شریعت لیکر نہیں آئے تھے بلکہ گذشتہ کئی صدیوں کے دوران اسلام حقیقی کے چہرے پر جو گرد وخاک جم گئی تھی اس کو انہوں نے اپنے شہداء کے خون سے ایسا صاف کر دیا کہ حقیقی اسلام محمدی کے نور سے پوری دنیا منور ونورانی ہوگئی اور ہر طرف اسلامی بیداری کی زور دار لہر سی دکھائی دینے لگی۔ ایران کے پڑوس میں واقع افغانستان میں اسلامی بیداری کے سیلاب نے مشرق کی عظیم طاقت روس کو نہ صرف افغانستان سے بھاگ کھڑے ہونے پر مجبور کر دیا بلکہ مشرقی بڑی طاقت کی نابودی کی زمین ہموار کر دی اور قومیت کے دلدل میں پھنسی ہوئی فلسطینی تحریک نے پرچم اسلام کے سایہ میں پناہ حاصل کر لی اور فلسطینی مجاہدوں نے دنیاوالوں پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح نمایاں کر دی کہ جس جنگ کو عرب واسرائیل جنگ کے نام سے یاد کیا جارہا ہے وہ درحقیقت اسلام اور مسلمانوں کے خلاف وہ جنگ ہے جس کا مقصد اسلام اور مسلمانوں کی نابودی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ واضح رہے کہ اسلامی بیداری نے اپنی مقبولیت اور کامیابی کے ان عظیم الشان مراحل کو اس وقت طے کیا تھا جب ایران پر خوفناک مصلحانہ جنگ اپنے شباب پر تھی اور دنیا کی دونوں بڑی طاقتوں کے تیار کردہ مہلک اسلحوں اور عرب حکمرانوں کی طرف سے فراہم شدہ پٹرول ڈالر کی ریل پیل تھی اور ایسا محسوس ہورہا تھا کہ یہ جنگ ایران کو صفحۂ ہستی سے نابود کر دے گی لیکن امام خمینیؒ کی ثابت قدمی نے دنیاوالوں کو غیر معمولی حیرانی میں مبتلا کر دیا۔ جی ہاں ! جس کا اعتقاد وایمان اس خدا پر ہو جو ابابیل جیسی چڑیا اور جو چھوٹی چھوٹی کنکریوں سے خانۂ کعبہ کی نابودی پر کمر بستہ ہاتھی سوار ابرہہ کے لشکر کو عبرتناک نابودی سے ہمکنار کر دیتا ہے وہ اپنے اٹل ارادہ سے کیسے الگ ہوسکتا ہے۔ اور جس کے سامنے حسینی انقلاب کا نمونہ موجود ہو جو تلوار پر خون کی ، باطل پر حق کی اور ظالم پر مظلوم کی کامیابی کی داستان رقم کرچکا ہو اس کے یہاں اطمینان کے علاوہ کسی

قسم کی گھبراہٹ کا کوئی سوال ہی نہیں اُبھرتا۔

بہرحال اسلامی انقلاب ہو یا اسلامی بیداری کی عالمی تحریک دونوں کو سمجھنے کے لئے اسلام محمدی کا مکمل تعارف حاصل کرنا لازمی ہے۔ مذہب اسلام سے ناواقف انسان چاہے اپنے دور کا بڑا سے بڑا مفکرودانشور کیوں نہ ہو اسلامی انقلاب اور اسلامی بیداری کو سمجھنے سے قاصر ہوگا۔ ساری دنیا اس حقیقت سے بخوبی واقف ہے کہ ظہور اسلام کے موقع پر تمام اسلام دشمن طاقتوں کی کوشش یہ تھی کہ دنیاوالوں کو صحیح اور حقیقی اسلام کا تعارف حاصل نہ ہوسکے۔ ابتدائی مرحلہ مین پیغمبر اکرم پر پتھر برسائے گئے۔ انہیں طرح طرح کے مصائب وآلام کا شکار بنایا گیا اور شعب ابی طالبؑ میں پیغمبرؐ اور مسلمانوں پر اقتصادی ناکابندی عائد کردی گئی اور مکہ سے مدینہ ہجرت کے بعد خوفناک جنگوں کا لامتناہی سلسلہ چھڑ گیا لیکن پیغمبرؐ نے اپنی دس سال لگاتار کوششوں سے فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار سے زیادہ مسلمانوں کے ساتھ سرزمین مکہ میں ایک فاتح اور کامیاب کی حیثیت سے دوبارہ داخل ہوئے۔ دشمن کے مہلک پروپگنڈوں کے برعکس وہ اپنے جانی دشمنوں کے لئے بھی سایۂ رحمت ثابت ہوئے۔لیکن اسلام دشمن طاقتوں کو اسلام کی حقیقی طاقت کا بھرپور اندازہ ہوگیا لہٰذا دشمن نے منافقانہ راہ وروش اختیار کرلی جس کا پہلا نمونہ جنگ صفین میں دکھائی پڑا۔شامی لشکر کو جیسے ہی یہ اندازہ ہوا کہ ذراسی دیر میں حضرت علیؑ کے لشکر کو فتح حاصل ہونے والی ہے، فوری طور پر قرآن نیزے پر بلند کردئے گئے اور یہ تبلیغاتی روش اختیار کی گئی کہ قرآن کے فیصلے پر عمل کرو۔ مولای متقیان باربار دہراتے رہے کہ یہ مکروفریب ہے جنگ جاری رکھی جائے لیکن اسلام دشمن پروپگنڈہ کے آگے ان کی ایک نہ چلی اور مختصرسی مدت میں نبی کا کلمہ پڑھنے والوں کی غفلت کا یہ عالم ہوا کہ یزید نے خلیفۃ المسلمین کی حیثیت سے نواسۂ رسولؐ حسینؑ مظلوم سے بیعت کا مطالبہ کرنے لگا۔ جھوٹی اور بے بنیاد تبلیغات کی وجہ سے اسلام، پیغمبرؐ اسلام اور ان کی اولاد واہلبیتؑ سے مسلمانوں کی ناواقفیت اتنی بڑھ گئی کہ متعدد مقامات پر حسینؑ مظلوم کو لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہنا پڑا ''لوگو! مجھے اچھی طرح پہچان لو۔ میں تمہارے پیغمبرؐ کا نواسہ حسینؑ ہوں۔'' ان تمام باتوں کے باوجود معرکہ کربلا میں حسینی انقلاب نے ایسی عظیم الشان کامیابی حاصل کرلی جو قیامت تک رونما ہونے والے انقلابات کے لئے نمونۂ عمل اور اسلامی بیداری تحریک کے علمبردار کا کردار انجام دے سکے۔ جی ہاں! حسینی انقلاب قیامت تک رونما ہونے والے انقلابات کے لئے مشعل راہ اور اسلامی بیداری تحریک کی بقا کی ضمانت ہے۔ گذشتہ چودہ صدیوں کے دوران

باطل طاقتوں نے اسلامی بیداری کو منحرف کرنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن ائمہ معصومین علیہم السلام نے اپنے افکار وعقائد اور اعمال وکردار کے ذریعہ حقیقی اسلام محمدی کا صحیح تعارف پیش کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ اسلامی بیداری اور حقیقی اسلام محمدی کی تبلیغ و اشاعت کی راہ میں قید خانہ کے مصائب بھی جھیلے مگر اپنے الٰہی مشن کو جاری رکھا۔

واضح رہے کہ ۶۰ھ میں کربلا کی سرزمین پر رونما ہونے والا حسینی انقلاب ہو یا اس کی پیروی میں ۱۹۷۹ء میں رونما ہونے والا انقلاب خمینیؒ ہو، دونوں کا مقصد دنیا مین اسلامی بیداری کو فروغ دیتے ہوئے دنیا والوں کے سامنے حقیقی اسلام محمدی کا صحیح تعارف پیش کرنا ہے۔ آج دشمن پہلے سے کئی گنا زیادہ خطرناک ہیں۔ یہ اسلامی بیداری کے نتیجے میں اسلامی اور انسانی اقدار کا احترام کرتے ہوئے جو انقلابی تحریک دکھائی دیتی ہے اس کا گلا گھونٹ دینے میں ذرہ برابر ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ چنانچہ الجزائر میں نجات اسلامی فرنٹ کی انقلابی سرگرمیوں کو ظلم وبربریت اور اسلحوں کی طاقت کے ذریعہ گمنامی کے گڑھے میں ڈھکیل دیا گیا۔ اس ملک کے عام چناؤ میں Islamic salvatian party کے جس سیاسی لیڈر نے سب سے زیادہ ووٹ حاصل کئے تھے اسے فوری طور پر نابود کردیا گیا اور قتل وغارتگری کا یہ رویہّ اس وقت تک جاری رہا جب تک یہ اسلامی پارٹی نابود نہیں ہوگئی۔ اسلامی انقلاب کے سلسلے میں اسلام دشمن طاقتوں کا منصوبہ یہ تھا کہ امام خمینیؒ کی وفات کے بعد ایران اور امام خمینیؒ کی شخصیت کے درمیان فاصلہ پیدا کرتے ہوئے اپنی مہلک اسلام دشمن سرگرمیوں کا سلسلہ شروع کریں گی لیکن ان لوگوں کے اس شرمناک منصوبے پر اس وقت پانی پھر گیا جس وقت رحلت امامؒ کے بعد نئ ایرانی پارلیامنٹ تشکیل عمل میں آئی اور رہبر معظم آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے اس پارلیامنٹ کی افتتاحیہ تقریر کے دوران ارشاد فرمایا۔ ”حضرت امام خمینیؒ کے نام کے بغیر دنیا میں کہیں بھی اس انقلاب کی کوئی شناخت نہیں ہے۔“ ان کے اس پرزور بیان سے اسلام دشمن عناصر اور ان کے آقاؤں کے حوصلے پست ہوگئے اور دوسری طرف دنیا کی تمام انقلابی جماعتوں اور اسلامی بیداری تحریک میں سرگرم افراد اور جماعتوں کے حوصلے بلند ہوگئے۔

اسلامی بیداری کی عالمی تحریک کے سلسلے میں اسلامی انقلاب سے قبل سید جمال الدین افغانی، سید محمد قطب، شیخ محمد شلتوت اور اخوان المسلمین سے وابستہ دیگر مصری علماء کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اس بات کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی کے بعد امام

خمینی ہر سال حج جیسی عظیم عالمی کانگریس کے دوران امت اسلامیہ عالم کے نام ایک پیغام جاری کرتے تھے۔ ۱۹۸۸ء میں جاری کیے گئے اپنے اس پیغام میں انہوں نے بڑی وضاحت کے ساتھ کہا تھا۔" ملت اسلامیہ عالم کے خادم کی حیثیت میں خواب غفلت میں پڑی ہوئی مسلمان اقوام کی بیداری میں میری جو ذمہ داری تھی وہ پوری کردی۔ اب دنیا کے مسلمان قوموں کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے حقوق کی بحالی بازیابی کے لئے آگے بڑھیں۔" ان کے اس بیان سے ساری دنیا میں اسلامی بیداری کی لہر سی پیدا ہوگئی اور خمینی مشن کو جان سے زیادہ عزیز رکھنے والے ان کے جانشین آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے اسلامی بیداری میں سرگرم ان تحریکوں کی حمایت وپشت پناہی شروع کردی۔ فلسطینی اور لبنانی جانبازوں نے اس میدان میں سبقت حاصل کی اور لبنانی مجاہدوں نے ۲۰۰۶ء میں اسلامی رہنما حسن نصر اللہ کی قیادت وسرپرستی میں ۳۳ روزہ جنگ کے دوران اسرائیلی جنگجوؤں کے چھکے چھڑا دیئے اور جولوگ اس خام خیالی کا شکار تھے ان کو بھی پتہ چل گیا کہ یہ محض ایک بے بنیاد پروپگنڈہ ہے کہ اسرائیل ایک ناقابل شکست طاقت کانام ہے۔ ایسا کچھ نہیں ہے اس مختصر سی جنگ کے دوران اسلامی بیداری سے مالامال لبنانی مجاہدوں کے سامنے اسرائیلی فوج کو گھٹنے ٹیکتے ہوئے اور جنگ بندی کی فریاد کرتے ہوئے دنیاوالوں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

بات صرف لبنان ہی تک محدود نہیں رہی بلکہ اسلامی بیداری کے متوالوں نے اپنی انقلابی سرگرمیوں کے ذریعے امریکی اور اسرائیلی اشاروں پر رقص کرنے والے حاکم مصر حسنی مبارک کی ظالم حکومت کا کام تمام کردیا۔ بحرین، یمن، تیونیشیا، لیبیا، عمان اور سعودی عرب کے علاقوں میں اسلامی بیداری کی حمایت میں مظاہروں کا سلسلہ جاری ہے۔ اردن کے عوام میں بھی اسلام پسندی اور اسلامی بیداری کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ افغانستان ہو یا ملک شام ناٹو کی ظالمانہ سرگرمیوں کے خلاف اسلام پسندوں کے ذریعہ عالمی اسلامی بیداری تحریک کی حمایت روز روشن کی طرح عیاں ہوتی جارہی ہے۔ ملک عراق سے امریکی فوجیوں کا انخلا ان کی مرضی سے نہیں بلکہ اسلامی بیداری کے زبردست دباؤ کا نتیجہ ہے۔ مختصر لفظوں میں اگر اسلامی بیداری پر مشتمل اسلامی علاقوں میں رونما ہونے والی ان انقلابی سرگرمیوں کو "اسلامی بیداری کی بہار" کے نام سے تعبیر کیا جائے تو زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے جس کی مرکزیت اسلامی جمہوریۂ ایران کو حاصل ہے جس کے خلاف ہر روز امریکی اور اسرائیلی دھمکیوں کا سلسلہ جاری ہے لیکن ملت ایران اپنے قائد عظیم الشان آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای کی قیادت و

رہنمائی کے سایہ میں ان دھمکیوں سے قطعی لاپرواہ اپنے انقلابی اور علمی مشن کی ترقی میں ہمہ تن سرگرم ہے اور اس ملت کو اپنے خالق ومالک حقیقی کی لازوال طاقت اور اپنے قائد کی قیادت پر اٹوٹ بھروسہ اورصرف ملت اسلامیہ عالم ہی نہیں بلکہ دنیا کے تمام حق پسند، آزادی طلب ، انصاف دوست اور دنیا کی سامراجی اور استکباری طاقتوں کو خاطر میں نہ لانے والی آزادفکر اقوام کے نام یہ پیغام ہے کہ ایران میں آج جو علمی، سماجی، سیاسی ،ثقافتی اور صنعتی ترقی دکھائی دے رہی ہے وہ درحقیقت دین مبین اسلام کا گرانقدر عطیہ ہے جو بنی نوع انسان کو انسان دوستی ،خوداعتمادی اور خدا اعتمادی کا درس دیتاہے اگر دنیا ان الٰہی تعلیمات کو گلے لگالے تو ہر ممکن خوشی وخوشحالی اس کا نصیب بن جائے۔ ایسی تعلیمات کے مجموعہ کانام اسلام ہے اور یہی حقیقی ''راہ اسلام'' ہے۔ والسلام

☆

حسینی انقلاب اور اسلامی بیداری

سید پیغمبر عباس عابدی
جامعۃ المنتظر نوگانواں سادات

حضرت محمد مصطفیٰ[ص] نے عرب کے جس منجمد اور بدحال معاشرے کو اسلامی تعلیمات سے متحرک اور فعال بنا کر حیات نو بخشی تھی بنی امیہ نے اسے وہیں پلٹا کر اسی طرح سے جامد اور بزدل بنا دیا تھا، لوگ ظلم وزیادتی اور ظالم کے خلاف زبان کھولنے سے ڈرنے لگے تھے، ظہور اسلام سے قبل لوگوں کی یہ عادت تھی کہ وہ طاقت، اقتدار اور روپیہ پیسے کے ساتھ ساتھ لکڑی اور پتھروں سے تراشے ہوئے بتوں کے سامنے جھکتے تھے مگر بنی امیہ کے معاشرے میں لکڑی اور پتھروں سے تراشے ہوئے بتوں کے سامنے تو نہیں لیکن طاقت، اقتدار اور روپیہ پیسے کے سامنے جھکنا عام تھا ابنی امیہ کی سیاست نے معاشرے کو برباد کر رکھا تھا، رشوت کا جو سماج میں ہر برائی کی جڑ ہے، لین دین عام ہوگیا تھا۔ امام حسنؑ نے لشکر شام کے مقابلے کیلئے ۴ ہزار سپاہ کا کمانڈر ''حکم'' کو بنا کر شہر ''انبار'' کیلئے روانہ فرمایا تھا، یہ کمانڈر معاویہ کے درہم و دینار کی لالچ اور جھوٹے وعدوں میں آکر دو سو سپاہیوں سمیت معاویہ کے لشکر سے جا ملا تھا، پھر امام حسنؑ نے قبیلۂ بنی مراد سے ایک شخص کو معین کیا تھا، اسے بھی معاویہ نے ۵ ہزار درہم میں خرید لیا تھا۔[۲] جھوٹی گواہی دینا اور لوگوں کو جھوٹے مقدموں میں پھنسانا عیب نہیں سمجھا جاتا تھا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو فراموش کر دیا گیا تھا۔ لوگ حق بات زبان پر نہیں لاتے تھے، اُس زمانے میں امیر وغریب کے درمیان خلیج کافی وسیع ہوگئی تھی۔ مالداروں کو صاحب عزت سمجھا جاتا تھا اور غریبوں کا مذاق اڑایا جاتا تھا نیز بنی امیہ کے ذریعہ پھیلائے گئے قبائلی اور خاندانی تعصب اور قبیلہ پرستی نے مسلمانوں کو ان مقاصد تک بھی نہ پہنچنے دیا جس تک جانے کی اسلامی تعلیمات نے ترغیب دلائی تھی، ایسے معاشرے میں مرجئہ فرقے کے عقیدۂ ''جبر'' اور بنی امیہ کے ذریعہ اس کی مکمل حمایت[۳] نے اس معاشرے کو اور بھی زیادہ منجمد کر دیا تھا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان ہر ظلم وستم اور ناانصافی اور سماجی برائیوں کے سامنے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہتے تھے اور انہیں ان سماجی برائیوں کا احساس بھی نہیں ہوتا تھا حتیٰ کہ معاشرے سے گناہ کا شعور بھی ختم ہوگیا تھا

جبکہ یہی شعور اگر زندہ رہتا تو معاشرے میں ایک اسلامی انقلاب کی بنیاد بن سکتا تھا۔ اس شعور کے مردہ ہوجانے کی وجہ سے جو مسلمان پوری انسانیت کا درد اپنے سینے میں رکھتے تھے اور دوسروں کے دکھ درد میں شریک رہتے تھے اموی سیاست کی وجہ سے قبیلہ پرست بن گئے تھے اور اپنے ہی قبیلے کے محدود دائرے میں مقید رہتے تھے اور زمانۂ جاہلیت کی طرح قبائلی اور خاندانی اختلافات تک محدود ہوکر رہ گئے تھے، اس بارے میں مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی تحریر کرتے ہیں :

"ایک اور عظیم تغیر جو اس دور ملوکیت میں رونما ہوا وہ یہ تھا کہ اس میں قوم، نسل، وطن اور قبیلہ کی وہ تمام جاہلی عصبیتیں پھر سے اُبھر آئیں جنہیں اسلام نے ختم کرکے خدا کا دین قبول کرنے والے تمام انسانوں کو یکساں حقوق کے ساتھ ایک امت بنایا تھا" [۴]

دور جاہلیت میں بھی یہی چیز کارفرما تھی جو بنی امیہ کے دور اقتدار میں دوبارہ زندہ ہوگئی تھی جس کی طرف معروف اہل سنت عالم مولانا ابوالحسن علی ندوی نے اس طرح اشارہ کیا ہے کہ:

"دنیا کی بدقسمتی تھی کہ خلفائے راشدین کے بعد دنیا کی راہنمائی کے منصب جلیل پر وہ لوگ (بنی امیہ) حاوی ہوگئے تھے جنھوں نے اس کے لئے کوئی حقیقی تیاری نہیں کی تھی ، خلفائے راشدین کی طرح اور خود اپنے زمانے کے بہت سے مسلمانوں کی طرح انہوں نے اعلیٰ دینی اور اخلاقی تربیت نہیں پائی تھی ان کا دینی ، روحانی اور اخلاقی معیار اتنا بلند نہ تھا جو ملت اسلامیہ کے راہنماؤں کے شایان شان ہے، ان کے ذہن اور طبیعتیں عرب کی قدیم تربیت اور ماحول (دور جاہلیت) سے بالکلیہ آزاد نہیں ہوئی تھیں [۵]

غرض اسلامی معاشرے کا وہ نظام جو سرور کائناتؐ نے قائم کیا تھا بنی امیہ نے بدل ڈالا، مسلمانوں کو اسلامی جمہوریت کے بجائے ملوکیت کے حوالے کردیا جو دینداروں کے لئے ناقابل برداشت تھا، اسی لئے امام حسینؑ نے اس نظام کے خلاف آواز بلند کی ، ڈاکٹر محسن عثمانی تحریر کرتے ہیں کہ:

"اسلام کے اجتماعی نظام میں ملوکیت کے در آنے کے واقعہ کو ممکن نہ تھا کہ اہل دین کا ضمیر برداشت کرتا، اسلام کے نظام میں جو رخنہ پڑ گیا تھا اُسے پُر کرنے اور جو بگاڑ پیدا ہوگیا تھا اس کی اصلاح کے لئے سب سے پہلی کوشش حضرت

امام حسینؑ کی تھی'' ۶؎

یہ تمام باتیں انقلاب امام حسینؑ کے لئے بہترین مجوز بن گئی تھیں کیونکہ یزید کے زمانے تک پہنچتے پہنچتے یہ معاشرہ اس قدر بد حال ہوگیا تھا اور یہ بات بھی پوری طرح سب پر عیاں ہوگئی تھی کہ یزید مقام خلافت کا اہل نہیں ہے، لہٰذا یزیدی حکومت کے حامیوں کے لئے اس صورت میں ممکن ہی نہ رہ گیا کہ حسینی انقلاب کو رائے عامّہ کے سامنے ''اقتدار کی جنگ'' یا قتل امام حسینؑ کو یزید کی ''خطائے اجتہادی'' کے طور پر پیش کرسکیں۔

امام حسینؑ کی اس تحریک کا اثر سب سے پہلے شب عاشور آپ کے ساتھیوں میں دیکھا گیا، جس ماحول میں لوگ حق کی حمایت میں زبان کھولتے ہوئے ڈررہے تھے اور یزید جیسے کو اپنے اوپر مسلّط کرلیا تھا، امامؑ کے ساتھی حق کی راہ میں جان دینے کی باتیں کررہے تھے،تاریخ نے امام حسینؑ کے ساتھیوں کا شب عاشور کا یہ جملہ محفوظ کرلیا کہ: ''فقبّح اللّٰہ العیش بعدک'' یعنی پس خداوند عالم آپ کے بعد زندگی خراب کردے۔ امام حسینؑ کے ساتھی یہ بھی کہہ رہے تھے کہ اگر ہمیں قتل کردیا جائے پھر زندہ کیا جائے، پھر ہمیں قتل کیا جائے اور ہمارے جسموں کو راکھ بناکر ہوا میں اُڑادیا جائے اور اس عمل کو ۷۰ رمرتبہ دہرایا جائے تب بھی آپؑ سے جدا نہیں ہوں گے جب تک آپؑ کی راہ میں اپنی جان قربان نہ کردیں۔ ۷؎ اور ایسا ہی ہوا اگلے روز یعنی عاشور کے دن امام کے ساتھیوں نے اپنے وعدے پورے کردیئے اور جب تک اِن کی جان میں جان رہی امامؑ پر آنچ نہ آنے دی۔

عاشور کے بعد تو انقلابات کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوگیا تھا اور سب سے پہلے انہی کوفیوں نے ''سلیمان بن صرد خزاعی'' کی سربراہی میں جان ہتھیلی پر رکھ کر آواز بلند کی جو بعض وجوہات کی بنا پر کربلا میں روز عاشور نہ پہنچ سکے تھے اور یہ لوگ تاریخ میں توابین کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ کئی ہزار افراد تھے جو لڑتے لڑتے سب کے سب شہید ہوگئے تھے،توابین کے انقلاب میں صرف شیعہ ہی نہیں تھے بلکہ وہ تمام لوگ بھی شامل تھے جو بنی امیہ کے ظلم وجور کی سیاست سے اُوب چکے تھے اور ایک مسلح قیام کے ذریعہ اسے برطرف کرنا چاہتے تھے، سلیمان بن صرد خزاعی کے رجسٹر میں بنی امیہ کی حکومت کے خلاف قیام کرنے والے ۱۶ ہزار افراد نے نام درج کرائے تھے،مگر موقع پر صرف ۵ ہزار ہی پہنچے اور مدمقابل شامی لشکر کی تعداد ۳۰ ہزار تھی ۸؎ جب کہ قیام امام حسینؑ سے پہلے جناب مسلم سے ۱۸ ہزار افراد نے بیعت کی تھی اور موقع پر ایک بھی موجود نہ تھا، اس لحاظ سے

۱۶/ہزار میں سے ۵/ہزار افراد کا کسی مقصد کیلئے گردنیں کٹا دینا بہت بڑی بات تھی اور یقیناً لوگوں میں یہ جذبۂ شہادت امام حسینؑ کے انقلاب کے بعد ہی پروان چڑھا۔

واقعۂ کربلا سے ۲۰ سال پہلے کی بات ہے کہ اسی اموی معاشرے میں جب امام حسنؑ کو افرادی قوت کی ضرورت پڑی تھی اور آپؑ نے اس مقصد سے ''**نخیلہ**'' میں کیمپ لگایا تھا تو لوگوں نے سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کیا تھا تب آپؑ نے لوگوں کو یہ اختیار دیا تھا کہ اگر جنگ کرنا ہے تو تلواریں سونت لو اور اگر لڑنا نہیں چاہتے ہو تو مجھے اطلاع کردو تو مجمع سے ''البقیة البقیة'' یعنی ہمیں زندگی چاہیئے ،ہمیں زندگی چاہئے کی آوازیں آنے لگی تھیں [۹]

بہر حال! اور تو اور خود ظالم ابن زیاد کے دربار میں جہاں لوگوں کو زبان کھولنے کی قیمت سر دینا پڑتی تھی ''عبداللہ بن عفیف ازدی'' نے خبر شہادت امام حسینؑ سن کر ابن زیاد کے خلاف اُس وقت تک زبان سے جہاد کیا جب تک شہید نہ ہوگئے [۱۰]۔ تاریخ طبری اور مروج الذہب میں ۵۰ سے زیادہ ایسے انقلابات کا تذکرہ موجود ہے جو کربلا کے بعد اسلامی معاشرے کی بد حالی اور غیر اسلامی سیاست کی وجہ سے رونما ہوئے، اس کے علاوہ گاندھی جی کی قیادت میں ہندوستان کا انقلاب ، آیت اللہ العظمیٰ امام خمینیؒ کی قیادت میں ایران کا اسلامی انقلاب اور جنوبی لبنان کے مٹھی بھر جیالوں کی اسرائیلی درندوں کے سامنے پامردی اور استقامت بھی حسینی انقلاب کی مرہون منت ہے ، ان تمام انقلابات میں جو سب سے زیادہ کامیاب انقلاب رونما ہوا وہ ایران کا اسلامی انقلاب ہے، کیونکہ اس انقلاب نے صرف حکومت یا حاکم تبدیل نہیں کئے بلکہ معاشرے کے پورے ڈھانچے کو تبدیل کرکے رکھ دیا اور اب یہ انقلاب اسلامی اصولوں اور سیاست کی لیباٹری بن چکا ہے۔اس انقلاب نے ثابت کردیا ہے کہ عورتیں اسلامی حجاب میں رہتے ہوئے بھی مردوں کے شانہ بشانہ معاشرے کو ترقی کی راہ پر لے جانے میں اہم کردار ادا کرسکتی ہیں جس سے یورپ کے اسلامی حجاب کے خلاف سارے نعرے، دعوے اور پروپیگنڈے کھوکھلے ثابت ہوگئے ہیں ، دوسرے یہ کہ ایران کے اسلامی انقلاب نے یہ بھی ثابت کردیا کہ دین اور سیاست کے اختلاط سے ہی معاشرے کا نظم ونسق صحیح طور پر برقرار رہتا ہے اور اس طرح اس انقلاب نے یورپ کے اس پروپیگنڈے پر بھی پانی پھیر دیا جو اسلام کے خلاف صدیوں سے چل رہا تھا ، جب کہ معاشرے کی تمام مادی اور معنوی ضروریات کا خیال جس طرح اسلام نے رکھا ہے کسی مذہب نے نہیں رکھا اور اہل یورپ نے اپنے پروپیگنڈے کے زور پر

پورے عالم اسلام کے نوجوانوں کے ذہن میں یہ بات ڈالنے کی کوشش کی تھی کہ حکومت چلانے کے لئے اسلام کے پاس ٹھوس اصول نہیں ہیں، مگر جیسے ہی ایران میں ۱۹۷۹ء میں اسلامی انقلاب کامیاب ہوا، اِس پروپیگنڈے کی خود بخود ہوا نکل گئی اور پورا عالم اسلام اس انقلاب کی طرف متوجہ ہوگیا اور اپنے اپنے ملکوں میں اسلامی جمہوری حکومتوں کی باتیں کرنے لگے اور اسی لئے ایرانی قیادت یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ ایران کے اسلامی انقلاب نے پورے عالم اسلام کو متاثر کیا ہے اور یہ انقلاب ایرانی سرحدوں سے عبور کرکے پورے عالم اسلام تک پہنچ چکا ہے جس پر عالم اسلام میں چلتی ہوئی بیداری کی لہریں اور تحریکیں گواہ ہیں۔

اس وقت عالم اسلام خاص طور پر عربی مما لک کی حالت یہ ہے کہ ان کی تہذیب وتمدن، اقتصاد وسیاست، تعلیم وتربیت غرض ہر چیز مغربی تمدن سے متاثر ہے جس سے معاشرے میں بے چینی یقینی بات ہے، عرب معاشروں کی یہ حالت ہے کہ وہاں غریبوں اور مالداروں کے درمیان خلیج روز بروز وسیع ہورہی ہے، بے روزگاری بڑھ رہی ہے، یہ بات نوجوان بھی سمجھنے لگے ہیں کہ یہود ونصاریٰ بالواسطہ ان پر حکومت کررہے ہیں اور گدی نشین حکمران انہیں کے پٹھو ہیں جو ان مما لک کی سیاست میں عوام کی حصہ داری برداشت نہیں کرتے، یہ کیسی ناانصافی ہے کہ تیل مسلمانوں کا، مگر اس پر اختیار امریکہ کا! معاشرہ مسلمانوں کا، مگر اس پر مرضی امریکہ کی چلے گی! پیسہ مسلمانوں کا مگر امریکی بینکوں میں رکھا جائے گا۔ سرزمین مسلمانوں کی مگر حفاظت امریکہ کرے گا! سوناچاندی مسلمانوں کا مگر اس سے فائدہ اٹھائے گا امریکہ! سمندر مسلمانوں کا مگر اس کی دیکھ بھال کرے گا امریکہ! قسمت مسلمانوں کی مگر فیصلہ کرے گا امریکہ! غرض سب کچھ مسلمانوں کا ہوتے ہوئے بھی گدی نشین ملکوں میں مسلمان بے بس ولاچار ہیں، نہ یہ زبان کھول سکتے ہیں، اور نہ اپنی مرضی سے زندگی گزار سکتے ہیں۔ ان لوگوں پر طرح طرح کی پابندیاں ہیں، تیونس سے انقلاب کی لہر انہی ناانصافیوں اور زیادتیوں کے خلاف شروع ہوئی تھی جس نے دیکھتے ہی دیکھتے مصر، لیبیا، بحرین وغیرہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور یہ انقلابی ہوائیں سعودی عرب تک پہنچ گئی ہیں، چونکہ عرب نوجوانوں کی سمجھ میں حسینی انقلاب آنے لگا ہے لہٰذا بلا تفریق مذہب تمام نوجوان ظالموں، جابروں، ڈکٹیٹروں اور عیش پرستوں کے خلاف صف آرا ہوگئے ہیں، جس کو روکنے میں امریکہ اور برطانیہ کی ساری تدبیریں فیل ہوگئی ہیں اور اب حالت یہ ہے کہ عالم اسلام کا ہر نوجوان اپنے لئے حسینی انقلاب کو نمونے کے طور پر دیکھ رہا ہے اور کوشش کررہا

ہے کہ اس کے یہاں بھی ایسا ہی انقلاب رونما ہوجائے جیسا ایران میں ہو چکا ہے، تا کہ معاشرہ چین و اطمینان کی سانس لے سکے اور اسلامی حکومت کے ثمرات سے بہرہ مند ہوسکے۔

جس طرح حسینی جانبازوں کی نگاہ میں بنی امیہ جیسی سپر طاقت کی اہمیت نہ تھی اسی طرح ایرانیوں کی نگاہ میں امریکہ اور یورپ جیسی سپر طاقتوں کی کوئی اوقات نہیں ہے۔ ایرانی انقلاب سے پہلے دنیامیں امریکہ کے خلاف زبان کھولنا بھی جرم سمجھا جاتا تھا مگر آج ایران کے اسلامی انقلاب کی برکت سے لوگوں میں خاص طور پر حکومتوں اور حکمرانوں میں کم سے کم اتنا حوصلہ تو پیدا ہوگیا ہے کہ امریکہ سمیت تمام نام نہاد سپر طاقتوں کی نا انصافیوں اور زیادتیوں کے خلاف چہ می گوئیاں کر لیتے ہیں۔

عالم اسلام منجملہ عالم عرب جیسے جیسے حسینی انقلاب کی افادیت سے روشناس ہوگا ویسے ویسے اپنے معاشرے کو تبدیل کرنے کی کوشش کرے گا اور یہ سلسلہ امام مہدیؑ کے ظہور تک اسی طرح باقی رہے گا۔

منابع

۱۔ بنی امیہ کے زمانے میں جعلی حدیثوں اور قرآنی آیات کی تفسیر بالرائے کا کاروبار اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

۲۔ معصومین کا تعارف، معصوم چہارم، تالیف: سید آیت اللٰہی، ص ۱۴ مطبوعہ قم۔

۳۔ ''استاد مہدی پیشوائی'' سیرۂ پیشوایان، صفحہ ۱۹۲۔۱۹۱ ناشر موسسہ تعلیماتی وتحقیقاتی امام صادقؑ، قم۔

۴۔ ''مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی'' خلافت وملوکیت، صفحہ ۱۴۰، ناشر مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز دہلی۔

۵۔ ''مولانا سید ابوالحسن علی ندوی'' انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر، صفحہ ۱۶۳، گیارہواں ایڈیشن ۱۹۹۲ء، ناشر مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ۔

۶۔ ''ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی'' حادثہ کربلا کا پس منظر اور محقق عصر مولانا محمد عبدالرشید نعمانی کی دو کتابیں صفحہ ۲۰، ناشر مجلس علمی، نئی دہلی، پہلا ایڈیشن ۱۹۹۲ء

۷۔ حجۃ الاسلام والمسلمین محمد محمدی اشتہاردی، مصائب آل محمد، ترجمہ مولانا سید علی اختر رضوی شعور گوپالپوری، پہلا ایڈیشن ۲۰۰۷ء، ناشر قرآن وعترت فاؤنڈیشن (ممبئی) مجمع جہانی شیعہ شناسی، قم)

۸۔ ''استاد مہدی پیشوائی'' سیرۂ پیشوایان، صفحہ ۲۲۴، ناشر مؤسسۂ تعلیماتی وتحقیقاتی امام صادقؑ، قم۔

۹۔ ''ابن اثیر'' الکامل فی التاریخ، جلد ۳، صفحہ ۷، ناشر دارالکتاب العربی، بیروت لبنان، دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۹ء

۱۰۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ''لہوف'' سید بن طاؤس، مترجم مظہر حسین حسینی، صفحہ ۱۰۴۔۱۰۵، ناشر عباس بک ایجنسی لکھنؤ، جون ۲۰۰۲ء

☆

ایران کا اسلامی انقلاب

عالم اسلام میں حریت بیداری لہر

ڈاکٹر رضاء الرحمٰن عاکف

ابھی چند سال پہلے جب ہماری نظر عالم اسلام کی جانب اٹھا کرتی تھی تو وہاں کے فکر انگیز ولرزہ خیز حالات کو دیکھ کر قلب ونظر مجروح ہونے کے ساتھ ہی روح بھی بے چین وبیقرار ہوجایا کرتی تھی۔ اور ہم یہ سوچنے پر مجبور ہوجاتے تھے۔ کہ زمین پر خدا کے نائب اور اس کے محبوب سید المرسلین حضرت محمد مصطفیؐ کے نام لیوا کس طرح نفس کے غلام، بندۂ سیم وزر اور اسیر حرص وہوس بنے ہوئے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی زمین پر اس کی حاکمیت قائم کرنے کے بجائے شیطان کا پرچم بلند کئے ہوئے ہیں۔ شرم وندامت کے باعث انکا صرف یہ فعل قبیح ہی نہیں بلکہ انہوں نے مخلوق خدا پر لطف ورحمت روا رکھنے کے مقام پر حدود وقیود کی سختیاں اور قید وبند کی صعوبتیں جاری کیں۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ یہ سب اسلام کے اصولوں کی پاداش کے سلسلے میں نہیں بلکہ انہوں نے محض اپنے جابرانہ اقتداروں کے تحفظ وبقا کے مدنظر یہ شرمناک کردار ادا کئے۔ بات صرف مسلمانوں کے استحصال کی ہی نہیں بلکہ مقدس ومطہر سرزمین اور اس کے نواح میں اپنی استبدادی حکومتوں کو قائم رکھنے کے ساتھ ہی اسلام کے دیرینہ دشمن یہود ونصاریٰ کو بھی مکمل تحفظ عطا کیا۔ اور اسرائیل کے ناپاک وجود کے قیام سے لے کر امریکی واستعماری مفادات کی سلامتی وتحفظ کا دارومدار بھی اپنی غافل ومردہ عرب حکمرانوں کے سر جاتا ہے جنہوں نے آمریت پسند حکومتوں کے زیر سایہ سامراجی وصہیونی فکر ونظر کو جلا بخشی ہے۔ اور قبلۂ اوّل کو یہودی غلامی میں دینے کا گناہ عظیم کیا ہے۔

ماضی کے یہ اندوہناک حالات اپنی جگہ۔ مگر آج خوشی وانبساط کی بات یہ ہے کہ اب عالم اسلام کے اندر ایک قسم کی بیداری پیدا ہوچکی ہے۔ اور صہیونیت وسامراجیت کے خلاف مسلم نوجوان اٹھ کھڑا ہوا ہے ان کے اندر یہود ونصاریٰ کی شیطانی چالوں سے نبرد آزما ہونے کے شعور کے ساتھ ہی نام نہاد مسلم آمریت پسند حکمرانوں سے آزاد ہونے کا جذبہ بھی پیدا ہوچکا ہے۔ اور وہ اب ہر قیمت پر ان اسلام دشمن مطلق العنان حاکموں کے خلاف صف آرا ہوکر ان سے مکمل آزادی حاصل کرنے کے

لئے کمر بستہ ہو چکے ہیں۔دن بہ دن منظر عام پر آرہے حالات اور ان سے پیدا ہونے والے حقائق اس بات کے گواہ ہیں کہ عالم اسلام سے ظالم حکمرانوں کے خلاف بلند ہورہی صداؤں کو اب کوئی طاقت بھی دبا نہیں سکتی اور یہ آواز جلد ہی نعرۂ حق بن کر چہار دانگ عالم میں گونج اٹھنے کو بیقرار ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو آخرکار یہ حق کی آواز ہے، یعنی یہ اس انقلاب کی آواز ہے جس کی بنیاد حق وروحانیت کے ان محکم ستونوں پر استوار کی گئی ہے جس کی بنیادیں ایران کے اس اسلامی انقلاب پر رکھی گئی ہیں۔ جو خالص دینی ومذہبی اصولوں پر عمل میں آیا تھا۔سمجھ لیجئے کہ یہ جذبۂ حریت یوں ہی سینوں میں بیدار نہیں ہوا بلکہ ان کے اندر وہی روح مقدسہ ہے جو کبھی ایرانی انقلابیوں کے اندر قائد انقلاب حضرت آیت اللہ خمینیؒ نے ایران کے نوجوانوں کے اندر پھونکی تھی جس کے بل بوتے پر امن پسند نہتّے اور کمزور وناتواں اسلام پسندوں نے مادّی اعتبار سے نہایت مضبوط ومردود پہلوی اقتدار کے پرانچے اڑادئے تھے۔

یہاں غور کرنے کی بات یہ ہے کہ رضا شاہ پہلوی کی مضبوط حکومت اور عظیم الشان مملکت کے مقابلے سادہ لوح اور کمزور ونہتّے مسلم نوجوان انقلاب برپا کرنے میں کس طرح کامیاب وکامران ہوئے اس کا سیدھا سچا جواب یہی ہے کہ آیت اللہ خمینیؒ نے مسلم نوجوانوں کی ذہن سازی اسلامی فکرونظریات پر کی۔ اور مغربی استعماریت کے مقام پر اسلامی منہاج پر حکمرانی کا طریقہ واضح کیا۔اور یہ حقیقت باور کرانے کی کوشش کی کہ حکومت اور نظام حکومت دونوں ہی اس لئے نہیں ہوا کرتے کہ اس کے ذریعہ بندگان خدا کا استحصال کیا جائے۔ ان کے فکرونظریات کو دبایا جائے، حقوق سلب کیے جائیں اور ان کے جذبۂ حریت کو کچل کر ان کو بے دام غلام بنالیا جائے۔ برخلاف اس کے مغرب کا تو طریقۂ حکومت ہی یہی رہا ہے کہ انہوں نے دنیا کے ہر ایک ملک میں ہی غلط اور غیر اصولی طور پر اقتدار حاصل کیا اور پھر اس کو قائم رکھنے کے لئے وہاں کے عوام کو آپس میں لڑاتے رہے۔ چونکہ اس وقت اکثر عرب ممالک کا نظام ہائے سیاست اور طریقۂ حکومت مغربی ہی ہے اسی لئے یہی طریقہ انہوں نے روا رکھا ہے اور ان کی بقا وسلامتی کے لئے ہر وہ غیر انسانی طریقہ اپنائے ہوئے ہیں جو ان کے مغربی آقاؤں کی جانب سے ان کو ودیعت کیا گیا ہے۔شرم اور افسوس تو یہ کہ ظالم اپنے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے نہ صرف مسلمانوں کا ہی استحصال کرتے رہے بلکہ اسلامی اصولوں کا بھی مزاق اڑاتے رہے۔ اس کے ساتھ ہی مسلمانوں میں مذہبی منافرت پیدا کرنا، ان کو مختلف ناموں

سے آپس میں لڑانا، ان کے اندر غلط فہمیاں پیدا کرنا، مختلف طریقوں سے ان میں اختلاف پیدا کرانا، اپنے اقتدار کے تحفظ وسلامتی کے مدّنظر مسلمانوں کوآپس میں باہم دست وگریباں رکھنا ان کی سیاسی کمزوری ہی نہیں بلکہ جزو لازم بن کر رہ گیا ہے۔کویت وعراق اور افغانستان کے ساتھ ہی دیگر اسلامی ممالک کے موجودہ حالات ہمارے اس دعوے کی پختہ دلیل ہیں۔

بات صرف سیاست وحکومت تک ہی محدود نہیں ۔بلکہ عرب ممالک کے ان حکمرانوں نے اپنے اقتدار کو بچانے کی خاطر شعوری ولاشعوری طور پر سامراجی وصہیونی نظریات کو ہوادی اور خطّہ میں غیر اسلامی فکر کو رائج کرنے کا گناہ عظیم کیا۔ وہ ان کے اسلامی افکار ونظریات سے عاری ہونے کی پختہ دلیل ہے۔ توجہ طلب اموریہ ہیں کہ کس طرح سے عرب آمریت پسند حکمراں خطّے میں معصوم و بیگناہ فلسطینیوں کی حمایت و ہمدردی سے چشم پوشی اختیار کیے ہوئے ہیں۔ اورقبلۂ اوّل کی حرمت و آزادی سے مکمل طور پر بے رخی وعدم اعتنائی اپنائے ہوئے ہیں ۔ یہ سب کچھ ان کے اخلاقی دیوالیہ پن کے ساتھ ہی اسلامی حمیت سے بھی دور ہونے کا پختہ ثبوت ہیں ۔افسوس تو یہ ہے کہ یہ حکمراں اس وقت مغرب سے اس درجہ خائف ہیں کہ فلسطینیوں کی حمایت میں زباں کشائی سے احتراز کیے ہوئے ہیں۔ اور اسرائیل کے خلاف اپنی زبانوں کو پوری طرح مقفّل کیے ہوئے ہیں۔ڈر ہے کہ کہیں ان کی لب کشائی سے ان کے مغربی آقا ناراض نہ ہوجائیں۔ اوران کی عدم معاونت کی بناپر کہیں ان کو اپنے اقتدار سے ہاتھ نہ دھونا پڑجائے۔ یہی وہ تلخ حقائق ہیں جن کی وجہ سے اسرائیل اپنے ناپاک وجود کے قیام سے آج تک فلسطینیوں پر ظلم واستبداد کے پہاڑ توڑرہا ہے ۔ اور مغربی طاقتوں بالخصوص امریکہ کے اسلام دشمن رویے کی وجہ سے فلسطینیوں کوخود ان کی سرزمین پر موت کے گھاٹ اتارا جارہا ہے۔افسوس! عالم اسلام اپنی بے حسی کی وجہ سے ان دردناک مظالم کا خاموش تماشائی بناہوا ہے۔

عالم اسلام کے مردہ ضمیر حکمرانوں کے ذریعہ کی جارہی اسلامی اصولوں کی پامالی اور مسلمانوں کے استحصال کے مدّنظر سرزمین ایران سے امام خمینیؒ کی قیادت میں ایک ایسی تحریک عالم وجود میں آئی جس نے ظالم حکمرانوں کے خلاف نعرہ انقلاب بلند کیا اور اسلامی اصولوں کے مطابق خدا کی زمین پر خدا کی حاکمیت اور اس کے بندوں کے حقوق کی بازیابی کی خاطر اسلامی منہاج واصول پرحکومت قائم کرنے کا منصوبہ پیش کیا۔ اورقرآن وحدیث کے مطابق نظام مملکت کےتحت ایران کے نوجوانوں کو ایک فکر وتحریک عطا کی جس کا منبع ومأ خذ اتحاد اسلامی تھا۔جس کے قیام کے سلسلے میں خود امام خمینیؒ

نے فرمایا تھا۔'' ہم لوگوں کو اس بات کی بھرپور کوشش کرتے رہنا چاہیئے کہ ہمارے درمیان خداوند عالم کی اس رحمت ونعمت کو دوام حاصل رہے اور اس کوشش کی پہلی منزل یہ ہے کہ ہم لوگ پوری طرح مذہبی ہوجائیں ۔ راہ خدا میں ہر وقت اور ہر قیمت پر خدمت خلق کے لئے آمادہ رہیں خود کو خداوند کریم کا مطیع وفرمانبردار بنالیں۔ خود کو اس سے وابستہ اور اسی کی بارگاہ میں پلٹ کر جانے والا سمجھتے رہیں تو دوسرا مرحلہ یعنی وحدت واتحاد خود بہ خود طے ہوجائے گا۔ کیوں کہ تفرقہ واختلاف شیطان کا کام ہے اور وحدت واتحاد کا تعلق رحمٰن سے ہے۔''

ظاہری بات ہے کہ جو انقلاب اس درجہ صاف وشفاف اور رحمانی طریقہ پر رونما ہو اور اس کے اندر نفس انسانی اور شیطان لعین کی خبیثانہ سازشوں کا بالکل بھی دخل نہ رہا ہو تو اس کا ملت اسلامیہ کے لئے مفید وموثر ہونا ایک فطری بات تھی۔ چنانچہ باوثوق طریقے پر کہا جاسکتا ہے کہ اس وقت عالم اسلام کے اندر ایرانی طرز پر حریت وآزادی کی جو موثر لہر رونما ہوئی ہے اس کی بنیاد واصل صرف اور صرف ایران کا وہی روحانی انقلاب ہے جس کی بنیاد وحدت اسلامی کے اصولوں پر رکھی گئی تھی ۔ آخر کار سخت جدوجہد ومحنت اور نہایت کشمکش وکوشش کے بعد آج عالم اسلام کے اندر انقلابات وآزادی کا ایسالا متناہی سلسلہ شروع ہوچکا ہے جس کی انتہا یقیناً ایک ایسی حسین وپرنور صبح کے آغاز پر ہوئی ہے، جس میں استعماریت کے سیاہ اندھیروں سے خلاصی اور آزادی وحریت کے نور کی بشارتیں شامل حال ہوں گی۔

عالم اسلام میں رونما ہونے والے حریت وآزادی کے یہ رجحانات صرف اقتدار کی تبدیلیاں ہی نہیں بلکہ یہ ایران کے اسلامی انقلاب کے وہ حسین ترین ثمرات ہیں جن کی بنیاد خالص اسلامی اصولوں پر رکھی گئی تھی۔ اور قائد انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ خمینیؒ نے ایران کے اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد عالمی پیمانے پر اس کی تبلیغ وتشہیر کے ارادے سے ایرانی انقلابی لٹریچر کی اشاعت کی گئی اور عالمی پیمانے پر اس کو اس کے حقیقی رنگ وروپ میں نوجوانان اسلام تک پہنچایا گیا۔ اس طرح موجودہ انقلابات کی شکل میں اس کے نتائج کا منشہ شہود پر آنا ایک لازمی وفطری امر تھا۔ عالم اسلام بالخصوص عرب ممالک میں مطلق العنان شہنشاہی اور آمرانہ طرز حکومت سے اب وہاں کی عوام پوری طرح بے زار نظر آرہی ہے۔ اور اسلامی جذبۂ حریت سے سرشار نوجوان اب اپنے شانوں سے آمریت کی غلامی کا بوجھ اتار پھینکنے کے لئے بے چین وبیقرار نظر آرہے ہیں۔ غور کیا جائے تو یہ سب

کچھ ایرانی اسلامی انقلاب کی وجہ سے ہی ممکن ہوسکا ہے۔

اسلامی ممالک میں انقلابات کی لہر اتنی منظّم اور پختہ طریقے پر رونما ہونے کی ایک اور وجہ خطّے میں اسرائیل کے مظالم اور مغربی مفادات کا استحکام بھی ہے کیوں کہ آج ہمارا نوجوان طبقہ پوری طرح بیدار ہوچکا ہے اور اس نے امریکہ کے سامراجی وصہیونی مظالم کے تناظر میں اس حقیقت کو خوب اچھی طرح سمجھ لیا ہے کہ وقت کے سب سے بڑے غاصب کے ذریعے معصوم و بے گناہ فلسطینیوں کی زمین پر ناجائز قبضہ ،قبلہ اوّل پر یہودکی یلغار اور عربوں کی ذلّت وپستی یہ صرف سیاسی وجغرافیائی جھگڑے ہی نہیں بلکہ یہ یہودونصاریٰ کے ذریعہ لڑی جارہی وہ صلیبی جنگ ہے جس کا مقصد سابقہ جنگوں کے دوران مسلمانوں کے ہاتھوں شرمناک اور مسلسل شکستوں کا بدلہ لینا ہے ہمارے اس دعوے کا پختہ ثبوت موشے دایان کے وہ بدترین تاریخی الفاظ ہیں جو اس نے تلّ ابیب پر قابض ہونے کے بعد کہے تھے۔ ”شکر ہے آج ہم نے خیبر کی شکست کا بدلہ مسلمانوں سے لے لیا۔مگر افسوس ! یثرب اور مکہ ابھی تک مسلمانوں کے قبضے میں ہے۔ اے خدا ! تو ہمیں ان پر بھی قابض فرما۔“

سوچنے کا مقام یہ ہے کہ کیا یہ الفاظ مسلمان عرب حکمرانوں تک نہیں پہنچے ؟ کیا انہوں نے نہیں سنا کہ صہیونی غاصب کیا ارادے رکھتا ہے؟۔مگر افسوس ! ان کے اندر نہ ہوتو اسلامی حمیت ہی باقی ہے اور نہ ملّی اخوت کا درد ہی ان کے سینوں میں ہے۔ ایسے بزدل ،بے حس اور خواب غفلت میں سوئے ہوئے حکمرانوں کے خلاف آج مسلم نوجوان پوری طرح صف آرا ہوچکے ہیں۔ اور تقریباً تمام ہی آمرانہ حکومتوں کے خلاف وہاں کی عوام کی جانب سے آزادی کا بگل بج چکا ہے۔ جس کی آواز نشۂ اقتدار، میں چور حکمرانوں کے کانوں سے ٹکراتی ہوئی ان کے مغربی آقاؤں تک جارہی ہے۔ اور آج غاصب اسرائیلی حکمرانوں کے ساتھ ہی مغرب کے ظالم آقاؤں تک کا چین وسکون چھن چکا ہے۔ کیوں کہ اب وہ اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ چکے ہیں کہ ایرانی فضاؤں سے اُٹھ کر عالم اسلام کے مختلف ممالک تک پہنچ جانے والا حریت وآزادی کا یہ طوفان اب کسی بھی طاقت سے رُکنے والا نہیں ہے۔ بلکہ اس کے مقابل اب جوبھی طاقت آئے گی وہ اس طوفان کو نہ روک سکے گی۔ بلکہ خود اس کا اپنا وجود ہی خطرے میں پڑ جائے گا۔

☆

اسلامی بیداری یعنی انقلاب اسلامی ایران کا گرانقدر عطیہ

رفعت مہدی رضوی

دنیا کا کون ایسا شخص ہے جو سرزمین ایران میں رونما ہونے والے اسلامی انقلاب سے ناواقف ہو۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی قوموں نے لاتعداد انقلاب دیکھے ہیں۔ مگر ایسا انقلاب جس کے اثرات کی دھمک آج تک محسوس کی جارہی ہے۔ وہ فقط ایران کا اسلامی انقلاب ہے اسلامی انقلاب کی صداقتوں کا نشاط انگیز ساغر جس نے بھی نوش کیا وہ انسانیت کا ہیرو قرار پایا۔ اس انقلاب کی عظمت نے قدم بڑھا کر ہر انقلاب کا دامنِ اقدار محکم کے رنگارنگ نگینوں اور موتیوں سے بھردئے۔ جس کی بنا پر بعض نے قوموں کو نیا مقدر اور شاندار مستقبل دیا۔

ایران کے اسلامی انقلاب کا مشاہدہ کرنے والے سبھی اہل نظر اس بات پر متفق ہیں کہ اس انقلاب کی وجہ سے ہیں ایرانی معاشرے میں مکمل طور پر اسلامی بیداری پیدا ہوئی۔ ایرانی خواتین نے آج مغربی آزادی نسواں کی عریانیت کو تج کر چادر کے وقار اور تحفظ کو اپنایا ہے۔ اور ایرانی نوجوانوں نے مغربی طرز زندگی کی عیش کوشی اور اپنی ذات کی بے محابہ تسلی وتشفی کے کردار کو پس پشت ڈال کر اسلام کو مکمل طور پر گلے لگایا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ انقلاب اسلامی سے قبل وہ مغربی تہذیب جو ایرانی معاشرہ کے شعبے پر مسلط تھی آج عوام کی آنکھوں سے محو ہوچکی ہے۔ اور پورا معاشرہ اسلامی فکر کے سانچے میں ڈھل چکا ہے۔

رضا شاہ پہلوی کے زمانے میں رائج غیر اسلامی اور امریکی تحقیقاتی نظام میں بھی اسلامی اقدار اور اصولوں کے مطابق یونیورسٹی کا نظام چلانے کے لئے اور انسانی اقدار کو فروغ دینے والی فلموں کی تیاری کے لئے ضروری سہولتیں فراہم کی گئیں۔ انقلاب اسلامی کی کامیابی کے بعد ملک کی یونیورسٹیوں کو مغرب سے وابستہ ہونے کی بنا پر کچھ عرصے کے لئے بند کردیا گیا۔ پھر یونیورسٹیوں کے نصاب کو اسلام اور قرآن کی تعلیمات سے ہم آہنگ کرنے کے لئے درسی کتابیں بدلی گئیں اور یونیورسٹیوں کو اسلامی لائحہ عمل کے مطابق دوبارہ کھول دیا گیا۔

سابقہ خائن شاہ کی حکومت کے دور میں امریکی پورے طور پر ایران پر غلبہ حاصل کرچکے تھے یہاں تک کہ ایرانیوں کو اپنے ہی ملک میں درجۂ دوم کا شہری بنا دیا گیا تھا. اور امریکیوں کو یہ کھلی

چھوٹ ملی ہوئی تھی کہ اگر وہ کوئی بھی جرم ،یا گناہ انجام دینگے تو ان کا مقدمہ ایران میں نہیں بلکہ امریکہ میں چلے گا اور اس وجہ سے امریکی ہر طرح کے جرم، ہر طرح کے گناہ انجام دے رہے تھے اور ان کو کسی طرح کا کوئی خوف، کوئی ڈر نہ تھا .کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ ان کو کوئی سزا ملنے والی نہیں ہے۔لیکن یہ باکمال شخصیت جن کا نام امام خمینیؒ تھا انھوں نے اس ظلم کو دیکھ کر اوروں کی طرح خاموشی اختیار نہیں کی بلکہ تمام ادیبوں، خطیبوں عارفوں ،ذاکروں ،مفکروں کو جمع کر کے ایک جلسہ کیا اور اس کارِبد کا خاتمہ کرنے کا تہیہ کیا اور لوگوں کو بیدار کرنے کے لئے انقلاب کی شروعات کی جس کے باعث لوگوں میں بیداری کی کرن جاگی .جو رفتہ رفتہ شعلہ بنکر آگ میں تبدیل ہوگئی۔

ایک غیر ملکی نامہ نگار نے امام سے طنزاً کہا کہ آپ کیوں ان خوابیدہ ذہنوں کو بیدار کرنا چاہتے ہیں جو بے حس ہو چکے ہیں؟ کیونکہ ان بوڑھے طوطوں کو پڑھانے سے کوئی فائدہ نہیں آپ کے پیغام کا ان پر کوئی اثر نہیں ہونے والا !

یہ بات سنکر امام مسکرائے اور جواب دیا کہ میں یہ اعلان ان بوڑھوں کے لئے نہیں بلکہ ان بچوں کے لئے کر رہا ہوں جو اپنی ماؤں کی آغوش اور شکم مادر میں ہیں۔یہ واقعہ ۶۲۔ ۱۹۶۷ء میں پیش آیا اور وہی ہوا جب یہ آغوش کے بچے ۱۸ سال کے ہوئے یعنی ۱۹۸۰ء میں اسلامی انقلاب ایران چمکتا ہوا پوری قوم کے ذہنوں کو منقلب کر گیا اور اس طرح سے عملی اور اعتقادی ظلمتوں میں امام خمینیؒ ، روشنی کا مینار بنکر افکار و نظریات کے آسمان پر سورج کی طرح چمکنے لگے ۔

امام خمینیؒ نے اپنے ایک خطاب میں فرمایا کہ:

> ’’خلیجی ممالک کے سربراہوں کو اگرچہ میں بارہا اس امر سے آگاہ کر چکا ہوں تاہم ایک بار پھر میں انہیں آگاہ کر رہا ہوں کہ اسلام اور اسلامی انقلاب کو ایک عظیم خطرے کی حیثیت سے متعارف کرانا ایک ایسا عمل ہے جو عالمی خونخواروں کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ یہی وہ حربہ ہے جس سے دشمنوں نے ایک طرف تو دنیا میں تفاہم اور مسالمت آمیز ماحول کو قائم نہیں ہونے دیا جب کہ دوسری طرف انہوں نے اسی حربے کے ذریعے دنیا کے ممالک کو اس امر کا احساس دلایا ہے کہ وہ مشرق ومغرب کی بڑی طاقتوں کے محتاج ہیں۔‘‘[1]

اسلامی انقلاب نے نہ صرف مسلمانوں میں بلکہ پوری انسانیت کے جسم میں نئی روح ڈال

دی .اور اپنے وجود کی تمازت سے مادیت ،افسردگی اور دلوں کی پژمردگی کی برف کو پگھلا دیا.اور ظلم و ستم سے ہم آہنگ دینداری کے اصولوں پر باطل کی لکیر کھینچ کر قرآنی اور الٰہی توحیدی اصولوں کو اجاگر کیا، خاص طور پر نوجوانوں نے امامؒ کی حیات آفریں پر دل و جان سے لبیک کہتے ہوئے اپنے اندر کے شیطانی وسوسوں کو مار بھگایا اور خود کو سچے اسلامی سانچے میں ڈھالنا شروع کر دیا۔یہ اسلامی انقلاب کا ہی اثر ہے کہ آج ساری دنیا کے مسلمانوں کو حقیقی جہات اور انسانی شان عطا ہوئی۔یعنی مسلمانوں کی انفرادی،معاشرتی اور سیاسی زندگی میں ایک عظیم انقلاب برپا ہو گیا۔ اگر ہم غور کریں اور ماضی کا ورق پلٹیں اور آج سے صرف ۳۰ یا ۳۵ سال پہلے کی عالمی تاریخ پر نظر ڈالیں تو برپا ہونے والے سارے انقلابات خود غرضی ،ذاتی مفادات ،حکومت و ثروت کی لالچ پر مبنی تھے۔ لیکن انقلاب اسلامی ایران نے لوگوں کے ذہنوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے .افکار میں ایک مثبت تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ سوچ کا دائرہ لامحدود ہو گیا .خود غرضی کی دنیا سے نکل کر لوگ عالم گیر پیمانے پر امن و امان کی باتیں کرنے لگے۔مستضعفین احساس کمتری سے نکل کر خود اعتماد ہونے لگے۔آج پوری دنیا میں انقلاب اسلامی ایران نے حضرت امام خمینیؒ کی قیادت میں کیے گئے انقلاب کے ردّعمل میں سوچ بدلی تو عمل نے اپنا رنگ عمل دکھایا،تو لوگ اپنی صلاحیتوں سے روشناس ہوئے ،خود شناسی نے کارکردگی کو بہتر بنایا جس سے نتائج اچھے نکلے۔مثبت نتیجوں حوصلوں اور امنگوں کو جوان کیا۔روشنی سے روشنی پھیلنے لگی اور آج چاہے وہ روس کا انقلاب ہو یا مصر میں تبدیلی، لیبیا کے حالات ہوں ،تیونس میں عوام کو راحت ملی ہو ،سب کے سب انقلابات (انقلاب اسلامی) سے متاثر شدہ ہیں اور ان میں کوئی بھی انقلاب یا کوئی بھی تبدیلی ذاتی بنیادوں پر مبنی نہیں ہے، دولت و اقتدار کی ہوس سے متاثر ہو کر رونما نہیں ہوئی بلکہ کہیں نہ کہیں ان کا تعلق اسلامی بیداری ہی سے ہے۔آج اسی اسلامی انقلاب کی بدولت لبنان کے مجاہد سپوتوں نے اسلامی انقلاب کے نقش قدم پر چل کر امریکہ، اسرائیل اور فرانس کے چھکے چھڑا دئے ہیں۔ غاصب اسرائیل کو اسلامی جہاد کے ذریعے اپنے اسلامی وطن سے نکال کر عالم اسلام کو سرخرو کر دیا۔

اسلامی انقلاب ایران سے پہلے کی تاریخ اور حالات کو دیکھنے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ ایک عرصۂ دراز سے اسلام دشمن عناصر توہین قرآن کرتے رہے، اور کہیں پیغمبرؐ اسلام کی اہانت کے مرتکب ہوئے۔ یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ آج کھلم کھلا یہ مذموم حرکتیں کرتے ہوئے اسلام دشمن

عناصر گھبراتے ہیں۔ اسلامی انقلاب ایران کی بدولت ہی آج ''شیطانی آیات'' کا مصنف سلمان رُشدی ، بنگلہ دیشی مصنفہ تسلیمہ نسرین ،کوئی کارٹونسٹ ہو یا کاوش آتش زدنی، قرآن کی اہانت میں مصروف کوئی پادری، سب کے خلاف عالمی پیمانے پر جو مظاہرے نظر آتے ہیں اس کے پہلے کبھی بھی نہیں ہوئے۔ظلم و استبداد کے خلاف آواز بلند کرنے کی جسارت ایک عام شخص کو صرف اورصرف اسلامی بیداری ہی دے سکتی ہے مثال کے طور پر ہم منتظر زیدی کا کارنامہ دیکھ سکتے ہیں جس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ جب اسلامی بیداری پیدا ہوتی ہے تو (شیطان بزرگ) کا کوئی بھی کارنامہ کام نہیں آتا۔

رہبر اعظم آیت اللہ روح اللہ حضرت امام خمینیؒ کے پیغام و انقلاب نے لوگوں کے دلوں میں تبدیلی پیدا کی اورنفسانی خواہشات کے بجائے اسلامی فکر میں اضافہ کیا۔ اس طرح ایک بڑے دشمن پر قابو پا لیا۔جیسا کہ پیغمبرؐ اسلام فرماتے ہیں ۔

اَعْدَاُ عَدُوِّکَ نَفْسُکَ الَّتِی بَیْنَ جَنْبَیْکَ ''۔تمہارے بدترین دشمن وہ جذبات ہیں جو خودتمہارے سینے میں موجزن ہیں''۔

اسلامی انقلاب ایران کا ایک اورمثبت پہلو یہ ظاہر ہوا کہ لوگوں میں اسلامی بیداری اس حد تک آگئی کہ شیعہ،سنی،ہندومسلم،چھوٹا،بڑا، اور امیروغریب کا تعصبی فاصلہ کافی حد تک کم ہوا۔ایک طرف دبے کچلے (مستضعفین) لوگوں میں احساس کمتری کا خاتمہ ہوا اور خود اعتمادی پیدا ہوئی تو دوسری جانب امراء اورصاحب استطاعت حضرات میں کمزور اورمحروم لوگوں کے لئے مدد، برابری، مساوات، و انصاف کا وہ جذبہ بھی ابھرا جوکہ اسلام کا خاصہ تھا۔پیغمبرؐ اسلام خود بھی فرماتے ہیں:

اَلْمُلْکُ یَبْقٰی مَعَ الْکُفرِ وَلَا یَبْقٰی مَعَ الظُّلْمِ

''اگر معاشرے میں انصاف اورتوازن ہے تو لوگ اگر کافر بھی ہوں تو معاشرہ باقی رہ سکتا ہے''

فَالنَّاسُ اَلْیَوْمَ کُلُّهُمْ اَبْیَضُهُمْ وَ اَسْوَدُهُمْ قُرَشِیُّهُمْ وَعَرَبِیُّهُمْ وَ عَجَمِیُّهُمْ مِنْ آدَمَ وَ اِنَّ آدَمَ خَلَقَهُ اللّٰهُ مِنْ طِیْنٍ۔

''آج سب گورے،کالے،قریشی،عربی،عجمی،فرزندآدم ہیں اورآدم کو اللہ نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔خدا کو سب سے محبوب وہ ہے جو سب سے زیادہ احکام الٰہی پر عمل کرتا ہے''

مذکورہ حدیث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اسلامی وحدت میں افکار والہام کا منبع وسرچشمہ خدا کی ذات ہے۔جو تفکر وتدبر سے کام لینے کی دعوت دیتی ہے۔ اس طرح انسان عالم کے حقائق یعنی موجودات کی خلقت اور اس کے قوانین پر غور وفکر کرنے میں پوری طرح آزاد ہے اور اس کے لیے کسی طرح یہ جائز نہیں کہ وہ خداپرستی کو چھوڑ کر دوسروں کی خواہشات کی پیروی کرے۔ خدا پرست انسان نہ کسی تنگ نظری میں مبتلا ہوتا ہے اور نہ جمود فکری کا شکار ہوتا ہے بلکہ وہ ہمیشہ اس کوشش میں رہتا ہے کہ پوری آزادی کے ساتھ اس وسیع وعریض دنیا کو دیکھے۔

اگر انسان خداپرستی کے بجائے خود پرستی پر اتر آئے تو یہی خواہشات ، منافع، لالچ اور طمع اس کے خدا بن جاتے ہیں اور وہ ہر طرح سے انہیں پانے کی کوشش کرتا ہے، چاہے اس راہ میں دوسروں کے حقوق پامال ہوجائیں یا کتنے ہی غلط اور ناجائز کام انجام دینا پڑیں۔

اسلامی انقلاب کے قائداعظم امام خمینیؒ کے جہاد پیہم کا یہ اثر ہے کہ آج خالص محمدیؐ اسلام کو نئی زندگی مل گئی ہے۔ تمام دنیا خاص طور سے ایرانی مسلمان محمدیؐ وابراہیمیؑ حج کے فلسفے سے آشنا ہوگئے ہیں۔ مسلمانوں کو یہ معلوم ہوگیا کہ محمدیؐ حج ان الگ الگ قطروں کو یکجا کرکے ٹھاٹیں مارتا ہوا سمندر بناسکتا ہے، جس کی طاقتور موجیں حجاز اور تمام دیگر اسلامی سرزمینوں سے کفر وشرک ، الحاد اور صہیونیت کی جڑیں اکھاڑ پھینکیں گی۔

امام خمینیؒ کا مقصد یہ تھا کہ پوری دنیا میں اسلامی انقلاب نمودار ہو، اسی لیے انہوں نے اپنے گردوپیش فداکاران اسلام کا ایک دانشور گروہ تیار کیا ۔ جن میں بہشتی ،آیت اللہ مطہری، آیت اللہ باہنر، آیت اللہ دست غیب وغیرہ جیسی عظیم ہستیاں تھیں انہیں میں ایک ڈاکٹر شریعتی بھی تھے۔ اور ان میں سب کا کام درس وتدریس کا تھا۔ ایک مکمل نظام تدریس قائم کیا۔ مسجدوں اور مدرسوں کو اسلامی تعلیم کا مرکز بناکر وہاں ایمان ،تقویٰ، سیاست، اسلام اور جملہ ایسے علوم کی تعلیم دی جانے لگی جو عہد حاضر میں بقائے دین اسلام کے لئے لازم تھے۔ خود ایران میں استکباری سیاست کا جو جال بچھا ہوا تھا اس سے بھی عوام کو باخبر کرنے کے لئے ان ہی تعلیمی مراکز میں جہدو جہد کی گئی۔

اس انقلاب کی کامیابی کے بعد دوسرا اثر یہ ہوا کہ اسلامی اعمال ومناسک دوبارہ اپنے حقیقی رنگ وروپ میں رونما ہوگئے۔ اس کی اہم مثالیں نماز جمعہ اور حج ہے۔ نماز جمعہ جو بیداری مسلمین کا بہترین ذریعہ ہے آج ستمگروں کے خلاف ایک مضبوط مورچہ بن چکا ہے ۔کل اسے ستمگروں کی قصیدہ

خوانی کا اسٹیج بنایا گیا تھا۔ یہ اسلامی انقلاب کا اثر ہے کہ آج ایک مرتبہ پھر ظلم وستم کے خلاف آواز اٹھانے کا گہوارہ بن چکا ہے۔ جہاں کفرواستبداد کے خلاف زبان کھولنے پر بھی پابندی تھی آج وہیں لاکھوں کی تعداد میں فوجی کفرواستبداد کے خلاف اعلانیہ مظاہرہ کرکے اتباع پیغمبرؐ میں ان سے اعلان برأت کرتے ہیں۔

یہ اسلامی انقلاب کا ہی اثر ہے لوگ اشتراکیت اور سرمایہ داری ، جیسے انسانی استعداد کی مرتب شدہ فکر سے بھاگ کر اسلامی نظریات کی جانب رجوع کررہے ہیں۔مسلم ممالک میں جہاں صرف نام کے مسلمان تھے۔ وہاں آج اسلامی بیداری کی بادنسیم سحری محسوس کی جانے لگی ہے۔

آج یہ استعماری ٹکڑوں پر پلنے والے پوری طرح بے نقاب ہوگئے ہیں۔ انہیں نہ سنّی سے محبت ہے اور نہ شیعہ سے کوئی دلچسپی۔ وہ صرف اور صرف اپنے پیٹ کے غلام ہیں'' دینھم دنانیر قبلتھم نساء'' وہ صرف اپنے استعماری آقاؤں کے اشاروں پر بولتے ہیں ۔ جب ان کے آقاؤں کے مفاد پر کاری ضرب لگتی ہے تب انہیں دکھ ہوتا ہے۔ اہل اسلام کی طرف سے سامراجیوں کے منہ پر جب طمانچہ پڑتا ہے تب ان کی فریاد بلند ہوتی ہے۔

لبنان کے اہل سنت کے معروف دینی رہنما شیخ سعید شعبان ایران کے دورے کے بعد ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں کہ:

> ''ایران کا انقلاب ایسا انقلاب نہیں جو سنّیوں کو ڈرانے اور انہیں شیعہ مذہب کی جانب آنے کی راہ دکھائے۔ یہ انقلاب ایک اسلامی انقلاب ہے جو تمام مسلمانوں کو اللہ کے راستے پر چلنے کی دعوت دیتا ہے لیکن جہاں تک مذہبی اور فقہی اختلافات کا سوال ہے تو ہم جانتے ہیں کہ ہر انسان اپنے مذہب کو انتخاب کرنے میں آزاد ہے جیسا کہ اہل سنت حضرات کی بھی یہ کوشش ہے کہ وہ ایسے مذہب کا انتخاب کریں جو اسلام سے زیادہ نزدیک ہو۔''[۲]

اسی طرح ایک جگہ وہ کہتے ہیں کہ

> ''یہ انقلاب فقط ایرانی نہیں بلکہ ایسا اسلامی اور عقیدتی انقلاب ہے جو تمام مسلمانوں کے ساتھ احساس ہمدردی رکھتا ہے ۔ یہ انقلاب اسلام کو ایک انقلابی آئین کی حیثیت سے دنیا کے ایک ارب مسلمانوں سے متعارف کراتا

ہے بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ ایران کا اسلامی انقلاب دنیا میں شریعت اسلامی قائم کرنے کے لئے رونما ہوا ہے، وہی شریعت جس کا مشورہ اور خبر محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب لوگوں کو دی تھی''۔[۳]

مجموعی طور پر یہ کہنا حق بجانب ہے کہ آج اقوام عالم کے مختلف مذاہب میں جو ہمہ جہت اسلامی بیداری کا تصور ہے وہ ایران کی بدولت ہے۔ ایران کے جانباز فداکار اللہ کی راہ میں شہید ہوکر، مشعل راہ حق اسلامی بیداری کی صورت میں چھوڑ کر چلے گئے جن کے اثرات سے دنیا بھر کے مسلمان اپنا اسلامی فرض سمجھ کر آنے والے وقت میں استکبار واستعمار کی سازشوں سے واقف ہوکر ظلم کے خلاف آواز بلند کرکے منزل مقصود تک پہونچ سکتے ہیں۔

حوالے:

۱۔خانہ خدا کے زائرین کے نام امام خمینیؒ کا پیغام، ص ۳۳

۲۔المیز ان، ص ۳۴

۳۔المیز ان، ص ۳۴

☆

اسلامی بیداری کی لہر

رئیس احمد جارچوی

مدیر ماہنامہ ناصر، دہلی

اسلام ایک عقیدہ ہی نہیں بلکہ ایک مکمل اور مدلّل ضابطۂ حیات ہے۔ جس میں دینداری کے جذبات بھی ہیں اور دین پناہی کے اصول بھی، کوئی گوشۂ حیات اجاگر ہونے سے نہیں بچا ہے۔ زندگی کے ہر گوشہ کو روشن اور واضح کر کے پیش کیا گیا ہے۔ نگہبانی سے جہانبانی تک کے اصول اسلام میں پائے جاتے ہیں۔ اور اصول بھی ایسے کہ جن کی بنیاد ظلم کے بجائے عدل پر استوار ہے۔

مسلمان کو جو چیز اسلام سے جوڑتی ہے وہ اس کا عمل ہے، اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی قوانین کے مطابق جو شخص عمل کر رہا ہے وہ مسلمان ہے مثلاً ایک نمازی کو نماز پڑھتے دیکھ کر ہر انسان یہی تصور کرے گا کہ یہ مسلمان ہے۔ اس لئے کہ نمازی عمل اس کے مسلمان ہونے کا ثبوت ہے۔ کسی چرچ میں بیٹھے ہوئے شخص کو مخصوص عبادت انجام دیتے ہوئے دیکھ کر اس کے عیسائی ہونے کو ثابت کرتا ہے۔ کسی مندر میں مورتی کے سامنے پوجا پاٹ کرتے ہوئے دیکھنا اس کے ہندو ہونے کا ثبوت ہے۔ اس طرح مسلمان کا اسلامی قوانین کے مطابق عمل کرنا اس کے اسلام ظاہر کو ثابت کرتا ہے۔ مگر خود اس میں ایمان اس وقت تک ثابت نہیں ہوتا جب تک توحید کا قائل نہ ہو اسلامی فلسفہ کی روح رواں توحید خداوندی ہے۔ اگر کسی کے یہاں عمل کے نام پر سب کچھ موجود ہو لیکن وہ توحید خداوندی کا قائل نہ ہو تو اس کے عمل کی کوئی حیثیت نہیں رہتی بلکہ قرآنی بیان کے مطابق اس کا عمل اکارت ہے۔ قرآن کی اصطلاح میں اسی عقیدۂ توحید کو ایمان کہا جاتا ہے یعنی اللہ کو ایک ماننا اور اس ماننے کو گرہ کی طرح دل میں روح کے ساتھ باندھ لینے کو ایمان کہا جاتا ہے اور پھر ایمان ہی سرمایۂ حیات بھی ہوتا ہے اور طاقت بھی۔ ایمان جتنا دل کی تہوں میں اتر جائے گا مسلمان اتنا ہی قوی ہو جائے گا چنانچہ اوائل اسلام کی تاریخ اوراق پر وہ واقعات ستاروں کی طرح جگمگا رہے ہیں جن میں ایمان کا مکمل عکس دیکھا جا سکتا ہے۔ حضرت عمار یا سر ان کے والد یا سر اور ان کی ماں سمیہ کے واقعات ایمان کے چاند تاروں کی طرح ضوفگن ہیں۔ عقیدۂ ایمان کی اس لئے ضرورت ہے کہ اس کے بعد پھر کوئی اور تصور باقی نہیں

رہتا اس لئے ایمان سے بالاشئی کوئی اور نہیں ہے۔ ایمان انسان کو دنیا سے ٹکرانے کی قوت عطا کرتا ہے۔ دین کی راہ میں جو چیز آڑے آئے اسے ایمانی قوت سے ہی ہٹایا جاسکتا ہے۔ جنگ بدر کے موقع پر کفر بڑھتے سیلاب کے مقابلے میں تین سو تیرہ مسلمانوں کو شجاع، بہادر اور پرعزم بنانے والا یہی جذبہ ہے وہ ایمان کی قوت ہی تھی جس نے عرب سورماؤں کو موت کی نیند سلادیا۔اسلام کے اس قلیل لشکر کو یہ احساس تھا کہ ہمارے ساتھ خدا ہے، اور خدا کے ہوتے ہوئے کوئی طاقت نقصان نہیں پہونچاسکتی۔ اس لئے کہ خدا سے بڑی کوئی طاقت نہیں۔ وہ خدا ہی جو کمزور کا طاقتور اور طاقتور کو کمزور بنادیتا ہے انہوں نے حضرت علی بن ابیطالب کی زبانی قرآن کی یہ آیت سن لی تھی۔

ذالک بانّ اللّٰہ مولی الّذین آمنوا وانّ الکافرین لامولی لھم (سورۂ محمد آیت ۱۱۔)

یہ اسی لئے ہے کہ یقیناً اللہ ان لوگوں کا مولا ہے جو ایمان لے آئے اورحقیقت یہ ہے کہ کافروں کا کوئی مولا نہیں ہے۔ بظاہر یہ آیت چند الفاظ کا مجموعہ ہے مگر اس میں جو پیغام دیا گیا وہ صبح قیامت تک امت مسلمہ کے لئے سرمایۂ نجات ہے۔ انہیں ناطاقتی کے احساس سے نکالنے کے لئے یہی کافی ہے کہ اللہ ان کا پشت پناہ، سرپرست اور ولی و وارث ہے۔ جو اللہ کے دین کی حفاظت اور انسانی اقدار کو بچانے کے لئے میدان جہاد میں اترے ہوئے ہیں تو اللہ ان کی ہر طرح مدد فرمائے گا۔ انہیں ذلیل ورسوا نہیں ہونے دے گا اور یہی جذبۂ ایمان ہے۔ جب تک مسلمان میں یہ جذبہ بیدار رہے گا سربلندی اس کا مقدر رہے گی یہ جذبہ جتنا سرد پڑتا جائے گا اتنی ہی نکبت، مسکنت اور ذلت مسلط ہوتی جائے گی۔ دراصل کفار کے ہاتھوں اہل اسلام کی تذلیل خود اہل اسلام کے ایمان کی کمزوری کی دلیل ہے ورنہ ایمان کے ہوتے ہوئے قتل ہوجانا تو ممکن ہے مگر ذلت مسلّط نہیں ہوسکتی اسی لئے کہ ایک مومن کی حرمت اللہ کے نزدیک بہت عظیم ہے۔خدا اس کی جان مال، عزت اورآبرو کا محافظ ہے۔ جب تک ایمان اس کے اندر موجود رہے گا اللہ خود اس کی حرمت کا محافظ ہے۔

مومن خدا کی نظر میں

ایمان جس کے یہاں پایا جائے اسلامی اصطلاح میں اسے مومن کہتے ہیں چونکہ مومن اللہ پر یقین محکم رکھتا ہے لہٰذا اللہ بھی اس کے اعتماد ویقین کے قلعہ کو مسمار نہیں ہونے دیتا اس ضمن میں پیغمبر اسلام کی اس حدیث کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

"المومن اکرم علی اللّٰہ من ملائکتہ المقرّبین" (میزان الحکمۃ)

مومن اللہ کے نزدیک اس کے مقرب فرشتوں سے زیادہ عزت دار ہے (محترم ہے)

خیال رہے کہ پیغمبر اسلام کی اس حدیث کو فریقین نے اپنے یہاں نقل کیا ہے۔ ملا قاری علی متّقی کے احادیث کے مجموعے "کنز العمّال" میں معتبر سمجھتے ہوئے جگہ دی ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام کے دو بڑے فرقوں نے اس حدیث کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔

اس ضمن میں دوسری حدیث امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے جسے "الخصال" کے حوالے سے "میزان الحکمۃ" میں نقل کیا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"المومن اعظم حرمۃ من الکعبہ" (میزان الحکمۃ)

مومن حرمت کے لحاظ سے کعبہ سے عظیم تر ہے۔

مذکورہ بالا دونوں اقوال سے مومن کی حیثیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ مگر اس کی یہ حرمت ایمان کے سبب سے ہی قائم ہوتی ہے مومن جس قدر ایمان میں بلند ہوگا اس قدر اللہ کی نظر میں باوقار ہوگا۔ انتہا یہ ہے کہ اس کے عمل کی حیثیت بھی اس کے ایمانی مدارج سے طے کی جائے گی۔ چنانچہ قرآن کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ایمان کے بغیر کسی عمل کو کوئی حیثیت نہیں ہوتی اللہ نے جہاں جہاں عمل صالح کا ذکر کیا ہے یا مطالبہ کیا ہے وہاں وہاں عمل کو ایمان سے مشروط کیا "آمنوا وعملوا الصّالحات" یعنی بغیر ایمان عمل بے معنی ہوکے رہ جاتا ہے۔

ایمان کیا ہے؟

یہ حقیقت ہے کہ ایمان کے بغیر کوئی عمل جزا کی منزل تک نہیں پہونچتا مگر خود عمل کسے کہتے ہیں یہ سوچنا بہت ضروری ہے۔ چنانچہ پیغمبر اسلامؐ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔

"اوثق عری الایمان الولایۃ فی اللّٰہ۔ والحب فی اللّٰہ والنبض فی اللّٰہ۔

ایمان کا محکم ترین حلقہ اللہ کو ولی ماننا، اللہ سے محبت کرنا اور اللہ کے لئے دشمن کرنا ہے۔ یہ بظاہر آسان لگتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک نہایت مشکل کام ہے۔ اس حدیث کی رو سے ایمان کی شان یہ قرار پاتی ہے کہ ایک مسلمان صرف اور صرف اللہ کو اپنا ولی مانے، کسی سے محبت کرے تو اللہ کیلئے اور کسی سے نفرت کرے تو اللہ کیلئے۔ یہ اپنے امور میں کسی کو ولی بنا سکتا ہے۔ اور نہ اپنے نفس

کے تقاضے کے تحت کسی سے محبت کرسکتا ہے اور نہ ہی نفس کی بیماری کی بنا پر کسی سے نفرت کرسکتا ہے۔

اپنے لئے کسی سے محبت کرنا، جذبات سے مغلوب ہوکر کسی سے نفرت اور کسی طاقتور سے مرعوب ہوکر اس کی ظالمانہ حکومت کو الٰہی فیصلہ سمجھ کر خاموش رہنا نقص ایمان ہے۔ آیت اللہ خمینیؒ کے برپا کردہ انقلاب نے اس فلسفۂ عرفان کو واضح طور پر عالمی سطح کے اوپر پیش کردیا۔ اور ایمان کی طاقت کو اسلحے کے اوپر فتح مند کرکے ثابت کردیا کہ جنگ کو اسلحے کی بہتات سے نہیں جیتا جاسکتا بلکہ جنگ جیتنے میں کارآمد ترین اسلحہ ایمان ہے۔

ایران کے اسلامی انقلاب کے پس منظر میں جذبۂ ایمانی کی وہ جولانی ہی تھی کہ جس کے بل بوتے پر نہ صرف ایرانی قوم نے جنگ میں کامیابی حاصل کرلی بلکہ دوطرفہ محاذ کو بھی مغلوب کردیا۔

قابل توجہ امر یہ ہے کہ ایرانی قوم کے جذبۂ ایمانی نے برسہابرس سے قائم شہنشاہیت کا خاتمہ اورعوامی تقاضوں کے تحت جمہوریت کو مضبوط کردیا۔ کیا یہ بات قابل توجہ نہیں ہے کہ ایرانی قوم نے آیت اللہ خمینیؒ کی قیادت وسرپرستی میں ایمانی قوت کے سہارے اتنی بڑی اور مضبوط حکومت سے نہ صرف ٹکر لی بلکہ اس نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جس کی بنیادوں میں کمزوروں اور مظلوموں کا لہو دوڑ رہا تھا۔ شہنشاہیت کا تناور درخت جسے طوفانی ہوائیں ہلا بھی نہ سکی تھیں اسے ایمان کے ایک جھونکے نے جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ اور پوری دنیا پر یہ ثابت ہوگیا کہ مکروفریب اور بغاوت وسیاسی حکمت عملی کے ذریعہ حکومتوں کا تختہ الٹنا اور ہے، اور ایمانی قوت سے انقلاب برپا کرنا اور ہے۔ سیاسی حالات کے تحت جب کوئی نظام حکومت ریزہ ریزہ ہوتا ہے اور اس کی جگہ دوسرا نظام قائم ہوتا ہے تو اسی وقت تک چلتا ہے جب تک حالات حکمرانوں کے موافق ہوتے ہیں اور حکمراں طبقہ میں اختلاف نہیں ہوتا لیکن حکمراں طبقہ میں ذرا سا اختلاف پیدا ہوا کہ ہوائے زمانہ ہی بدل جاتی ہے۔ اور اتنی بدلتی ہے کہ جس نظام کو اتنی مضبوطی اور وسعت قلب ونظر سے قائم کیا جاتا ہے اسی کو خراب نظام کہا جانے لگتا ہے۔ تو انہیں ہر کمزوری جھول اور خامیاں نظر آنے لگتی ہیں عوام وخواص بددل ہوجاتے ہیں۔ حکمراں طبقہ کے خلاف عوامی سطح پر غم وغصہ کے آثار جگہ جگہ نظر آنے لگتے ہیں۔ پھر یہ جذبات اشتعال کی شکل اختیار کرجاتے ہیں۔ حکومت کا نظام پھر بکھرنے لگتا ہے مگر الحمدللہ انقلاب اسلامی ایران کو ۳۳ برس مکمل طور پر گذر گئے۔ انقلاب کو ناکام کرنے کی مختلف سازشیں بھی ہوئیں لیکن انقلاب کے بعد جو نظام قائم ہوا تھا اس کی آب وتاب میں کوئی فرق نہیں آیا۔

فرق کیوں نہیں؟

شہنشاہیت کے بعد جو نظام حکومت تشکیل پایا وہ اسلامی نظام تھا جس کی بنیاد قرآن وسنت پر مشتمل اسلامی قوانین تھے۔ اور اسلام ایک فطری نظام زندگی ہے جسے خود خالق فطرت نے انسانی فطرت کا جائزہ لیکر وضع فرمایا ہے۔ اس لئے اس کی آب وتاب اس وقت تک باقی رہے گی جب تک ایرانی قوم میں ایمان کی حرارت اور قانون الٰہی پر چلنے کا جذبہ موجود رہے گا۔

مادر گیتی کی آغوش میں پلنے والے سپوتوں نے مختلف زمانوں میں مختلف حکمرانوں اور ان کے نظام حکومت کے خلاف انقلاب برپا کئے۔ ایک نہیں سیکڑوں بلکہ ہزاروں حکومتوں کا تختہ الٹا اور ان کی جگہ دوسری حکومتیں وجود میں آئیں۔ ان کے انقلابوں کے واقعات کتابوں میں تو برسوں پڑھے گئے مگر زبانوں پر ان کے چرچے بہت دنوں تک باقی نہیں رہ سکے دو چار برس بھی یہ سلسلہ نہیں چلا بلکہ ایک ڈیڑھ سال میں ہی زندگی معمول پر آجاتی ہے لیکن ایران کے اسلامی انقلاب کی داستانیں زیب تاریخ وادب بھی ہوئیں اور اس وقت سے لیکر آج تک یعنی ایک تہائی صدی گذر جانے کے بعد بھی انقلاب کے چرچے زبان زد خواص وعوام ہیں۔ پوری دنیا کے الیکٹرانک میڈیا سے پرنٹ میڈیا تک اور پرنٹ میڈیا سے لیکر داستان گویوں تک آج بھی ایران کا انقلاب کسی نہ کسی طرح سرخیوں میں رہتا ہے۔ حکومتیں اور طاقتیں ایران کے خلاف بیان جاری کرتے ہیں مگر اس کا اثر ایران کے حق میں ہوتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ دنیا میں جتنے انقلاب رونما ہوئے ان کی قیادت سیاسی افراد کے ہاتھوں میں رہتی تھی۔ ایسے سیاسی افراد جنہیں مذہب ودین سے کوئی لگاؤ نہیں ہوتا تھا مگر ایرانی انقلاب کی قیادت روحانیت و اسلامیت نے کی جس کی وجہ سے یہ انقلاب اپنے اثرات کے ساتھ آج بھی باقی ہے اور آئندہ بھی اس وقت تک باقی رہے گا جب تک حکمرانوں میں دین ومذہب باقی رہے گا۔

دورس نتائج

آیت اللہ خمینیؒ نے صرف ایک ملک میں انقلاب برپا کیا تھا، ایرانی قوم کو ظلم پسند نظام سے نجات دلانا مقصود تھا۔ آپ نے یہ کام انجام بھی دیا۔ حالات اور کیفیات کے پیش نظر اس انقلاب کے اثرات کو بھی صرف ایران کی سرحدوں تک ہی محدود رہنا چاہیئے تھا مگر انقلاب کے اثرات صرف ایران تک محدود نہیں رہے بلکہ تمام مسلم ممالک کے عوام میں یہ بات رسوخ کرگئی۔ اور دیکھتے ہی

دیکھتے پوری دنیا میں روحانی انقلاب آگیا جہاں بوڑھوں میں دین ودیانت کا وجود نہ تھا وہاں نوجوان نسل تک میں مذہبیت بیدار ہوگئی۔صرف شیعی دنیا میں نہیں پورے عالم اسلام میں روحانیت وللٰہیت کا بول بالا ہوگیا۔چونکہ حکمراں طبقہ یہ جانتا تھا کہ اگر یہ اثرات دیر تک رہ گئے تو خود ان کی بے دینی سے عوام بدظن ہوکر انقلاب لے آئیں گے اس لئے حکمرانوں کی واضح اکثریت نے شیعوں کے خلاف زہر اگلنا شروع کردیا مگر اب تک اسلامی انقلاب کے اثرات گہرے چکے تھے اور مسلم عوام کی اکثریت نے حکمرانوں کے فریب کو اچھی طرح محسوس کرلیا تھا۔ایک مختصر اور چھوٹے سے ٹکڑے کے علاوہ کسی پر ان کا جادو نہ چل سکا۔

انقلاب کا دوسرا اثر

ایک طرف روحانی طور پر مسلمانوں میں اسلام کے تئیں بیداری پیدا ہوئی تو دوسری طرف حکمرانوں کے مظالم سے تنگ آکر عوام نے گلو خلاصی کی تدبیر پر غور کرنا شروع کردیا اور واضح طور پر بے چینی پائی جانے لگی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک کے بعد ایک کرکے کئی اسلامی حکومتوں میں انقلابیوں نے سرابھارنے شروع کردئے۔ مصر، تیونس، لیبیا، بحرین اور یمن میں انقلابی تحریکیں تیز ہوگئیں، تیونس مصر اور لیبیا کا نظام یکسر بدل گیا۔لیکن بحرین اور یمن کی انقلابی تحریکیں دبادی گئیں۔ آج کل شام کی حکومت دنیا کے اخباروں اور ٹی وی چینلوں میں موضوع بحث بنی ہوئی ہے۔ بشارالاسد کے خلاف انقلابیوں نے مہم چھیڑی ہے۔ یہ انقلابی کون ہیں کیا ان کا تعلق شام سے ہے حالانکہ شام کے عوام بشار الاسد کی پالیسیوں سے اختلاف نہیں رکھتے بلکہ خوش ہیں تو یہ سوال اٹھتا ہے کہ انقلابی کون ہیں؟ مبصرین کے بیانات کو درست مان لیں تو بشار الاسد کو ایران نوازی کی سزا دی جارہی ہے۔ یہ باہر سے آئے ہوئے لوگ ہیں جن کے لہجے بھی شامیوں سے مختلف ہیں مگر انہیں شام کا حصہ بناکر پیش کیا جارہا ہے۔ پوری اسلامی برادری کو اس موضوع پر غور کرنا چاہئے ورنہ ایک بار پھر اہل اسلام کسی بڑی سازش کا شکار ہوجائیں گے۔ رہی بشارالاسد کی حکومت تو اگر بشار الاسد کے یہاں دین ومذہب ہوگا تو کوئی اس حکومت کو گزند نہیں پہونچا سکے گا اس لئے کہ کمزور وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ خدا نہیں ہوتا اور اگر انسان کے ساتھ خدا ہے تو وہ اکیلا ہی طاقتور ہوتا ہے کیوں کہ ایمان خود طاقت ہے اور مومن کے ساتھ خدا ہوتا ہے جو سب سے بڑی طاقت ہے۔

ایران اور مشرق وسطیٰ میں اسلامی بیداری

زہرا ابوترابی اردستانی

ترجمہ: نذر امام

اسلامی بیداری نے دور حاضر میں اسلامی جمہوریہ کی فکری تحریک سے متاثر ہو کر ایک سماجی اور اداری تحریک کے عنوان سے خود کو ظاہر کیا ہے، سیاسی اور سلامتی کے تنازع کے تناظر میں اپنے اثر ورسوخ اور اپنی بقا کو ثابت کرنے کے علاوہ خود کو عالمی پیمانے پر مقدر ساز بلامنازعہ طاقت میں تبدیل کر دیا ہے۔ اسلامی تحریکیں اور اسلامی معاشرے میں لوگوں کے درمیان سرگرم حالات سے متاثر ہو کر، جہاد، شہادت اور ایثار جیسے ایران کے انقلابی نعروں اور شعائر کو اپنی جدوجہد میں بنیادی اصول قرار دیا ہے، اسلامی انقلاب نے کئی دہائیوں کے بعد اپنے مظہر کے ذریعہ عملی اور حقیقی طور پر اسلام اور اسلامی معاشروں کو علیحدگی اور جمود وتعطل سے نکال کر علاقائی مسلمانوں کو ان کے حق وحقوق اور طاقت وتوانائی سے واقف کرایا، استکبار سامراجیت وصہیونیت کے نہ ٹوٹنے والے طلسم کو توڑ کر چکنار چور کر دیا اور اب اس مسئلہ نے مسلمان قوموں کی ہمت وجرئت اور خود اعتمادی کو بحال کر دیا ہے۔ آج پوری دنیا میں اسلامی بیداری کی موجیں بڑی تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہیں اور اسلامی قدریں حیات دوبارہ حاصل کر رہی ہیں۔ اسلامی بیداری کی طاقتور موجوں نے سامراجی پالیسیوں کو شکست فاش دے دی ہے اور دشمنوں کی یہ کوشش ہے کہ اس خروشاں موج سے مختلف ہتھکنڈوں کا استعمال کر کے مقابلہ کریں جس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔

اسلام کے دائرے میں مشرق وسطیٰ کی ملتوں کے درمیان سیاسی اور انقلابی رجحانات اور مواقف نے زور پکڑ لیا ہے۔ مشرق وسطیٰ میں پیش آنے والے واقعات نے متعدد نتائج آشکار کیے ہیں ان میں سے ایک نتیجہ علاقہ میں امریکی حیثیت واقتدار میں کمزوری کا واقع ہونا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مشرق وسطیٰ کی قومیں جس قدر حقیقی اسلام کی طرف گرویدہ ہوتی جائیں گی اور اپنی سیاسی وسماجی زندگی میں اسلامی قدروں کو بروئے کار لائیں گی اسی قدر علاقہ میں مداخلت پسند حکومتوں کا اثر ورسوخ کم ہونے کے ساتھ ہی لوگوں کی خواہشات کو منحرف کرنے پر مبنی ان کی خواہش میں کمی واقع

ہوتی جائے گی۔

مشرق وسطیٰ میں استبداد کی جڑیں

مشرق وسطیٰ میں استبداد کی جڑوں میں اہم ترین عامل اور عنصر، مغربی ملکوں کی مداخلت اور مرتّب کردہ پلاننگ ہے کیونکہ مغرب کی حاکمیت اور تسلط کے لئے مشرق وسطیٰ کا علاقہ بہت ہی اہم اور شہرگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس علاقہ میں صنعتی دنیا کے لئے رگ حیات کی حیثیت رکھنے والے ایندھن کی موجودگی کا مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ اہالیان مغرب بڑی آسانی کے ساتھ اس سے چشم پوشی اختیار کرلیں مغرب والوں کی حتی المقدور کوشش یہ ہے کہ مشرق وسطیٰ کے ملکوں کو اپنی زندگی کے دوام کے لئے تیل جیسے حیاتی وسیلے کی فروخت کے ذریعہ ان کی اقتصادیات کو وابستہ اور منحصر قرار دیں یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی استبدادی حاکمیت اور تسلط کے دوام نیز لوگوں کو غفلت میں مبتلا رکھنے کی کوشش میں سرگرم رہتے ہیں ہیں تاکہ زندگی کی ضرورت میں شامل تیل پر دسترسی میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔

پچھلے ساٹھ برسوں اور خاص طور سے دوسری عالمی جنگ کے اختتام کے بعد سے مشرق وسطیٰ حکومت امریکہ کی مداخلتوں اور سازشوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔

سرد جنگ یعنی لفظی اور نفسیاتی جنگ کے دوران ہو یا اس کے بعد کے مرحلہ میں امریکیوں کا ہمیشہ یہ دعویٰ رہا ہے کہ مشرق وسطیٰ کی حفاظت اور سلامتی ان کی اہم ضرورت کا حصہ رہا ہے حالانکہ امریکہ سے مشرق وسطیٰ کا زمینی اور جغرافیائی فاصلہ ہزاروں کیلومیٹر کا ہے لیکن امریکی حکمت عملی تیار کرنیوالے ماہرین مشرق وسطیٰ اوراس کے ماحول کے بارے میں اس طرح بات کرتے ہیں گویا کہ یہ سرزمین امریکہ کا ایک صوبہ ہو۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جائے کہ مشرق وسطیٰ کے علاقے میں امریکہ خود کے لئے تسلط اور فوجی قبضے کا حق سمجھتا ہے اور امریکیوں نے اپنے اس ناجائز حق کے حصول کے لئے کسی بھی اقدام سے فروگذاشت نہیں کیا ہے۔

نصف صدی سے زیادہ کا عرصہ ہورہا ہے کہ مختلف النوع دھمکیوں، فوجی بغاوتوں، فوجیوں کی ارسالی یہاں تک کہ ظالم ومطلق العنان حکومتوں کی بحالی کے ذریعہ براہ راست یا بالواسطہ طور پر امریکی کوششوں کو نافذ کیا جاتا رہاہے۔ اس درمیان یہ مسلمان تھے کہ جنہیں ان اقدامات کی تلافی کرتے ہوئے ان کا خمیازہ بھگتنا پڑتا رہاہے۔

اگر عرب اسرائیل جارحانہ جنگوں نیز ایران کے خلاف عراق کی مسلط کردہ جنگ اور خلیج فارس

کی پہلی اور دوسری جنگوں نیز افغانستان کی جنگوں میں جاں بحق ہونیوالے مسلمانوں کی تعداد کا اندازہ لگائیں تو دہلانے والے بیشمار اعداد سامنے آئیں گے۔

اس کے علاوہ اگر ہم مشرق وسطیٰ کے علاقے میں القاعدہ اور طالبان جیسے زرخریدوں اور کٹھ پتلیوں کے ذریعہ ہونیوالے جانی ومالی نقصان نیز ان امریکی زرخریدوں کی منظّم سازشوں اور چالبازیوں کے سبب ہونیوالے نقصان کا حساب لگانے بیٹھیں کہ جسے مشرق وسطیٰ اور عالم اسلام میں وارد کیا گیا ہے تو ان کے اعداد وشمار بے حساب ہوں گے۔

علاقہ میں امریکہ کی براہ راست مداخلت کا نتیجہ زور زبردستی میں توسیع رہا ہے یہ پروگرام دو طرح سے انجام دیا گیا ایک طرف ایسی حکومتیں ہیں جو امریکی سیاست کو نافذ کرتی آئیں ہیں یا کم از کم یہ ہوتا آیا ہے کہ انہوں نے امریکہ کی تسلط پسندانہ پالیسیوں کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا اور دوسری طرف امریکہ ان حکومتوں کے ذریعہ حقوق انسانی کی پامالی اور زور زبردستی پر پردہ ڈالتا آیا ہے۔اصولوں کو مدنظر رکھا ہے پہلا اصول اقتصادی امور سے تعلق رکھتا ہے علاقۂ خلیج فارس کے کنارے میں واقع کسی چھوٹے ملک کی مثال کو سامنے رکھیں جو کہ ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے اور اس کی کل آبادی شاید ایران کے ایک شہر جتنی بھی نہ ہو، اس ملک کو امریکہ یہ تجویز پیش کرتا ہے کہ امریکہ وہاں اپنا پانچواں بحری اڈہ قائم کرنا چاہتا ہے اور اس کے بدلے میں اس ملک کو اسکا کرایہ ادا کیا جائے گا۔ ہوسکتا ہے کچھ علاقائی ممالک امیر ہوں اور امریکی اقتصادیات کی مدد کی ضرورت نہ ہو ایسے ممالک کے لئے امریکہ سلامتی کا مسئلہ پیش کرتا ہے پھر دو خاص ہتھیاروں، شروع میں ایسے خطرات جن کا وجود ہی نہیں، انہیں بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے۔[۲]

عالم اسلام کو نئی بیداری کی موج کی ضرورت ہے

اسلام نے اپنے دوراوّل میں جب اپنی معنوی طاقت اور دلوں میں اثرورسوخ اور فوجی طاقت کے سبب روم اور ساسانیوں جیسی بڑی طاقتوں کو پسپاں کرنے کے بعد تیزی سے خود کو وسعت دی تو بہت ہی کم وقت میں اس وقت کی متمدن دنیا پر غلبہ حاصل کرلیا۔ علاوہ ازیں عالم اسلام میں فوجی اور اقتصادی طاقت کے مقابلہ میں اسلامی افکار نے بھی توسیع حاصل کی۔ یہ ایسا زمانہ تھا جب متمدن یورپ اپنے زوال کے دور میں تھا اور جب اسلامی تمدن نے اپنی ترقی اور عروج کو حاصل کیا اس وقت مغربی تمدن اس طرح نزول کر چکا تھا کہ جسے آج کے مغربی لوگ ''مغرب میں تاریکی کا دور''

نام دیتے ہیں کیونکہ اس وقت ان کے پاس اسلام کے مقابلہ میں پیش کچھ بھی نہ تھا جو دنیائے انسانیت کے لئے پیش کرسکیں۔

ان کی جانب سے پیش کی جانیوالی صلیبی جنگیں بھی عالم اسلام کے خلاف ایک معمولی حربہ تھا جس نے دو صدیوں کے دوران بھی فوجی مقاصد کے حصول میں چنداں کامیابی حاصل نہیں کی۔ہاں اتنا ضرور ہوا کہ انہوں نے تدریجی طور پر عالم اسلام کی فکری ترقی اور اس کے ادب اور اس کی ثقافت سے آشنائی حاصل کرکے اپنی بیداری کا امکان فراہم کیا۔ مغرب کے لئے نشاۃ ثانیہ کا دور، حقیقت میں تاریکی کے دور سے ہٹ کر ایسے زمانے میں داخل ہونا تھا کہ جسے ''روشنی کا دور'' کہا جاتا ہے۔ اس طرح مغرب والوں نے عالم اسلام سے متاثر ہوکر تدریجی طور پر حیرت انگیز ترقی حاصل کرلی کہ سترہ ، اٹھارہ اور انیسویں صدی کو عالم مغرب کا ترقی والا دور کہا جانے لگا اور بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس دور میں عالم اسلام دو عناصر وعوامل کی بنا پر محو خواب ہوگیا۔ پہلا عامل یہ تھا کہ علاقہ کے اس اہم جغرافیائی اورفکری حصہ میں مغرب نے اپنی سامراجیت اور استحصال کا سایہ پوری طرح پھیلا دیا اور دوسرے یہ کہ مسلمانوں کے حکمرانوں نے اپنے ظلم وستم اور گمراہیوں کے ذریعے خالص اسلامی افکار سے دوری اختیار کررکھی تھی ۳؎

مشرق وسطیٰ میں اسلامی بیداری کا عروج

اس میں کوئی شک نہیں کہ مشرق وسطیٰ کے علاقے میں روز بروز بڑھتے ہوئے اعتراض واحتجاج کی وجہ علاقہ کی افکار عامہ میں اسلامی بیداری رہی ہے۔ اگر چہ کچھ سادہ لوح سیاسی لوگ علاقائی عوام کے اسلامی جذبات کی تردید میں لگے ہیں لیکن یہ کہا جاسکتا ہے کہ علاقائی عوام کے درمیان روز بروز بڑھتی ہوئی اسلامی بیداری اظہر من الشّمس ہے۔

عرصۂ دراز سے مشرق وسطیٰ کا علاقہ اپنی جیوپولیٹکل اورحساس لحاظ سے سامراجی تسلط میں رہا ہے۔ اس علاقہ کے عوام جوعظیم انسانی تمدن کے مالک رہے ہیں حالیہ صدیوں میں شدید سامراجی مظالم کا شکار بنے رہے اور اسی کے ساتھ صدیوں کے دوران مغرب والوں کی جانب سے حقارت کا شکار ہوتے رہے کہ جن کی ثقافت وتمدن کو کچھ ہی صدی گزرے تھے ۔

حقیقت یہ ہے کہ مشرق وسطیٰ کی جیوپولیٹیکل پوزیشن نے اس علاقہ کو دنیا میں سیاسی ٹکراؤ کا اس طرح اصلی مرکز بنا دیا ہے کہ آج دنیا کی بہت سی بڑی طاقتیں کسی نہ کسی طرح اپنا مستقبل مشرق وسطیٰ

علاقہ کے مستقبل سے جوڑ کر دیکھتی ہیں۔ حال حاضر میں ریاستہائے متحدہ امریکہ علاقۂ مشرق وسطیٰ کے حالات پر اہم ترین غیر ملکی طاقت کے عنوان سے اثر انداز ہو رہا ہے اور اس کی یہ کوشش رہتی ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہوسکے اس علاقہ کی سوق الجیشی نبض کو اپنے قبضے میں رکھے اور اس کی یہ خواہش کبھی فوجی حملوں اور قتل عام کے ذریعے پوری کی جاتی ہے تو کبھی امریکی حکام لیبرل ڈیموکریٹشین سرگرمیوں میں اضافہ کر کے حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں گذشتہ عشرے میں علاقۂ مشرق وسطیٰ میں امریکی فوجیوں کی موجودگی نیز اس ملک کی جانب سے انجام پانیوالی وسیع پیانے کی سیاسی سرگرمیاں علاقہ میں وہائٹ ہاؤس کی طاقت کو مستحکم کرنے کی کوششوں کو ثابت کرنے کے علاوہ یہ بات بھی ثابت کرتی ہیں کہ امریکہ، مشرق وسطیٰ کے حالات اصل عالمی تبدیلیاں کا سرآغاز تصور کرتا ہے اس لئے وہ اس بات کی کوشش کرتا رہتا ہے کہ اس علاقہ کی صورتحال کو مکمل طور پر اپنے تحت اختیار رکھے[۴]

اس سلسلے میں علاقہ میں امریکہ کو درپیش کچھ مشکلوں کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے جس میں سرفہرست اس علاقہ میں موجود ملکوں کے مسلمانوں کے درمیان روز بروز بڑھتے اسلامی رجحان اور ظالم حکمرانوں کی معزولی کے لئے لوگوں کی سرگرم موجودگی، نیز ان کے علاقے میں ان کی پسند کی اور ان کے عقیدے اور ثقافت پر مبنی حکومت کے قیام کی خواہش وغیرہ ہیں کہ جنھوں نے امریکیوں کی مشکلات میں اضافہ کردیا ہے، جس کی بابت انہیں خطرے کا بھی احساس ہونے لگا ہے۔ دوسرا موضوع جس پر گفتگو کی جاسکتی ہے تیل اور اس سے متعلق مسائل ہیں جس کی وجہ سے امریکیوں کو علاقہ کی سیاسی جغرافیائی صورتحال کو بدلنے پر مجبور ہونا پڑا تاکہ تیل سے متعلق ان کی ضروریات پوری ہوسکیں۔

گفتگو کا ایک اور مسئلہ غاصب صہیونی حکومت کا ہے کیونکہ علاقہ میں موجود لوگوں کی اس غاصب حکومت کے ساتھ شدید مخالفت نے اس ملک کی سلامتی کو سنجیدہ طور پر خطرے میں ڈال دیا ہے جس کی وجہ سے ریاستہائے متحدہ امریکیوں کی سربراہی میں مغربی ملکوں کو نئی اُلجھن میں مبتلا کردیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مشرق وسطیٰ کے علاقے میں اسلام اور اسلام پسندی نے سیاسی اور سماجی مسائل میں سرنوشت ساز کردار ادا کیا ہے اور واضح ہے کہ ان عوامل اور حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مغربی طاقتوں کی سازش ہوگی کہ مسلمانوں کے آپسی اتحاد پر کاری وار کیا جائے۔

مصر اور تیونس میں مورچوں کی فتحیابی کے ساتھ ہی اسلام پسند لوگوں کو پہلے سے زیادہ اپنے اتحاد اور باہمی یکجہتی کو فروغ دینا ہوگا۔ مشرق وسطیٰ میں وقوع پذیر ہونیوالی تیزگام سیاسی اور سماجی

تبدیلیوں نے امریکہ کی سربراہی میں مغرب والوں اور واشنگٹن کے حلیفوں کی تشویش میں بہت زیادہ اضافہ کردیا ہے۔ اس وقت تیونس، مصر الجزائر لیبیا، بحرین، یمن اور اردن وغیرہ جیسے ملکوں کے ستم زدہ عوام نے اپنی شجاعت و استقامت اور موت سے ٹکر لینے کے جذبے سے فاسد حکمرانوں کے لئے عرصۂ حیات تنگ کردیا ہے۔ اور انہوں نے ہر طرح کا خطرہ مول لیکر اس طرح اقدام سے پیچھے نہ ہٹنے کے جذبے کی تائید کردی ہے، اسی درمیان لیبیا، مصر اور بحرین جیسے ملکوں میں تشدد کے دوام نے لوگوں کو ان کی راہ کے دوام سے روکنے میں کامیابی حاصل نہیں کی ہے اور اسلامی قومیں بیشتر محرک اور سنجیدگی کے ذریعے ملکی اور اس طرح کے دوسرے حالات کا سامنا کرتے ہوئے اپنے مطالبات کی مکمل برآری تک چین کی سانس نہیں لیں گی۔

اس سلسلہ میں اسلامی انقلاب کے رہبر کبیر نے اپنے بیان کے ایک حصہ میں فرمایا:

> ''ایران کے شریف لوگوں اور پوری دنیا کے حریت پسندوں اور مسلمانوں کو جان لینا چاہئے کہ اگر وہ چاہیں تو دائیں یا بائیں، بازو کسی بھی طاقت پر بھروسہ کیے بغیر نیز کسی بھی طاقت کا سہارا لئے بغیر اپنے پیروں پر کھڑے ہوسکتے ہیں۔ البتہ آزادی وخود مختاری کی بھاری قیمت بھی چکانی پڑیگی۔''

غصے میں بھرے ناراض لوگوں کے ذریعہ امریکی اڈّوں کی یکے بعد دیگرے تباہی ایک اور قابل ملاحظہ موضوع ہے جسے اس اسلامی بیداری کی موج میں واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ واشنگٹن کے ڈالر اور اس کے مغربی حلیف بھی قوموں کے ارادوں کو متزلزل وسرکوب نہ کرسکے بلکہ لوگوں کی بیداری گھٹن کے ماحول سے نجات اور امریکی حکام کی کسی بھی طرح کی تجویز اور فیصلے کو ان کے غلاموں اور زرخریدوں کی حمایت کے لئے فریب سمجھتے ہوئے اس حقیقت تک پہنچے ہیں۔ تبدیلی کی حالت میں ملکوں کے لئے مجوزہ نسخہ مفادات کی حفاظت ونگہداشت ہے یہاں تک کہ لوگوں کے ساتھ اس کا نعم البدل بھی نہیں بلکہ قوموں کی انقلابی تحریکوں کا قابو میں لانا ہے۔[۵]

افکار عامہ کو یہ یقین ہوگیا ہے کہ غیر ممالک میں موجود آقاؤں کے بیانات کا سلسلہ اور مسند اقتدار پر قابض اربابان اقتدار اور مہروں کی حمایت میں کمی، لوگوں کی آہنی مٹھی یعنی اتحاد کے مقابلہ میں ان کی خاموشی، عوامی مطالبات کی ضمنی حامیت اور سرانجام، حکمرانوں کے انخلاء پر مبنی مدافعت

جیسے امور، وہائٹ ہاؤس کی جانب سے انجام پانیوالی قدم بہ قدم حکمت عملی کا نتیجہ ہے جو ہر ملک میں وہاں کے موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے عمل میں لائی جاتی ہے تاکہ ان کے مفادات کی حمایت، کے ستونوں کو مستحکم کیا جاسکے۔اسی لئے عوام الناس کی مختلف ملکوں میں مسلّط نظام کے نظریات فاش ہوجانے کے بعد اپنے مطالبات پر زور دیتے ہوئے غیر ملکوں کی جانب سے کیے جانیوالے سبھی طرح کے وعدوں کو اپنی انقلابی تحریک سے انحراف تصور کررہے ہیں۔ یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ مشرق وسطیٰ میں اٹھنے والے مطالبات سیاسی مطالبات سے زیادہ مذہبی رنگ لئے ہوئے ہیں ملکوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ وہاں کے لوگوں کو ظالم حکمرانوں کی جانب سے مذہبی فرائض کی انجام دہی میں بھی آزادی نصیب نہیں ہے۔ ان ملکوں پر حکم فرما حکام دینی مظاہروں پر بھی شدید ردعمل دکھاتے ہیں۔لوگوں نے یہ بات اچھی طرح سمجھ لی ہے کہ عرب وابستہ حکمران دولت کا ڈھیر لگانے سے کہیں زیادہ مغربی حکمرانوں سے وابستگی رکھتے ہیں۔ لٰہذا یہ حکمران مجبور ہیں کہ غیر ملکی طاقتوں کے بھروسے اپنے شہریوں کی ہر طرح کی حریت پسندی وخودمختاری کی آواز کو کچل دیں اور یہ حکومتی روش چار عشرے سے یونہی جاری ہے۔ حال حاضر میں پرانا سیاسی ڈھانچہ جوکہ ظلم وستم پر مبنی ہے دور حاضر میں تعلقات عامہ اور انفارمیشن کی تیسری لہر کے مقابلے میں کامیاب وکارآمد ثابت نہیں ہوسکتا ہے۔ وہ بھی ایسی حالت میں جبکہ ایک ارب تیس کروڑ لوگ سائبر اور ویب سائٹوں کے استعمال کے ذریعے اپنے افکار ایک دوسرے سے بانٹتے ہیں، ایسے مجازی الیکٹرونک حکومت ومجازی ڈیموکریسی اور مجازی شہری کا کوئی مفہوم نہیں ہے۔

اس بات کے پیش نظر کہ اب تک جو کچھ انجام پایا ہے یا تبدیلیوں کے دہانے پر ہے اس کا منشاء صرف تیونس کی تبدیلیاں نہیں ہیں، ایک بلاوجہ کی بات نہ ہوگی، اگر اس پر تھوڑا غور کریں اور گہرائی سے سوچیں تووضاحت کے ساتھ اس بات کا پتہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان انقلابی تحریکوں کا سرچشمہ ۲۰۰۶ء کی تینتیس روزہ جنگ ہے کہ جس میں دنیا کی چوتھی بڑی فوجی طاقت نے اپنے جدید ترین فوجی ساز وسامان اور مکمل قانونی حمایت کے ہوتے ہوئے اسلام پرست شیعہ تحریک کے مقابلے میں ناکامی کا منہ دیکھا۔اسلام پسندوں اور ظالم حکمرانوں کے مخالف لوگوں کے افکار میں خود پر بھروسہ لبنانی عوام کی استقامت کونمونہ قرار دے کر وجود میں آیا اور وہ سمجھ گئے کہ اپنے پائمال شدہ حقوق کو ایسے بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

موجودہ تبدیلیوں کو امریکہ اور ایران کے درمیان پائی جانے والی دو حکمت عملی کے آمنے سامنے کے عنوان سے یاد کیا جاسکتا ہے ، ایران قوموں کے بھروسے اور عوام کی خود اعتمادی کے بھروسے اس بات پر عقیدہ رکھتے ہیں کہ مشرق ومغرب پر بھروسہ کیے بغیر خودمختاری کی راہ اپنائی جاسکتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی امریکہ دوسری عالمی جنگ کے فاتح اور عالمی انتظامی امور نیز دنیا میں سلامتی کے مسائل اور پروگرام طے کرنے والے کے عنوان سے خود سے وابستہ افراد کی حمایت کے باوجود قوموں کی بیداری اور تحریکوں سے مقابلہ کرنے میں ناکام رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ بحران سے متاثر ملکوں میں رونما ہونے والے واقعات کو امریکی حکمت عملی کی ناکامی اور اسلامی جمہوریہ کی کامیابی قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ اس وقت ایسے لوگوں نے میدان میں قدم رکھ دیا ہے جس طرح کہ ایرانی عوام نے شاہی نظام کے خلاف پیکار میں قدم رکھا تھا اس وقت وہائٹ ہاؤس حکمراں ، دوسرے ملکوں سے زیادہ جزیرۂ بحرین کولیکر تشویش میں مبتلا ہیں کیونکہ علاقہ خلیج فارس میں امریکی بحریہ کے اڈے کا میزبان ملک بحرین ہی ہے۔ یہ چھوٹا سا ملک امریکہ کے پانچویں بحری بیڑے کا اڈہ ہے جہاں امریکی فوج سے وابستہ تین ہزار فوجی موجود ہیں۔ وہاں تیس بحری جہاز اور تیس ہزار غوطہ خور موجود ہیں جو علاقۂ خلیج فارس اور بحر سرخ میں گشت لگاتے رہتے ہیں اس لحاظ سے بحرین جیسا ملک امریکہ کے لئے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ سیاسی ادبیات کے دائرے میں شدید ڈیموکریسی کی طاقت پر عوامی ارادوں کو کامیابی نصیب ہوئی جیسا کہ ہم ذرائع ابلاغ میں ہر روز خبروں کے ذریعے اور ان طاقتوں کے ذریعے نئی نئی مراعات دینے اور ان کے اپنے موقف سے پیچھے ہٹنے کی اطلاع موصول کررہے ہیں ان سب سے عوام کی کامیابی کا پتہ چلتا ہے اور دوسری طرف وابستہ حکمرانوں کے ملک چھوڑ کر بھاگنے اور ان کے زوال کے بھی شاہد رہے ہیں، آج کل جو کچھ انجام پارہا ہے یہ ایسا تجربہ ہے کہ جسے ایرانی قوم نے بتیس سال پہلے علاقہ میں چودھراہٹ پر مبنی امریکہ کے اہم اڈے اور نیکسون اور کسینجر کے فوجی ستون کو مسمار کرکے اسلامی نظام میں بدل کر حاصل کیا اور عالمی طاقتوں کی مدد کے بغیر پوری سربلندی اور افتخار کے ساتھ اپنی عزت ووقار اور خودمختاری کو بچائے رکھا۔[6]

حالیہ کئی عشروں سے امریکہ مشرق وسطیٰ کو لینے زیر تسلط رکھنے میں کوشاں رہا ہے لیکن اسلامی انقلاب کی کامیابی اور ایران کے ذریعے ایک ترقی یافتہ سیاسی نظام پر دستیابی نے علاقہ میں حریت

پسندی کی فضا کو وسعت بخشی، اور امریکہ کو مجبور ہونا پڑا کہ دکھاوے کے طور پر ہی کیوں نہ ہو مشرق وسطیٰ میں ڈیموکریسی کو استحکام بخشنے کی کوشش پر مجبور ہونا پڑا، لیکن قبل اس کے کہ واشنگٹن کے حکام علاقۂ مشرق وسطیٰ کو ڈیموکریسی کی ڈگر پر پہنچائیں اس علاقہ کے لوگوں اور ملکی پارٹیوں نے امور کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں تھام لی اور مغرب وامریکہ کی خواہشات کے برخلاف قدم اٹھالیا، مغرب یہ چاہتا تھا کہ اپنی تیارکردہ پالیسیوں کو اپنی پسند اور منشاء کے مطابق مشرق وسطیٰ میں جاری رکھے تاکہ اس طرح سے اپنے مغربی اتحادیوں کی حمایت اور تعاون سے مشرق وسطیٰ سیاسی اور عوامی جواز قائم کرنے میں کامیاب ہوجائے لیکن حال حاضر میں یہ پالیسی ناکام ہوچکی ہے اور مغربی حکام کی توقع کے برخلاف مشرق وسطیٰ کو عظیم بنانے اور سیاسی اصلاحات پر مبنی منصوبہ عملی شکل اختیار کرچکا ہے۔

سرانجام یہ کہا جاسکتا ہے کہ حال حاضر میں اسلام پسندی کے زیر سایہ حریت پسندی کی لہر نے مشرق وسطیٰ میں زور پکڑ لیا ہے اس لہر کی اہم ترین دلیل اور وجہ اسلامی اقدار کے زیر سایہ لوگوں کی آزادی کے حصول کی امید اور علاقہ میں امریکہ سے وابستہ حکمرانوں کا ناقابل برداشت طرز عمل ہے۔ لیکن یہ بات بھی جان لینی چاہئے کہ درایں اثناء اس کھیل میں اصلی ہار مغرب اور خاص طور پر امریکہ کو ہوئی جس نے اس علاقہ میں اپنی طاقت اور تسلط کو کھودیا ہے اور یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔

علاقائی مسلمانوں کے درمیان اسلامی بیداری میں اسلامی جمہوریہ کا کردار:

اسلامی جمہوریہ ایران ایک آزاد اور خودمختار ملک کی حیثیت اور اپنی جغرافیائی اور سوق الجیشی (stratigic) کے لحاظ سے بین الاقوامی تبدیلیوں میں ہمیشہ اثر انداز رہا ہے ایران نے افکار و استقامت کی فکر نیز سامراج سے مقابلہ اور امپریلزم واستبداد نیز خودغرضیوں کے مقابلہ استقامت میں مؤثر کردار ادا کیا ہے۔

مشروطیت کا واقعہ، تیل کی صنعت کے قومیانے اور پندرہ خرداد ۴۲ھ شمسی کی تحریک ایران کی ہدایت کرنیوالی تاریخی واقعات کی آشکارا ہدایت ساز نشانیاں ہیں۔

اس اہم تاریخی موقع پر حکومت کی علیحدگی پر مبنی حاکموں کی پالیسی کا جوکہ دینی علماء اور مذہبی افراد کے ذریعے ہدایت کی جاتی تھی اس وقت خاص طور پر حکومت پہلوی کے دور میں (بیرونی آئیڈیا ترکی کے اتاترک) کو معیار قرار دیا جاتا تھا اسی لئے تاریخ کے اس موقع پر اس نے علاقہ اور خاص کر اسلامی ملکوں پر اپنا اثر مرتب کیا۔ ے

آج کے دور حاضر میں اسلامی بیداری نے اسلامی جمہوریہ کی فکر سے تاثر حاصل کر کے ایک منظّم سماجی شکل حاصل کر کے خود کو ظاہر وآشکار کیا ہے۔ اس مظہر نے سیاسی اور حفاظتی امور میں باوجود اس کے کہ اپنی موجود اور اثر ونفوذ کو ثابت کردکھایا ہے تاہم عالمی سطح پر ایک بلا منازعہ طاقت کے کردار کی حیثیت میں ظاہر ہونے جارہی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلامی انقلاب اسلامی بیداری کا اہم عامل اور عنصر ہے جس نے اسلامی اقوام کی بیداری میں مؤثر کردار ادا کیا ہے۔

اسلامی انقلاب نے مسلمان اقوام کے درمیان اسلامی بیداری کے احیاء میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اسلامی انقلاب کا مظہر کئی عشرے کے بعد عملی اور عینی صورت میں اسلام اور اسلامی معاشروں کو الگ تھلگ اور علیحدگی کی حالت سے نکال کر سبھی انقلابی اور حرکت بخش حالات میں ہدایت کرنیوالے محرک کی حیثیت سے سامنے آیا اور دوسری جانب علاقہ کے مسلمان عوام کی اسلامی تحریکوں کو ان کے حق کے حصول اور اس سلسلہ میں اپنی توانائی ثابت کردکھانے کی طاقت عطا کی اور سامراجیت کے دیو اور ظلم واستبداد کے شکست نہ کھانے والے افسانے کو یکسر طور پر باطل کردیا اسی کے ساتھ مسلمان اقوام کو ان کی خود کی ہمت اور ان کے بھروسہ کو انہیں لوٹا دیا۔ ایسی صورت میں علامہ اقبال لاہوری کی تعبیر کے مطابق تہران مسلمانوں کا مرکز بن گیا اور اسلامی جمہوریہ ایران مستقبل کی امیدوں کا گھوارہ، اندرونی امور میں ثبات وعزم میں استحکام کا مرکز اور حال حاضر میں اسلامی بیداری اور نئی اسلامی ثقافت کو مرکزیت عطا کرنے والے منفرد مقام میں بدل گیا۔ اسلامی تحریکوں اور اسلامی معاشروں کے عوام نے اسلامی انقلاب کی جہاد وشہادت اور ایثار جیسی گرانقدر کو اپنی جدوجہد کی بنیاد قرار دیکر اس کو بجان ودل اپنایا اور " لاشرقیه ولاغربیه " اللّٰہ اکبر " هیئهات مِنّ الذّله" الموت لاِمریکه واسرائیل" اور اس طرح کے دوسرے ایسے نعرے، ایسے میں جو ایران میں اسلامی انقلاب کے متوالوں ذریعہ لگائے گئے جس کو دوسری انقلابی تحریکیں اپنے جلوسوں اور مظاہروں میں استعمال کرکے الہام حاصل کرتی ہیں۔ ان نعروں کے مفاہیم اور مضامین نے جن میں سے ہر ایک سیاسی اور استقامتی پہلو اور نوجوان نسلوں کے درمیان حالات وواقعات کے عوامل وعناصر اور مثال کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کے دلوں میں جگہ بنا کر اپنے مثبت اثرات کو ثابت کردکھایا ہے [8]

تقریباً دو عشروں سے زیادہ کا عرصہ ہورہا ہے کہ چھوٹے بڑے متشکل ومتحد گروہ اسلامی عقیدے کی بنیاد پر اسلامی تحریک کے عنوان سے علاقائی، قومی اور بین الاقوامی سطح پر ظاہر ہوئے

ہیں۔ ان تحریکوں پر جنہیں مکمل عوامی حمایت حاصل ہے دیگر ملکوں کی توجہ مرکوز رہی ہے۔ اسلامی بیداری عوامی توجہ اور اصل اسلام سے متأثر ہوکر اسلامی جمہوریہ ایران کی قیادت میں حالیہ حالات، سیاسی روش میں بدل گئی ہے، جس نے ایک سیاسی فکرونظریہ کی شکل اختیار کرلی ہے۔ اس تحریک نے نمونہ اور ماڈل کی شکل سے نکل کر عملی شکل اختیار کرلی ہے۔ حال حاضر میں علاقہ کی صورت حال اسلامی تحریکوں اور اسلامی مصلحت کے مفاد میں اور مغربی اقدار اور پروگرام کے نقصان میں بدلنے والی ہے اور یہ مسئلہ اسلامی انقلاب کی ثقافتی حمایت کے تحت شیعہ مذہب تحریکوں کے فائدے میں انجام پانیوالا ہے۔ اصل اسلامی اصولوں پر مبنی امریکہ اور اس سے وابستہ افراد سے مقابلہ کرنے کے لئے ایک محاذ تشکیل پاچکا ہے جس میں عالم اسلام، عالم مغرب سے نئ اور متشکل قیادت سے بہرہ ور ہوکر مقابلہ کے لئے تیار ہوچکا ہے آج عالم مغرب اپنی ترقی کی رفتار کھوکر زوال کی جانب گامزن ہوچکا ہے۔لیکن اسلامی جمہوریہ ایران کی اسلامی بیداری تحریک نے اپنے ابتدائی مرحلہ میں ہی ایک اہم انقلابی رنگ و روپ اختیارکرلیا اور جیسے جیسے اپنی منزلیں طے کرتا جارہا ہے اپنے اقدار سے قریب تر ہوتا جارہا ہے۔ وہ مکمل اطمینان اور خود پر بھروسہ کے ساتھ علاقہ میں مغرب کے سیاسی اور قانونی حق کی بنیادوں کو متزلزل اور نابود کرتا جارہا ہے۔ اسلامی جمہوریہ نے اسلامی بیداری اوراسلامی فکر کو سمت و رفتار عطا کرنے کے لئے قائدانہ کردار نبھایاہے اور انحرافی اقدامات سے مقابلہ کرتے ہوئے اسلامی اتحاد کے قیام اور اصل اسلامی تحریکوں کی حمایت کے لئے مؤثر قدم اٹھائے ہیں۔[۹]

حالیہ برسوں میں اسلامی بیداری اور اسلامی حالات اور دھارے کی وجہ سے علاقہ میں امریکی موجودگی کے ستونوں کو تزلزل کا شکار ہونا پڑا ہے۔

اگر ماضی کی جانب نگاہ دوڑائیں تو یہ ناقابل انکار حقیقت واضح ہوجائے گی کہ علاقہ میں سیاسی اور انقلابی اسلام کی توسیع کے مقابلہ میں سیکولر اور مغرب پرست تسلط میں کمی واقع ہوئی ہے اور اس سلسلہ کو شروع کرنیوالے حضرات امام خمینیؒ تھے جنہوں نے شاہ کی ظالم حکومت کے گھٹن بھرے ماحول میں اسلام کا نعرہ بلند کیا اور قوموں سے درخواست کی کہ اسلام دشمنوں پر غلبہ پانے کے لئے اسلام کا سہارا لیں، آپ کامیابی کو عالم اسلام کے اتحاد میں دیکھتے تھے۔

افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کے درمیان کچھ غلط طرز فکر اور اسی طرح کچھ سامراجی حکومتوں کی جانب سے تفرقہ انگیز اقدامات کے باعث اسلامی مذاہب کے درمیان فاصلہ

آ گیا ہے۔حالیہ برسوں کے دوران طالبانیوں کے ذریعہ انتہا پسند وہابی کارروائیوں نے اختلاف کو بڑھاوا دیا ہے جبکہ علمائے اہل سنت اور تشیع کی ایک بڑی تعداد امت اسلامیہ کے درمیان اتحاد ووحدت پر تاکید کرتے آئے ہیں اور اچھی بات یہ ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کی ولادت باسعادت کے موقع پر ہفتہ وحدت کے انعقاد کے ذریعے حضرت امام خمینیؒ نے عالم اسلام کے اتحاد کی راہیں استوار کردی ہیں۔

اس موضوع کے پیش نظر مشرق وسطیٰ عوامی تحریکیں نتیجہ خیز رہی ہیں جس کی وجہ سے تسلط پسند حکومتوں کے کردار میں کمی واقع ہوئی ہے ،مصر میں اقلیت پر مبنی شیعوں نے اکثریت پر مبنی اہلسنت کے شانہ بشانہ ظالم حکومت کے خلاف انقلاب میں ساتھ دیا اور یہ صورتحال علاقہ کے دیگر ملکوں میں بھی رہی ہے سید حسن نصر اللہ شیعہ مذہب رہنما سے جوکہ لبنان کی حزب اللہ کے لیڈر ہیں ،اہل سنت حضرات کی حمایت نے لبنان کو درپیش بہت سے خطرات سے دور کردیا ہے۔

اسلامی جمہوریہ ایران کی پالیسیوں اور اقدامات نے دنیا کے اطراف واکناف میں اسلامی جذبات بیدار کردئے ہیں جس کی بنا پر ایشیاء ، افریقہ اور یہاں تک کہ یورپ میں بھی مسلم لوگوں نے اسلام کے نام پر اپنے اسلامی جذبات کا سہارا لیکر اپنی جدوجہد کا آغاز کردیا ہے اور اب اگر اس سلسلہ میں ایران اپنا ایک قدم بھی پیچھے ہٹائے گا تو دوسرے علاقوں، خاص کر مشرق وسطیٰ میں استقامتی تحریکوں کی زبردست سرکوبی شروع ہوجائے گی جس کا نتیجہ وجود میں آنے والی انقلابی طاقت کے خاتمہ اور زوال کی صورت میں سامنے آسکتا ہے۔ اور انجام کار یہ ہوگا کہ وہ سبھی مجاہد گروہ جنھوں نے اسلامی انقلاب کے زیر سایہ اس سے اپنی انرجی حاصل کی ہے وہ سبھی چاہے وہ لبنان وفلسطین ہو یا شام وعراق اوریمن وغیرہ ان سب کا یکسر طور پر خاتمہ ہوجائے گا۔لیکن مشرق وسطیٰ خاص طور پر مصر اور تیونس میں رونما ہونیوالے واقعات اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ استقامتی محاذ بڑی تیزی سے پھیل رہاہے اور عالم اسلام میں اسلامی بیداری نے اس حدتک وسعت اختیار کرلی ہے کہ اب اسے اتنی آسانی سے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔

صاحب الرائے افراد ، ایران کے اسلامی انقلاب کو مسلمان ملکوں میں اسلامی وقار کی بحالی اور مسلم ممالک سے صلیبی آقاؤں اوران کے زرخریدوں کے زوال کا عامل مانتے ہیں مشرق ومغرب اور علاقائی رجعت پسند حکومتوں کی حمایت کے باوجود ایران پر مسلط کردہ آٹھ سالہ جنگ میں صدام حسین کی ہمہ جانبہ حمایت کے باوجود، ایران پر مغربی ذرائع ابلاغ کے دباؤ اور انکی اقتصادی وسیاسی

ناکہ بندی کے باوجود، اسی طرح لبنان کو غاصب اسرائیل کے چنگل سے چھڑانے پر مبنی ایران کے انقلاب اسلامی سے الہام حاصل کرنیوالے حزب اللہ کے کردار نیز گزشتہ بتیس برسوں سے ملت فلسطین سے ایران کی حمایت خاص طورپر انتفاضہ تنظیم اور غزہ کے شہریوں کی حمایت نیز ایران وامریکہ کے درمیان تعلقات کے خاتمہ اور مغرب کی شدید مخالفت کے باوجود ایران کا جوہری توانائی کی ٹکنالوجی پر دسترسی حاصل کرنا ان سب نے ایران کو نہ صرف علاقہ میں اسلامی انقلاب کا سرآغاز قرار دیا ہے بلکہ مسلمان قوموں کے درمیان الہام آفریں مقام سے بھی نوازا ہے، اس لئے کوئی شک نہیں کہ مسلمان قومیں ایران سے لولگائے بیٹھی ہیں۔

امام خمینیؒ اور اسلامی بیداری

حضرت امام خمینیؒ نے دنیا میں اسلامی بیداری کی سرنوشت پر کیا نقوش چھوڑے ہیں؟ حضرت امام خمینیؒ نے کن عوامل اور کن عناصر کی مدد سے اسلامی بیداری کے موضوع کو قوت عطا کی؟ اسلامی بیداری کیا تھی؟ اور اس کے مقابلہ میں کن موضوعات نے سراٹھارکھا تھا؟ اگر اسلامی بیداری کے سلسلے میں امام خمینیؒ کے موقف کو بہتر سمجھنا چاہیں، اس کے مقابلہ میں دوسری رائج روش کو سمجھنا ضروری ہے۔ آج انسانی علوم میں مطالعہ اور تحقیق جیسے مسائل کو شناخت کا ذریعہ قرار دیا جاتا ہے جن کی اپنی جگہ خاص اہمیت ہے۔ ایک خاص روش جسے مسلمان محقق افراد نے انتخاب کیا خاص کر معمار انقلاب حضرت امام خمینیؒ اور انقلاب اسلامی کے عظیم افکار اور سیاسی مفہوم کو سمجھنے کے لئے امام خمینیؒ کے اقوال اور اصطلاحوں کے استعمال کا تحلیل وتجزیہ تھا جسے امام خمینیؒ نے اپنی تقریروں اور جملوں میں استعمال کیا جیسے کہ بائیں بازو کے منحرف گروہوں کے مقابلہ میں سخت موقف کا اختیار کرنا اور امریکی اسلام، بڑا شیطان بے رحم عیش پرست وخوشحال لوگ، متحجّر، مستضعف پابرہنہ افراد وغیرہ جیسی اصطلاحوں کا استعمال، اسی طرح پورے عالم اسلام میں انقلابی اداروں کا قیام نیز آپ کی جانب سے مسلحانہ گروہوں کے قیام کی حمایت وغیرہ ہر ایک جملہ تحلیل وتجزیہ کے لائق ہے اور وہ وہی اسلامی بیداری کی اصطلاح ہے۔ اسلامی بیداری کے سلسلہ میں اس کے مد مقابل کی اصطلاح بہت ہی واضح اور آشکار ہے عالمی استکبار کو اسلامی بیداری کے دشمن کے عنوان سے مسلمانوں اور عالم اسلام کی ساری پریشانیوں کی جڑ سمجھا جاتا ہے۔ اس کے بعد غیر ملکی ارادوں اور امپریلزم کی آستین سے دیگر چھوٹے بڑے حالات سامنے آتے ہیں جن کے مقابلے میں کبھی بھی امام خمینیؒ نے غفلت اور سستی نہیں دکھائی

اور ہمیشہ ہی انکے خطرات سے آگاہ فرمایا کرتے تھے۔

اس اسلامی بیداری کے سلسلے میں امام خمینی کی قیادت میں یہ بات بیان کی جاسکتی ہے کہ آپ آگاہی کے ساتھ یہ بات سمجھ گئے تھے کہ اسلامی بیداری سیاسی عمل کے بغیر ممکن نہیں ہے اور سیاسی عمل بھی بغیر سو فیصد اسلامی حکومت کے قیام کے بغیر ناممکن ہے اسی لئے امام خمینیؒ نے پہلی مرتبہ اپنے خاص معنی وخصوصیات کے ساتھ اسلامی حکومت قائم کرنے کا اقدام کیا اور اس میں کامیاب بھی ہوگئے، اگر آپ یہ قدم نہ اٹھاتے تو ہم کبھی بھی اسلامی بیداری کے مفہوم واصطلاح کو دیگر مفاہیم واصطلاح پر فائق نہیں دیکھ پاتے۔[۱۰]

ذرائع:

۱۔http://www.asnoor.ir

۲۔اخبار جمہوری اسلامی مورخہ ۴/ ۳/ ۸۳ ص ۱۶

۳۔روح اللہ حسینیان بیست سال تکاپوی اسلام شیعی، تہران، مرکز اسناد انقلاب اسلامی

۴۔http://farsi.khamexiei.ir

۵۔غلام رضا قلندریان، موج بیداری اسلامی درخاورمیانہ، روزنامہ قدس۔ ۴/اسفند ۱۳۸۹

۶۔نجف محمودی، سناریوسازی امریکا علیہ کانون بیداری اسلامی، عصر ایران ۲۵ آبان ۱۳۹۰

۷۔حسین حسین زادہ، انقلاب اسلامی وبیداری اسلامی۔ کارشناس فرہنگی ادارہ تبلیغات اسلامی

۸۔علی عمران درگاہی، انقلاب اسلامی وبیداری اسلامی در جہان، نیروی مقاومت بسیج، تہران،

۹۔غلام رضائی نجاتی تاریخ سیاسی ۲۰ سالہ ایران، جلد، ا، تہران موسسہ خدمات فرہنگی رسا

۱۰۔حمزہ بہمن پور، سیاست ما، ۱۳۹۰ ۲۰، ۲۲۔

☆

بہارِ اسلام، وحدتِ اسلامی اور آیت اللہ امام خمینیؒ

سراج نقوی

۱۱رفروری ۱۹۷۹ء کو آیت اللہ روح اللہ خمینیؒ کی عظیم قیادت میں ایران میں رونما ہونے والے اسلامی انقلاب کی نعمتوں کی اگر کوئی فہرست مرتب کی جائے تو اس میں 'وحدت اسلامی' کے تصور کو عملی شکل دینے کی رہبر انقلاب کی کوششوں کو ملنے والی کامیابی کو بلاشبہ نمایاں ترین مقام حاصل ہوگا۔ آپ نے اسلامی انقلاب کی کامیابی کے فوراً بعد 'نہ شرقی نہ غربی فقط جمہوری اسلامی' کا نعرہ دے کر ایرانی عوام ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام پر یہ واضح کردیا تھا کہ ان کی فلاح و بہبود بڑی طاقتوں کی حاشیہ برداری اور استعماریت کی جی حضوری میں نہیں بلکہ اسلام کے پرچم تلے متحد ہونے میں ہے۔ آپ کے نظریۂ وحدت کا ایک سرسری جائزہ بھی یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ مسلمانوں کو اتحاد کی ایک ڈور میں باندھنے کو ہی آپ نے اپنا مقصد بنالیا تھا۔ آپ کا خیال تھا کہ:

> ''اگر مسلمان اسلامی احکام پر عمل کریں، اتحاد کی روح کو برقرار رکھیں اور اختلافات وتنازعات سے ہاتھ کھینچ لیں جوکہ ان کی شکست کی اصل وجہ ہیں تو لاالٰہ الاّاللہ کے پرچم کے سائے میں اسلام دشمنوں اور عالمی غارتگروں کے ہاتھوں سے محفوظ ہوجائے گا اور مسلمان مشرق ومغرب کا اثر ورسوخ اپنے عزیز ممالک سے ختم کردیں گے کیونکہ ان کی تعداد بھی سب سے زیادہ اور وسائل بھی نہ ختم ہونے والے ہیں اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی غیرمتناہی طاقت ان کی نصرت کے لیے موجود ہے اور سپر طاقتیں ان کی محتاج ہیں۔''[۱]

درحقیقت امام خمینیؒ تمام مسلمانوں کو اسلام اور اسلامی اتحاد کا پابند بنا کر انہیں ایک ایسی طاقت کے طور پر دیکھنے کے خواہشمند تھے کہ جو سامراج اور استعماریت کے سامنے بلاخوف وخطر سینہ سپر ہوسکے اور ان کی سازشوں کا منہ توڑ جواب دینے کی اہل ہوسکے۔ اسی لیے آپ فرماتے ہیں کہ:

> ''اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ صدر اسلام والی عزت اور عظمت پھر

سے حاصل کرلیں تو انہیں اسلام اور اتحاد پر کاربند ہونا چاہیے۔''۲

امام خمینیؒ جس طرح پوری زندگی مبینہ سپر طاقتوں کو للکارتے رہے اور تسلّط پسند استکبار کے خلاف آواز بلند کرتے رہے، وہ محض دھمکی نہ تھی بلکہ اس کے پس پشت اسلامی تشخص کا وہ ادراک تھا جسے وہ دنیا کے ہر مسلمان میں دیکھنے کے خواہاں تھے۔ آپ کا کہنا تھا:

''میرے عزیز بھائیو اور بہنو! آپ جس ملک میں بھی ہوں اپنی قومی اور اسلامی حیثیت کی حفاظت کریں۔ ہمارے تمام مادی اور معنوی مفادات تو بڑی طاقتیں لے جاتی ہیں اور ہمیں غربت اور سیاسی، اقتصادی، ثقافتی اور دفاعی وابستگی وغلامی میں مبتلا کردیتی ہیں۔ ہوش میں آیئے اور اپنے اسلامی تشخص کا ادراک کیجئے۔ ظلم کے آگے سرِتسلیم خم نہ کیجئے اور پورے اعتماد کے ساتھ عالمی لٹیروں، جن میں امریکہ سرفہرست ہے کی سازشوں کا پردہ چاک کردیں۔''۳

۴/اردیبہشت (۲۴/اپریل ۱۹۷۹ء) کو انتظامیہ، پولس اور شہر ساوہ کے عوام کو خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا تھا کہ:

''میں امید رکھتا ہوں کہ یہ اتحاد 'وحدت کلمہ' جو ہماری ملت کے تمام طبقوں کے درمیان موجود ہے، باقی رہے اور اسی وحدت کلمہ کے سہارے اسلامی تحریکیں آگے بڑھیں اور اسلامی حکومت عدل قائم کرکے تمام طبقے حقوق حاصل کریں۔''

مشہور اردو شاعر ابوالمجاہد زاہد کا ایک شعر ہے کہ۔

پتّہ شجر سے ٹوٹ کے بے وزن ہوگیا
اڑنے لگا جدھر بھی اڑانے لگی ہوا

شاعرمشرق علامہ اقبال نے بھی اپنی شاعری میں بے شمار مقامات پر عالم اسلام میں انتشار کی بہت پرتاثیر انداز میں نشاندہی اور اس صورتحال پر اظہار افسوس کیا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

شیرازہ ہوا ملّت مرحوم کا ابتر
اب تو ہی بتا تیرا مسلماں کدھر جائے

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے ماننے والوں کو سب سے بڑا نقصان خود ان کے آپسی انتشار

وخلفشار سے پہنچا اور اسلام مخالف وظالم طاقتوں نے اس صورت حال کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جب اور جہاں موقع ملا ان کا استحصال کیا اور ان مادّی واقتصادی وسائل کو جی بھر کر لوٹا۔ آیت اللہ خمینیؒ کو اس صورتحال کا گہرا شعور تھا یہی سبب ہے کہ انہوں نے وحدت اسلامی کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دے کر زندگی بھر اس کے لیے اپنے عمل اور پیغام سے ٹھوس کوششیں کیں، اور آپ کی ان کوششوں کا ہی ثمرہ ہے کہ آج کئی اسلامی ممالک نے اپنے ظالم وجابر حکمرانوں یا ان کے مغربی آقاؤں کے خلاف آواز احتجاج بلند کرتے ہوئے اس ذہنی وسیاسی غلامی کا طوق اپنی گردن سے اتار پھینکا ہے کہ جس نے ان کی آزادانہ ترقی اور اسلامی اتحاد کی راہوں کو مسدود کر رکھا تھا۔ گزشتہ تقریباً ایک برس میں کئی مسلم ممالک میں رونما ہوئی سیاسی وسماجی تبدیلیاں اس کا ثبوت ہیں۔

ایران کے سابق وزیر خارجہ علی اکبر ولایتی نے گزشتہ برس ۲۳ر دسمبر کو نئی دلی میں ایک پریس کانفرنس میں مشرق وسطیٰ میں اٹھنے والی عوامی تحریکوں کو مغرب کے ذریعہ بہار عرب کہے جانے کو غلط قرار دیتے ہوئے اسے بہار اسلام کہے جانے پر زور دیا تھا۔ موصوف نے دلیل پیش کی کہ ہر جگہ اسلام پسندوں کو کامیابی مل رہی ہے۔

علی اکبر ولایتی اسلامی انقلاب کے موجودہ رہبر آیت اللہ علی خامنہ ای کے مشیر خاص ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ماہر سفارتکار اور عالمی سیاست پر گہری نظر رکھنے والے مفکر کے طور پر بھی جانے جاتے ہیں۔ مشرق وسطیٰ کی حالیہ عوامی تحریکوں کے تعلق سے پیش کی گئی ان کی مذکورہ رائے درحقیقت عالم اسلام میں بیداری کے نئے دور کی طرف اشارہ ہے۔ اگر ہم تیونس میں ایک معمولی میوہ فروش ریڑی والے کی خودسوزی سے شروع ہوئے عوامی مظاہروں کے نتائج پر نگاہ ڈالیں تو یہ واضح ہو جائے گا کہ ان کی کامیابی میں اسلام پسند طاقتوں نے سرگرم رول ادا کیا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ تیونس میں انتخابات کے بعد جو پارلیمنٹ منتخب ہوئی اس میں ملک کی ایک سرکردہ اسلام پسند پارٹی سب سے بڑی پارٹی کے طور پر ابھر کر سامنے آئی۔ تیونس کے بعد عوامی انقلاب کی اس لہر نے مصر کو اپنی گرفت میں لیا، جہاں برسوں سے مصروف جدوجہد اسلامی گروپ ،اخوان المسلمین ، کو نمایاں کامیابی ملی۔ لیبیا کے عوامی انقلاب کا ناٹو اور امریکہ نے حالانکہ اغوا کرنے کی کوشش کی اور اس کوشش کے نتیجے میں ہی وہاں حالات نے خانہ جنگی کا رخ اختیار کیا، لیکن اس کے باوجود معمر قذافی کے طویل اور آمرانہ دور اقتدار کو ختم کرنے اور اس کے بعد حالات کو قابو میں کرنے و امریکہ اور ناٹو کی سازشوں کے اثرات کو

کم کرنے میں اسلام پسند طاقتوں کے نمایاں رول کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔ بحرین وسعودی عرب کی حکومتوں نے فی الحال اسلامی بیداری کی اس لہر کو جبر وتشدد سے دبا دیا ہے، لیکن یہ مان لینا بہر حال غلط ہوگا کہ ان ممالک میں سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے اور قیام جمہوریت و اصلاحات کے نعرہ سے شروع ہوئی اسلامی بیداری کی اس تحریک کو بزور طاقت طویل عرصہ تک دبایا جا سکتا ہے۔

عام اسلام کو نئی طاقت اور توانائی فراہم کرنے والی بیداری کی اس لہر نے فلسطینی مجاہدین کے حوصلوں کو بھی گرما دیا ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج فلسطینی تحریک ایک نئے رنگ و روپ میں اور نئے حوصلوں کے ساتھ صہیونیت کی شیطانی چالوں کے مقابلہ پر سینہ سپر ہے اور حالیہ دنوں میں کئی اہم اور تاریخی کامیابیاں بھی اسے ملی ہیں۔ رہبر انقلاب اسلامی آیت اللہ روح اللہ خمینی ہمیشہ اس بات پر زور دیتے رہے کہ فلسطین کی نجات اور صہیونیت کے توسیع پسندانہ عزائم کے آگے بند باندھنے کا واحد راستہ مسلمانوں کی اسلام کی طرف بازگشت اور ان کا آپس میں اتحاد ہے۔ عظیم روحانی پیشوا کا یہ قول آج بھی فلسطینی مقصد سے ہمدردی رکھنے والوں اور اس کی سرگرم حمایت کرنے والوں میں بیحد مقبول ہے اور انہیں حوصلہ بخش رہا ہے کہ ” اگر تمام مسلمان متحد ہو کر صرف ایک ایک پانی کی بالٹی اسرائیل پر انڈیل دیں تو اسرائیل ایک عظیم سیلاب میں غرق ہو جائے گا۔“ حقیقت یہ ہے کہ تیونس کے عوامی انقلاب کی شکل میں پیدا ہوئے والی اسلامی بیداری کی لہر سے فلسطینی جدو جہد کے نئے منظر نامہ تک انقلاب اسلامی ایران کے بالواسطہ اثرات کا ایک اہم رول ہے۔ اس کے علاوہ رہبر انقلاب کی ہدایات کا جوان کے خطبات کی شکل میں موجود ہیں بڑا رول ہے۔

یہ بے سبب نہیں ہے کہ آج اسرائیل اور امریکہ مشرق وسطیٰ میں آئی تبدیلیوں کی ظاہری حمایت کے باوجود ان ممالک میں اسلام پسندوں کے بڑھتے ہوئے غلبہ سے خوفزدہ ہیں، یہ بھی بے سبب نہیں ہے کہ صہیونیت اور سامراجیت کے کارندوں اور اسکے زرخرید غلاموں کو ایران سے آج سب سے بڑا خطرہ نظر آ رہا ہے۔ امریکہ اور اسرائیل کی اس خوف کی نفسیات کا اگر وحدت اسلامی کے تناظر میں گہرائی سے جائزہ لیں تو یہ واضح ہو جائے گا کہ معاملہ کیا ہے۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں اور ثابت ہے کہ سامراجی طاقتوں کو ایران کے اسلامی انقلاب نے جو دراصل ایرانی عوام میں اسلامی بیداری کا نتیجہ تھا وہ زخم دیے کہ جو آج تک بھر نہیں سکے ہیں۔ یہ زخم امریکی زعم اور تکبر کی شکست اور اس خطہ میں ایران جیسے اہم ملک سے اس کی ذلت آمیز سفارتی سماجی ،سیاسی ونظریاتی بے

دخلی اور اس کی سامراجی چالوں کی ناکامی کی شکل میں اسے ملے۔

ماضی کے تلخ اور ذلت آمیز تجربوں کا یہ بھوت ابھی تک سامراجیت کے علمبردار کا پیچھا نہیں چھوڑ سکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عالم اسلام کی عصری بیداری نے صہیونیت اور سامراجیت کی نیند حرام کر دی ہے۔ ایران کے اسلامی انقلاب سے چوٹ کھائی طاقتیں اسلامی بیداری کی موجودہ لہر کو بھی اسی تناظر میں دیکھ رہی ہیں، اسی لئے وہ تشویش میں مبتلا ہیں اور ایران کو بھی گھیرنے کے بہانے تلاش کر رہی ہیں۔

معاملہ صرف امریکہ کا ہی نہیں ہے، بلکہ صہیونیت بھی اسلامی بیداری کی اس لہر سے لرزہ براندام ہے ۲۰۰۶ء کی جنگ میں حزب اللہ کا طمانچہ کھانے کے بعد حال ہی میں اسرائیل کو اپنے ایک فوجی کے بدلے ۱۰۰۰ سے زیادہ فلسطینی قیدیوں کی رہائی پر اگر رضا مند ہونا پڑا تو یہ اس کی فراخ دلی، وسیع القلبی یا مصالحتی پالیسی کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ حماس اور تمام فلسطینیوں کی اس اسلامی بیداری کا ہی کرشمہ تھا کہ جس نے انہیں متحد بھی کیا اور یہ حوصلہ بھی بخشا کہ وہ اسرائیل و امریکہ کے تمام تر دباؤ کے سامنے اس وقت تک ثابت قدم رہے جب تک کہ اس سے اپنے مطلوبہ قیدیوں کی رہائی کو یقینی نہ بنوا لیا۔ ہر چند کہ ۱۰۰۰ سے زائد فلسطینی قیدیوں کی رہائی کے باوجود اسرائیل کی شرانگیزیوں اور فتنہ پردازیوں کا سلسلہ تھما نہیں ہے اور اس میں خوف اور بوکھلاہٹ کے سبب شدت پیدا ہوئی ہے، مظلوم فلسطینیوں کی گرفتاری کا سلسلہ بھی بڑھا ہے لیکن جہاں تک فلسطین کا تعلق ہے تو اسے مذکورہ واقعہ نے ایک تاریخ ساز احساس فتحمندی سے دو چار کیا ہے اور یہ باور کرایا ہے کہ اس کی کامیابی کا انحصار اسلامی اتحاد کے اس جذبہ میں ہی پوشیدہ ہے جو کثرت و وحدت کے فرق پر بھی غالب آجاتا ہے۔ اہل فلسطین کے اس جذبہ کا مظاہرہ حال کے کئی واقعات میں ہوا ہے۔

اردن کے دارالحکومت عمان سے القدس کی جانب بین الاقوامی ملین مارچ کا اعلان اور غزہ میں حماس کے قیام کی ۲۴ویں سالگرہ کے موقع پر ساڑھے تین لاکھ افراد کے ذریعہ حماس کی ایک آواز پر اپنی جانیں قربان کر دینے کا عزم اپنے آپ میں ایک تاریخی واقعہ ہے۔ حال ہی میں عراق سے امریکی فوجوں کی واپسی کا اصل سبب بھی امریکہ کی دریا دلی نہیں بلکہ مشرقِ وسطیٰ میں اٹھنے والی عوامی اور اسلامی بیداری کی لہر کے وہ اثرات ہیں کہ جو شیاطین ملوکیت کو ہمیشہ خوفزدہ کرتے رہے ہیں۔ اردن کی راجدھانی عمان میں ۱۴؍دسمبر ۲۰۱۱ء کو ۳ برّاعظموں کے ۱۵؍ممالک نے ایک اجلاس میں فلسطینی تنظیموں

اورحقوق انسانی کے گروپوں کے تعاون سے مارچ ۲۰۱۲ء میں جس ''ملین مارچ'' کے انعقاد کا اعلان کیا ہے اسے مغربی میڈیا نے حالانکہ کم رنگ کرنے کی کوشش کی اور اسے ذرائع ابلاغ میں بہت زیادہ اہمیت نہیں دی گئی، لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ بیت المقدس کی بازیابی کے لئے یہ مارچ ایک اہم قدم ہوگا۔ بیت المقدس کے تعلق سے امت مسلمہ نے قیام اسرائیل کے بعد سے ہی جو کمزور رویہ اپنایا اس پر گفتگو یہاں غیرضروری اور لا حاصل ہے، لیکن اب تمام دنیا اور خصوصا مشرق وسطیٰ کے مسلمانوں میں یہ احساس مضبوط سے مضبوط تر ہو رہا ہے کہ قبلہ اوّل کو صہیونی پنجوں سے نجات دلانے کے لئے انہیں متحد ہوکر کاروائی کرنے کی ضرورت ہے۔ ملین مارچ کا اعلان اس احساس کو عملی شکل دینے کی ہی ایک کوشش ہے۔ مذکورہ اعلان کے مطابق آئندہ برس مارچ میں اردن کی راجدھانی عمان سے یہ مارچ القدس کی جانب روانہ ہوگا۔ جس میں ۳ براعظموں کے ۱۵ ممالک شرکت کریں گے۔ اس اجلاس کے اختتام پر جو بیان جاری کیا گیا ہے اسے نہ صرف بیت المقدس کی بازیابی کی سمت میں ایک اہم قدم قرار دیا جاسکتا ہے بلکہ یہ عالم اسلام کی بیداری کا بھی ثبوت ہے۔ اس بیان میں کہا گیا ہے کہ ''عالمی سطح پر مقبوضہ بیت المقدس میں اسرائیل کی نسل پرستی اور فلسطینیوں کی نسل کشی کے خلاف انتقام کے جذبات بڑھ رہے ہیں۔ عالمی برادری میں شامل کئی عرب اسلامی اور دیگر ممالک القدس میں اسرائیل کی یک طرفہ سرگرمیوں کو روکنے کے لئے ملین مارچ کے لئے تیار ہیں'' بیان کے مطابق ''فلسطین کی سرحد سے ملین مارچ آئندہ سال ۳۰/ مارچ کو بیت المقدس کی جانب روانہ ہو گا۔ ملین مارچ میں مختلف قافلے مصر، اردن، عمان اور شام کی حدود کی طرف سے روانہ ہونگے، جبکہ تین قافلے فلسطین کے اندر سے غزہ کی پٹی، مغربی کنارے اور شمالی فلسطین سے القدس کی طرف کوچ کریں گے۔ فلسطین کی سرحد پر لاکھوں کا یہ اجتماع عالمی برادری سے بیت المقدس کی آزادی کا مطالبہ کریگا۔'' ملین مارچ سے وابستہ فلسطینی اور حقوق انسانی کی تنظیمیں اس مارچ کو فلسطینی مقصد کے لئے اب تک کیے جانے والے مظاہروں کی تاریخ کا سب سے بڑا مظاہرہ بنانے کے لئے پرعزم ہیں۔

دوسری طرف فلسطین کی سرگرم تحریک مزاحمت، حماس کے ۲۴ ویں یوم تاسیس کے موقع پر غزہ کے مغرب میں بریگیڈ گراؤنڈ پر ساڑھے تین لاکھ فلسطینیوں کا عظیم احتجاج اس بات کا اعلان ہے کہ حالات بدل رہے ہیں اور مسلمان اتحاد کی اہمیت سمجھ رہے ہیں۔ مسلمانوں کی اس شعوری بیداری کا ہی نتیجہ ہے کہ آزادیٔ فلسطین کے تعلق سے الگ الگ حکمت عملی پر عمل پیرا 'الفتح' اور 'حماس' گروپ

ایک دوسرے کے قریب آئے ہیں برسوں سے آزادیٔ فلسطین کے لئے مصروف جدو جہد ان دونوں گروپوں کے ایک دوسرے سے ٹکراؤ نے صہیونی طاقتوں کو کتنا فائدہ پہنچایا اس کا ذکر یہاں لاحاصل ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ دونوں گروپوں کے اختلافات کو ہوا دینے میں خودصہیونی حکومت اور اس کی پشت پناہی کرنے والی امریکہ جیسی سامراجی طاقتوں کا اہم رول رہا ہے، لیکن اب دونوں گروپوں نے جس طرح ایک دوسرے کے قریب آنے کے اشارے دیے ہیں وہ ایک خوش آئند قدم ہے۔ 'الفتح' اور حماس میں مفاہمت کے اشارے ملنے کے بعد اسرائیل کی فکرمندی ہی اس اتحاد کی اہمیت کو واضح کر دیتی ہے۔ اس مفاہمت سے بوکھلائے ہوئے اسرائیل نے نام نہاد امن مذاکرات کو بھی ایک مرتبہ پھر معطل کر دیا ہے۔

بین الاقوامی سطح پر دیکھیں تو فلسطینیوں کے اس اتحاد اور عالم اسلام کی مسئلہ فلسطین پر بیداری کے مثبت نتائج نظر آرہے ہیں۔ امریکہ کی تمام تر مخالفت کے باوجود فلسطین کو 'یونیسکو' کی مکمل رُکنیت ملنا اور عالمی برادری کے ۱۱۶؍ممالک کے ذریعہ فلسطین کو تسلیم کیا جانا کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔ سلامتی کونسل کے ۱۵؍رکن ممالک میں سے امریکہ کو چھوڑ کر باقی ۱۴؍ممالک کے ذریعہ صہیونی حکومت کی حالیہ شرانگیزیوں اور مقبوضہ علاقوں میں جاری تعمیرات پر سخت تنقید کو بھی محض ایک معمولی کاروائی مان کر نظر انداز کر دینا غلط ہوگا۔ عالمی برادری کے ان اقدامات کی بین السطور عبارت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اس پیغام کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جو ان اقدامات کا سبب بنا اور وہ پیغام یہ ہے کہ اتحاد ہی تمام طاقت اور کامیابیوں کا سرچشمہ ہے۔ اس اتحاد کی پہلی اور سب سے اہم منزل امت مسلمہ میں اسلامی شعور کی بیداری ہے۔ یہ بیداری آج مبینہ عرب بہاریہ کی شکل میں نظر آرہی ہے، اور اس بیداری کی لہر نے صرف فلسطین یا عراق کو ہی اپنی گرفت میں نہیں لیا بلکہ پورے مشرق وسطیٰ میں اسے محسوس کیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ سامراجی طاقتوں کی حاشیہ بردار چند مسلم حکومتیں عوامی بیداری کے اس سیلاب پر بند باندھنے اور اس کا زور کم کرنے کے ہتھکنڈے اختیار کر رہی ہیں، لیکن مستقبل کی عبارت کو پڑھنے کا سیاسی شعور رکھنے والے آسانی سے اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایسی لا حاصل کوششیں کرنے والوں کو آج نہ سہی کل ذلت آمیز شکست اور ہزیمت سے دوچار ہونا پڑے گا۔

۲۲؍نومبر ۱۹۷۸ء کو لبنانی روزنامہ 'السفر' کو انٹرویو دیتے ہوئے امام خمینیؒ نے کہا تھا کہ ''عرب مسلمان بھائیوں کے لئے میرا پیغام یہ ہے کہ اپنے

اختلافات ختم کریں، دوسرے غیر عرب مسلمان بھائیوں سے مل جل کر رہیں، اسلام پر بھروسہ کریں، بے حساب مادی ذخائر اور سب سے اہم الٰہی اور معنوی ذخیرے یعنی اسلام کے ذریعہ آپ ایک ایسی طاقت بن کر اُبھر سکتے ہیں کہ ہرگز بڑی طاقتیں آپ پر مسلّط ہونے کا خیال نہ کرسکیں۔''[۴]

تقریباً ۳۳ سال قبل بلند کی گئی رہبر انقلاب کی اس آواز کی بازگشت کو مشرق وسطیٰ میں رونما ہونے والی 'بہار اسلام' میں محسوس کیا جا سکتا ہے۔ فلسطینی مقصد کے لئے جد وجہد کرنے والوں کی کوششوں اور باہم متحد ہونے اپنائی گئی حکمت عملیوں میں دیکھا جا سکتا ہے، اور اس کے ظاہر ہونے والے اثرات سے یہ اندازہ بھی لگایا جاسکتا ہے کہ سامراجی اور صہیونی طاقتوں کے خوفزدہ ہونے اور بوکھلانے کا سبب درحقیقت اسلامی بیداری کی یہ لہر ہی ہے جس کی ابتدا ایران کے اسلامی انقلاب سے ہوئی تھی۔

حوالے:

۱۔تبیان وحدت، صفحہ ۲۲۰

۲۔صحیفۂ نور، جلد۸، صفحہ ۲۳۰

۳۔صحیفۂ نور، جلد۱۹، صفحہ ۲۲۶

۴۔صحیفۂ نور، جلد ۳، صفحہ ۲۳۸

☆

اسلامی بیداری کی اہمیت

صفدر رضوی

اسلامی بیداری کی ضرورت ہر دور اور ہر عہد میں محسوس کی گئی اور اس زمانے میں موجود ذمہ داروں نے اس کام کو بخوبی انجام دیا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ لوگوں کو عظیم تحریک کی اہمیت اور اس کی حقیقی طاقت کا اندازہ ہوگیا ہے۔ چاہے اپنے ہوں یا غیر، انہیں معلوم ہے کہ اسلامی بیداری کے ذریعہ ایسے ایسے انقلاب لائے جاسکتے ہیں جس سے بگڑے ہوئے نظام کو درست کرنے میں کوئی دشواری نہ ہوگی۔ اسلامی بیداری کی طاقت کا جیتا جاگتا نمونہ امام خمینیؒ نے ایران میں پیش کیا جس کے ذریعے انہوں نے رضا شاہ پہلوی کی ایک ایسی طاقت کو اکھاڑ پھینکا جس کی جڑیں مضبوط ہوچکی تھیں۔

کسی بھی سماج یا ملک میں اسلامی بیداری اس وقت آسکتی ہے جب ایسے رہنما سامنے ہوں جو اسلام کو اچھی طرح جانتے ہوں، ائمہ کو اچھی طرح پہچانتے ہوں، قرآن کی آیتوں سے پوری طرح واقف ہوں، پیغمبر محمد مصطفیؐ کی تعلیمات سے آگاہ ہوں، اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے دماغ میں معصومینؑ کے دور میں پیش آنے والے تمام واقعات ہوں اور موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے انہوں نے کب اور کس طرح کا قدم اٹھایا، اس کی نزاکت کو سمجھتے ہوں۔

آج کے زمانے میں اسلامی بیداری کی سخت ضرورت ہے لیکن آج ایسا کام نہیں ہوپارہا ہے جس کی ضرورت ہے اس وجہ سے سماج بگڑ رہا ہے۔ ہر طرف افراتفری کا ماحول ہے۔ آج لوگوں میں اسلامی بیداری بہت کم ہے اسی لیے وہ اسلام کی گہرائیوں سے واقف نہیں ہیں۔ حالات یہاں تک پہنچ گئے ہیں کہ لوگ اماموں کی تعلیم سے دور ہیں۔ علمائے دین سے دوری اختیار کیے ہوئے ہیں۔ آج ایسا وقت ہے کہ جب ہر طرف سے یہ دعویٰ کیا جارہا ہے کہ اسلامی بیداری کے لئے بہت کام کیا جارہا ہے۔ لیکن اس کا کوئی نتیجہ سامنے نہیں آرہا ہے۔ بے شمار دولت خرچ ہونے کے باوجود سماج میں سدھار نہیں آرہا ہے جس کی ضرورت ہے۔

اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے آج سماج کو بگاڑنے کا جتنی تیزی سے کام ہورہا ہے اتنی تیزی سے اسلامی بیداری کے لئے کام نہیں ہورہاہے۔ شیطان ممالک کی کوشش یہ ہے کہ ان لوگوں کا

دھیان اسلام سے ہٹادیا جائے جو رہبر انقلاب امام خمینیؒ کے انقلاب کے بعد اسلام کی طرف مائل ہورہے تھے ۔ امام خمینیؒ کی طاقت کو جس ملک نے اچھی طرح پہچانا ہے اس کا نام امریکہ ہے۔ امریکہ کو یہ پتہ ہے کہ امام خمینیؒ کے ہاتھوں ایسے اسلام کا دامن ہے جسے معصومینؑ نے اپنی محنتوں اور خون سے سینچا ہے۔ پیغمبروں اور ائمہ نے تمام تکلیفوں کر برداشت کرنا گوارہ کیا لیکن ایک لمحہ کے لئے بھی اسلام میں ملاوٹ نہیں کی۔ اور کسی پر ظلم نہیں کیا۔ جہاں ظلم ہوتا ہے وہاں تلوار ہوتی ہے اور یہ تلوار بے خطا لوگوں پر چلتی ہے۔ اسلام کسی کو ظلم کی تعلیم نہیں دیتا۔

اسلامی بیداری کے لئے جو طریقہ پیغمبرؐ نے پیش کیا۔ جب تک اس طریقے سے کام نہیں کیا جائے گا تب تک لوگوں میں بیداری نہیں آسکتی۔ لوگوں میں بیداری کیلئے ضروری ہے کہ ان کے دل کو جیت لیا جائے۔ ایک بڑھیا جو پیغمبرؐ پر کوڑا پھینکتی تھی پیغمبرؐ کے اچھے اخلاق سے بڑھیا اپنے کیے پر شرمسار ہوئی تو اسے پیغمبرؐ کے سامنے جھک جانا پڑا ۔ اور اسلام کا کلمہ پڑھنے کیلئے خود بخود مجبور ہونا پڑا۔ پیغمبرؐ نے اسے دین اسلام کو قبول کرنے کیلئے مجبور نہیں کیا تھا بلکہ اس نے خود کہا کہ اے رسولؐ! مجھے کلمہ پڑھائیے۔ اس سے صاف واضح ہوجاتاہے کہ رسولؐ نے اس کے دل ودماغ کو اپنے عمل سے ایسا جھنجھوڑدیا تھا کہ وہ ظلم اور اندھیرے سے نکل کر اجالے کی طرف آنے کیلئے تڑپنے لگی اور اس کے اندر اسلامی بیداری آگئی۔

رسولؐ اور رسولؐ کے زمانے میں رونما ہونے والے حالات کا مطالعہ وتجزیہ کرلیا جائے تو انسان میں اسلامی بیداری خود بخود پیداہوجائے۔ اسلامی بیداری ان تمام چیزوں سے روکتی ہے جو لوگوں کو اسلام سے دور کرتی ہیں۔ آج لوگ دنیا کی طلب میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔ انہیں اس بات کا ذرا بھی خوف نہیں کہ یہ دنیاپرستی ان کے لئے ، ان کے سماج اور ان کی نسلوں کے لئے کس قدر مضر ہے۔ لیکن ہر آدمی دنیا کی چمک دمک کو حاصل کرنے کے لئے سب کچھ بھول جاتا ہے۔ اگر لوگوں کے سامنے جانشین رسولؐ حضرت علیؑ کی زندگی ہوتی تو شاید ان میں اسلامی بیداری ہوتی اور لوگ کم سے کم اتنا تو جانتے کہ مولا کی نظر میں دنیا کی اہمیت کیا ہے۔

حضرت علیؑ دنیا اور امور دنیا سے حد درجہ بیزار تھے۔ آپ نے دنیا کو مخاطب کرکے بار ہا کہا کہ ''اے دنیا غُرّی غیری'' جا کسی اور کو دھوکا دے میں نے تجھے طلاق بائن دی ہے۔ جس کے بعد رجوع کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ابن طلحہ شافعی لکھتے ہیں کہ ایک دن حضرت علیؑ نے جابر بن

عبد اللہ انصاری کو لمبی لمبی سانس لیتے ہوئے دیکھا تو پوچھا اے جابر کیا تمہاری ٹھنڈی سانس دنیا کیلئے ہے؟ عرض کی مولا ہے تو ایسا ہی۔ آپ نے فرمایا جابر سنو! انسان کی زندگی کا دارومدار سات چیزوں پر ہے۔ یہی ساتھ چیزیں وہ ہیں جن پر لذّتوں کا خاتمہ ہے جن کی تفصیل یہ ہے۔

ا۔ کھانے والی چیزیں۔ ۲۔ پینے والی چیزیں۔ ۳۔ پہننے والی چیزیں۔ ۴۔ لذّتِ نکاح والی چیزیں۔ ۵۔ سواری والی چیزیں۔ ۶ سونگھنے والی چیزیں۔ ۷ سننے والی چیزیں۔

اے جابر ان کی حقیقتوں پر غور کرو۔ کھانے میں بہترین چیز شہد ہے۔ یہ مکھی کا لعاب دہن ہے۔ پینے کی بہترین چیز پانی ہے۔ یہ زمین پر مارا مارا پھرتا ہے۔ پہننے کی بہترین چیز دیباج ہے یہ کیڑے کا لعاب ہے۔ بہترین منکوحات عورت ہے جس کی حد یہ ہے کہ پیشاب کا مقام پیشاب کے مقام میں ہوتا ہے۔ دنیا اس کی جس چیز کو اچھی نگاہ سے دیکھتی ہے وہ وہی ہے جو اس کے جسم کی سب سے گندی شئی ہے۔ اور بہترین سواری گھوڑا ہے جو قتل وقتال کا مرکزی وسیلہ ہے۔ بہترین سونگھنے کی چیز مشک ہے جو جانور کے ناف کا سوکھا ہوا خون ہے۔ بہترین سننے کی چیز غنا ہے جو انتہائی گناہ ہے۔ اے جابر ایسی چیز کیلئے آخر ٹھنڈی سانس کیوں لی جائے۔ جابر کہتے ہیں کہ اس ارشاد کے بعد میں نے کبھی دنیا کا خیال نہیں کیا۔[1]

حضرت علیؑ نے بتادیا کہ دنیا کو حاصل کرنے والا کتنے گھاٹے میں ہے۔ یہی دنیا لوگوں کو اللہ سے دور کرتی ہے۔ جو اللہ سے دور ہوگیا اس کی آخرت اچھی ہو یہ ممکن نہیں۔ تمام نبیوں اور اماموں نے یہی کہا کہ دنیا میں ایسی زندگی جیو، جس سے آخرت سنور جائے۔ اگر ہر آدمی میں ایسی زندگی جینے کا جذبہ آجائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان میں اسلامی بیداری آچکی ہے۔ یہی بیداری انسان کو اللہ کی معرفت تک پہونچاتی ہے۔ جسے بھی اللہ کی معرفت حاصل ہوجائے وہ اپنے آپ اس سے متصل تمام کڑیوں سے جڑ جائے گا۔ اللہ کی معرفت کا مطلب ہے اللہ کو جاننا۔ پہچانا اور اس کے رحم وکرم سے واقف ہونا۔ اگر انسان میں صرف اتنی بیداری آجائے کہ وہ جو عمل کررہا ہے اسے اللہ دیکھ رہا ہے تو سمجھئے کہ اس میں اسلامی بیداری ہے۔ اللہ کی یہی معرفت اسے ان اعمال سے روک دے گی جو اسلام کے خلاف ہیں اور اللہ نے اپنے نبیوں اور اماموں کے ذریعے جس عمل کو کرنے کیلئے کہا ہے وہ کرنے لگے گا۔

امام جعفر صادقؑ سے منقول [2] ہے کہ ایک شخص نے حضرت سے عرض کیا کہ مجھے خدا کی اس طرح پہچان کرائیں کہ گویا میں خدا کو دیکھ رہاہوں حضرت نے اس سے سوال کیا کہ آیا کبھی تم نے

سمندر میں سفر کیا ہے۔ اس نے کہا جی ہاں۔ امام نے فرمایا ایسا بھی ہوا ہے کہ تمہاری کشتی سمندر میں ٹوٹ گئی ہو، کہا: جی ہاں اتفاق سے ایک سفر کے دوران اس طرح کا واقعہ پیش آیا ہے۔ فرمایا ایسی منزل بھی آئی کہ تمہاری امیدیں سب طرف سے قطع ہوگئی ہوں اور تم نے خود کو موت کے سامنے کھڑا پایا ہو۔ کہا جی ہاں یہ بھی ہوا ہے۔ فرمایا، کیا اس وقت نجات کی کوئی امید باقی تھی، کہا: جی ہاں۔ فرمایا: اس وقت جبکہ کوئی ذریعہ تمہاری نجات کا نہ تھا تمہاری امیدیں کس سے وابستہ تھیں؟ وہ شخص متوجہ ہوگیا کہ اس عالم میں گویا اس کے دل کا کسی ذات سے اس حدتک رابطہ قائم تھا کہ گویا اس کو دیکھ رہا ہے۔ یہ وہی کیفیت ہے جس کے لئے ہم نے عرض کیا کہ کبھی کبھی اضطراری طور پر انسان کی توجہ دنیا ومافیہا سے قطع ہوجاتی ہے اور انسان پر وہ حالت طاری ہوجاتی ہے کہ وہ خدا سے اپنے قلبی رابطے کو محسوس کرتا ہے۔ انسان یہ کام اپنے اختیار کے ساتھ بھی انجام دے سکتا ہے اور یہ امر اہمیت رکھتا ہے یعنی وہ سیر وسلوک جو ادیان حق میں قبولیت کا درجہ رکھتا ہے۔ اگر انسان خود کو اس صورت حال کا عادی بنالے تو اس منزل پر پہونچ جاتا ہے جس کے لئے امیر المومنینؑ نے فرمایا:

''ماکنت اعبد ربّاً لم اره'' میں اس خدا کی عبادت نہیں کرتا جس کو دیکھا نہیں ہے۔[۳]

حضرت علیؑ کے اس ارشاد سے صاف واضح ہے کہ لوگوں کو اللہ کی معرفت ہونی چاہئے۔ جب انہیں اللہ کی صحیح معرفت ہوگی تو وہ اللہ کے پسندیدہ دین کی تلاش میں نکلیں گے۔ ایسے میں کلام خدا قرآن مجید آواز دے گا انّ الدّین عند اللّٰہ الاِسلام اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے۔[۴]

جن لوگوں کے دلوں میں اللہ اور اس کے ائمہ اور اس کے قانون کی معرفت نہیں ان کے دلوں میں اسلامی بیداری کی شمع کبھی روشن نہیں ہوسکتی۔

کربلا کے میدان میں ایسے ہی لوگ جمع ہوئے تھے جنہوں نے امام حسینؑ کو گھیرنے، اذیت دینے اور یہاں تک کہ انہیں قتل کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی۔ اگر ان میں اسلامی بیداری رہی ہوتی تو کیا وہ ایسا عمل کرتے؟ وہ بھی اس وقت جب امام حسینؑ بار بار خطبہ دے کر لوگوں کو بتا رہے تھے کہ وہ کون ہیں۔ ان کے نانا رسولؐ خدا ہیں۔ ان کی ماں فاطمہ زہراؑ ہیں۔ ان کے بابا حضرت علیؑ ہیں ان کے بھائی امام حسنؑ ہیں۔ رسولؐ نے ان کے لئے کہا کہ'' حسین منّی و انا من الحسینؑ '' رسولؐ نے ان کے لئے یہ بھی کہا کہ'' جس نے حسینؑ کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت

دی‘‘۔ ظاہر سی بات ہے کہ ان میں اسلامی بیداری نہیں تھی۔ امام حسینؑ نے یہ بھی بتادیا کہ لوگوں کے ضمیر مردہ کیوں ہوگئے ہیں۔ ان میں اسلامی بیداری کیوں نہیں پائی جاتی ہے کیونکہ ان کے شکم میں حرام کی غذا سے بھرے ہوئے ہیں اور حرام غذا سے ان کی رگوں میں بنا ہوا خون ہے۔

امام حسینؑ کے اس خطبے سے صاف واضح ہوجاتا ہے کہ حرام کی غذا اسلامی بیداری کے لئے کس قدر نقصان دہ ہے۔ اسلام کے خلاف کل جو کام یزید اور اس کے باپ دادا نے کیا تھا آج وہی کام امریکہ، اسرائیل اور اس کے ہم شریک ملک جو اسلام دشمن ہیں، کررہے ہیں۔ اس لئے آج بھی لوگوں میں اسلامی بیداری کے نام پر کیے جارہے کام کا اثر نہیں ہورہا ہے۔ ایک طرف شیطان اکبر امریکہ اور اس کے ساتھیوں کی دولت اسلام کے خلاف لٹ رہی ہے تو دوسری طرف تنہا ایران حلال رقم سے اسلامی بیداری کے لئے کام کرتا نظر آرہا ہے۔ چونکہ ایران کی نیت اور مقصد صحیح ہے اس لیے اس کی محنت برباد نہیں ہورہی ہے۔ آیت اللہ خمینیؒ نے ایران کے عوام کو اتنا زیادہ بیدار کردیا ہے کہ ان کے انتقال کے بیسوں سال بعد آج بھی ایران میں اسلامی بیداری دکھائی دے رہی ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ایران دوسرے ملکوں میں بھی اسلامی بیداری کے لیے کام کررہا ہے۔ آیت اللہ خمینیؒ نے اسلامی بیداری کا جو خاکہ کھینچا تھا آج بھی اس پر عمل ہورہا ہے۔ آیت اللہ خامنہ ای کو اس لئے مبارکباد دینا چاہیئے کہ انہوں نے امریکہ کے رہنماؤں کی لاکھ کوششوں کے باوجود امریکہ سے دوستی نہیں کی بلکہ امریکہ کو شیطان اکبر ہی سمجھا۔ آیت اللہ خمینیؒ نے اپنی وصیت میں امریکہ سے دور رہنے کی ہدایت کی ہے۔ اس ہدایت پر عمل کرکے ایران اور اس کے رہنماؤں نے یہ بتادیا کہ ان میں اسلامی بیداری ہے۔ امریکہ کے خلاف ایران کے صدر احمدی نژاد کا بے باک بیان اس بات کا جیتا جاگتا ثبوت ہے کہ آج بھی ایران میں آیت اللہ خمینیؒ کی روشن کی ہوئی اسلامی بیداری کی شمع روشنی دے رہی ہے۔

بہرحال اسلامی بیداری کے ذریعے ہی لوگوں میں انسانیت باقی رکھی جاسکتی ہے۔ جب تک انسانیت قائم رہے گی۔ تب تک لوگوں کو ظلم سے بچایا جاسکتا ہے۔ اسلامی بیداری ہی وہ طاقت ہے جس کے ذریعے انقلاب برپا کیا جاسکتا ہے اور بڑی سے بڑی طاقت کو پست کیا جاسکتا ہے چاہے وہ امریکہ جیسی طاقت کیوں نہ ہو۔ آیت اللہ خمینی کے بعد اسلام کے ایک سچے رہنما سید حسن نصر اللہ نے امریکہ اور اسرائیل کی تمام کوششوں کو مٹی میں ملادیا۔ نصر اللہ نے خود اپنی تقریر میں کہا کہ ۲۰۰۶ء میں

ہوئی جنگ میں لبنان کی کامیابی کیلئے نہ کوئی ہتھیار نہ کوئی فوجی حکمت عملی کا وجود تھا لیکن مزاحمت تحریک دشمن سے نہ ڈرنے والے اور میدان جنگ سے نہ بھاگنے والے مجاہدین کی برکت سے اس جنگ میں کامیابی ملی۔ اگر لوگوں میں اسلامی بیداری نہ ہوتی تو وہ میدان جنگ میں ڈٹے رہنے کا نمونہ پیش نہیں کرتے۔

حوالے:

۱۔مطالب السؤول۔ص ۱۹۱

۲۔توحید صدوق ،مطبوعہ تہران، ناشر مکتبہ صدوق ۱۳۸۷ھ ص ۲۱۳

۳۔اصول کافی ، جلد اوّل ،ص ۹۸

۴۔سورۂ آل عمران، آیت ۱۱۹

☆

انقلاب ایران اور اسلامی بیداری

مولانا علی حیدر غازی قمی

تاریخ انسانیت شاہد ہے کہ جب بھی انسانوں کی بستیوں پرظلم وستم، استبداد، دہشت گردی حق تلفی، ناانصافی، بربریت، بے حیائی، بے غیرتی، بےشرمی، بے عدالتی، اورظلم وجور کا راج ہوا ہے تو انسانی ضمیرضرور جاگا ہے جس نے انسان کو انقلاب، قیام، اورتحریک برپا کرنے پرخوب ابھارا ہے اس کی طرف تحریص وترغیب دی ہے اور انقلاب کے متوالوں کو احقاق حق کے لئے دار ورسن چومنے پر آمادہ کیا۔ اپنے خون سے ہولی کھیلنے کی ہر ظالم و جابر حاکم کو دعوت دی، کیونکہ کوئی بھی انقلاب، قیام اورتحریک بغیر قربانی کے قطعاً کامیاب نہیں ہوئی ہے چنانچہ ۱۱رفروری ۱۹۷۹ء کو ایران اسلامی انقلاب بھی ہزاروں قربانیوں کے بعد ہی کامیابی سے ہمکنار ہوا ہے۔

ایران کا سلامی انقلاب امام خمینیؒ کے بقول ''تلوار پر خون کی فتح تھی''اور یہ ایک ایسی کامیابی تھی جس نے مشرق ومغرب کے سیاسی ایوانوں میں زلزلہ پیدا کردیا، جس نے ہر بڑی طاقت کو ہلاکر رکھ دیا۔ لہذا اس اسلامی انقلاب کو بدنام کرنے اور ناکام ثابت کرنے کے لئے استعمار اور استکبار نے ایڑی چوٹی کا زور لگادیا تاکہ یہ اسلامی انقلاب چند ماہ وسال سے زیادہ نہ رہ سکے، مگر

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

دنیاوالوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ عالم استکبار اور استعمار نے ملکر سازشیں رچیں، پروپگنڈے کیے، بے بنیاد، بے ہودہ الزامات لگائے۔ پڑوسی حکومتوں کو ڈرایا، ان کے دل میں خوف بٹھایا اور اب تک انہیں یہ باور کرایا جارہا ہے کہ ایران تم پر قبضہ کرنا چاہتا ہے حتیٰ کہ یہ الزام بھی عائد کیا گیا کہ ایران اسرائیل سے فوجی مدد حاصل کررہا ہے اور'' نعوذ باللہ'' ایرانی علماء کرام صہیونیوں کے آلہ کار ہیں لیکن رہبرعظیم الشان حضرت امام خمینیؒ کے خمس جیسی خالص مذہبی رقم کو فلسطینی مجاہدوں کی مدد کے لئے خرچ کرنے کے اس فتوے نے انقلاب اسلامی کو بدنام کرنے والوں کی ساری کوششوں پر پانی پھیردیا۔

آج ایران امریکہ اور یورپ کی کسی دھمکی کو بھی خاطر میں نہیں لارہا ہے کیونکہ امام خمینیؒ نے ایران میں جس انقلاب کی بنیاد رکھی وہ درحقیقت اسلامی ضابطۂ حیات اور عظمت ووقار کا نقیب تھا، اس میں روحانیت ومعنونیت کو یوں کوٹ کوٹ کر بھرا گیا ہے کہ آج دنیا میں مسلمانوں پر جہاں کہیں بھی زیادتی دکھائی دیتی ہے سب سے پہلے ایرانیوں کو تکلیف پہونچتی ہے اور حکومت فوراً اس ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کو اپنا فرض اسلامی تسلیم کرتی ہے اور اس اسلامی انقلاب سے دنیا کے تمام اسلام پسند افراد کو بے پناہ حوصلہ ملا ہے اور ان میں جرأت وہمت پیدا ہوئی ہے۔

اسلامی بیداری یعنی نظام اسلام اور قوانین اسلام کی پیروی پاسداری، اسلام ۲ درحقیقت صلح وآشتی اور امن وسلامتی کا دین ہے، ایسا محکم اور پائیدار نظام کہ جس میں ہر فرد بشر کے حقوق محفوظ ہیں، اس میں جینے کا سلیقہ، مرنے کے آداب، ہمسایوں کا خیال، دوست واحباب کے ساتھ نیک سلوک اور والدین، بھائی بہن، چچا پھوپھی، خالہ، ماموں ودیگر خاندان والوں کے ساتھ زندگی گذارنے کے اصول مرتب اور معین ہیں۔

مغربی اور یورپی دانشمندوں نے جب اسلام کا گہرائی اور گیرائی سے مطالعہ کیا تو ان لوگوں پر اسلام کی فضیلت واضح ہوگئی اور یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ اگر روکا نہ گیا تو آنے والے وقت میں دنیائے بشریت پر اسلام کا بول بالا ہوگا۔ کیوں کہ اسلام میں انسانی ضرورتوں، عصری تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے وہ فکری سازوسامان موجود ہے جس کی روشنی میں درپیش ہر مسئلہ کا حل تلاش کیا جاسکتا ہے۔ واضح رہے کہ اسلام کے علاوہ کسی دوسرے فکری نظام میں ایسے سازوسامان کی موجودگی کا تصور بھی ناممکن ہے کیونکہ خداوند عالم کے نزدیک دین تو بس اسلام ہے۔ ۳

آج استعمار اور استکبار نے اسلام دشمنی پر ایسی کمر باندھی ہے کہ وہ آنکھ بند کر کے اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت کررہا ہے، انہیں تباہ وبرباد کرنے کے لئے مکروفریب کے نت نئے نئے جال بُن رہا ہے تاکہ جتنی جلدی ممکن ہو صفحۂ ہستی سے حقیقی اسلام محمدی کا نام ونشان مٹ جائے اور اگر بفرض محال نام نہاد مسلمان باقی بھی رہ جائیں تو انہیں حقیقی اسلامی سرمایہ سے دور رکھا جائے۔

اسلام اور مسلمانوں کی نابودی کے لئے استکبار واستعمار نے کیا کیا حربے اور کیسی کیسی چالیں چلی ہیں ان سب کا احاطہ اور ذکر مقصود نہیں ہے بلکہ مشتی از خرواری کے طور پر آپ ملاحظہ فرماسکتے ہیں کہ امریکہ اور اسرائیل نے دہشت گردی کو جنم دیا، اسے پالا پوسا، جوان کیا، اس کے خدوخال

تراشے، اس کا مطلوبہ حلیہ تیار کیا اور اسامہ بن لادن کے نام سے دنیا کے سامنے اس کا نمونہ پیش کردیا صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اسامہ بن لادن اور طالبان کو اتنا قد آور بنا دیا کہ وہ مشرقی بڑی طاقت یعنی روسی حملہ آوروں کو افغانستان سے باہر نکالنے میں ہی نہیں بلکہ طالبانی حکومت واقتدار قائم کرنے میں بھی کامیاب ہوگئے اور امریکہ نے طالبانی حکومت کو تسلیم کرنے میں سبقت بھی حاصل کی لیکن یہ سب کچھ ایک بڑے اسلام دشمن منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کیا گیا تھا اور امریکی تجارتی عمارت پر خوفناک وانسانیت سوز دھماکوں کے لئے بن لادن اور طالبانی جماعت کو ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے بن لادن کی تلاش کے بہانے پاکستانی اور افغانی مسلمانوں کے قتل عام کا سلسلہ شروع کردیا گیا جو آج بھی جاری ہے۔ اب اس بات کو حسن اتفاق کہا جائے یا سامراجی منصوبہ بندی، کہ اس دھماکے میں کسی یہودی کو معمولی چوٹ تک نہیں آئی کیونکہ اس دن سارے یہودی کارکن چھٹی پر رہے جس سے ظاہر ہوتا ہے جو کچھ ہورہا تھا وہ یہودیوں کے ایما اور ان کے چشم وابرو کے اشارے پر۔

اس عظیم نقصان کی تلافی کے لئے اسامہ کو پکڑنا ضروری تھا تاکہ سزادی جاسکے مگر جن کے پاس جدید ٹیکنالوجی کے سارے سازوسامان موجود تھے، جن کی مشین گھر بیٹھے انہیں سات پردوں، سات سمندروں کی اطلاع اور تصویر کھینچ کر دینے پر قادر ہوں وہ اسامہ کو کئی برسوں تک ڈھونڈنے میں ناکام رہے۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں؟ پھر اسی بہانے افغانستان اور پاکستان کے بے گناہ مسلمانوں کا دل کھول کر قتل عام ہوتا رہا اور انسانی حقوق کے طرفدار اپنے اپنے گھروں میں محوخواب رہے۔ ان کی نظر میں مسلمانوں کی اہمیت ایک عام آدمی کے برابر بھی نہ رہ گئی۔ مسلمانوں کے وحشیانہ قتل عام کے ساتھ ہی ساتھ عالمی سطح پر اسلام کی رسوائی کا بھی بھرپور اہتمام کیا گیا چنانچہ سلمان رشدی کو آزادیٔ بیان کی آڑ میں ہر قسم کا تحفظ فراہم کرنا اور مسلمان عورتوں کو ۷۰/۷۰ مردوں سے جسمانی تعلقات بنانے کا مشورہ دینے والی تسلیمہ نسرین کی تعریف وتوصیف یہ سب استعمار واستکبار کے وہ ہتھکنڈے ہیں جن کو اس نے نہایت پلاننگ کے ساتھ استعمال کیا ہے تاکہ اسلام اور مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہونچ سکے۔

طالبانی لباس وداڑھی کو اسلام اور مسلمانوں کی رسوائی کے لئے استعمال کیا جانے لگا۔ اسلامی مقدسات کی بے احترامی کا بازار گرم ہوگیا تاکہ دنیا بھر کے مسلمانوں میں اضطراب وبے چینی پیدا ہوجائے اور وہ فرقہ وارانہ فسادات میں لگ جائیں جس کے ذریعہ دنیا والوں کو اسلام کی طرف

سے بدظن کردیا جائے حالانکہ یہودیوں اور عیسائیوں کے یہاں بھی لمبی لمبی داڑھیوں کی روایت موجود ہے۔ نامور مفکرین، مختلف علوم وفنون کے ماہرین پیرومرشد اور سادھوسنتوں کے چہروں پر بھی داڑھی دکھائی دیتی ہے جن کی زندگی کا مقصد ہی خدمت خلق رہا ہے لیکن سامراجی مکروفریب نے آج داڑھی کو دہشت گردی کی علامت بنادیا ہے۔ مختصر لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسلام محمدی کی طرف مائل مسلمان نوجوانوں کی حوصلہ شکنی کے ذریعہ ایسے اسلامی واقعات کی عمداً پردہ پوشی کی جارہی ہے جس سے اسلام اور مسلمانوں کی عظمت کی جھلک محسوس کی جاسکتی ہے۔

آج سب جانتے ہیں کہ عالم اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کیا کیا چالیں اور شازشیں رچی جارہی ہیں مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہ سب کیوں ہورہا ہے اور اس کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے اور وہ کون ہے جو اسلام دشمنی پر کمربستہ اور مسلمانوں سے برسرپیکار ہے اور کیوں؟ اس کی چند وجوہات ہیں پہلی وجہ تو یہ ہے کہ عرب کے یہودیوں نے اسلام سے جو خیبر میں شکست کھائی ہے وہ تاریخ اسلام کا ایک جزو ولاینفک بن چکا ہے جو کبھی اسلام کی تاریخ سے جدا نہیں ہوسکتا جب تک اس روی زمین پر اسلام اور مسلمان زندہ اور سلامت ہیں تاریخ خیبر بھی زندہ وپائندہ رہے گی اور رہتی دنیا تک جنگ خیبر کی شکست کا زخم تمام یہودیوں کے لئے کسی ناسور سے کم نہیں رہے گا۔

یہودیوں نے اس خیبر کی شکست کو قصہ پارینہ بنانے اور اس کی تاریخی حیثیت کم کرنے کے لئے ایک منصوبہ بنایا تاکہ مسلمان آہستہ آہستہ اس کو فراموش کردیں چنانچہ انہوں نے سعودی حکمرانوں کو یہ بات سمجھائی اور بتائی کہ خیبر کا علاقہ فوجی چھاونی کے لئے بہت اچھا، موزوں، اور مناسب ہے لہٰذا سعودیوں نے اس اسلامی علاقہ کو فوجی علاقہ بناڈالا۔ یہودی حکمرانوں، کی حکمت عملی اس میں یہ تھی کہ جب مسلمان اس علاقہ میں آئیں گے خیبر کے ساتوں قلعوں کی تاریخ انہیں یاد آئے گی رسولؐ اور مجاہدین اسلام خصوصاً مولاعلیؑ کے کارناموں کا ذکر ہوگا جس سے مسلمانوں میں جرأت، ہمت،حوصلہ، استقامت، پائیداری، اور جذبہ ایمانی بیدار ہوگا اپنوں کی یاد آئے گی یہودیوں سے نفرت بڑھے گی اور یوں قوم یہود سے مسلمان ہوشیار ہوجائے گا اس کے جالوں اور ہتھکنڈوں کو سمجھے گا اور آج کا تقابل جب کل سے کرے گا تو ہر مسلمان یہودیوں سے نالاں نظر آئے گا لہٰذا ایسا کچھ سرزمین حجاز پر کردیا جائے کہ پچھلی تاریخ عملی طور پر مجسم نہ ہوپائے چنانچہ آج اس علاقہ میں غیرملکی مسلمان کا داخلہ تو دور کی بات ہے خود اپنے ملک کا عام مسلمان بھی یہاں جانے کی فکر نہیں کرتا جبکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا

کہ اس علاقہ کو میدان احد کی طرح زیارت گاہ بنایا جاتا، اس پر اہم تاریخی واقعات کے نشان اور اشارے معین کئے جاتے مثلاً یہ پہلا قلعہ، یہ دوسرا قلعہ، یہ تیسرا قلعہ۔ یہ خیبر کا صدر دروازہ جو سونے، چاندی، پیتل، فولاد لکڑی پتھر وغیرہ سے بنا ہوا تھا جس کو مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام نے قوت ربانیہ سے اکھاڑ پھینکا تھا وغیرہ کیونکہ اس طرح کی نشاندہی سے مسلمانوں میں شجاعت بڑھتی اور یہودیوں سے ہر آن خم ٹھونک کر لڑنے اور اس قوم کو شکست دینے کے جذبات مسلمانوں میں ابھرتے کیونکہ غازیان اسلام خصوصاً مولا علیؑ نے ان کے ساتھوں کا کام تمام کردیا ان کے بزرگوں کو قتل کیا، ان کے بہادر، سورماؤں کے پتّے پانی کیے۔ ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا، ان کے بزرگوں کو خون کے آنسو رُلایا، ان کی جملہ اسلامک مال غنیمت بنی اور مسلمانون میں تقسیم ہوئی۔

آج بھی میرٹھ شہر میں جو دہلی سے تقریباً ۶۰/۶۵ کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے پاکستان اور ہندوستان کی جنگ میں ہاتھ آئے خیبر نامی ٹینک کو بیگم پل کے بعد مظفر نگر کی طرف جاتے ہوئے ایک چوراہے پر بڑا سجا، سنوار کر رکھا ہوا ہے، جسے دیکھ کر ہر محبّ وطن ہندوستانی کے دل میں فخر کی کیفیت پیدا ہوتی ہے فوج اور ملک سے پیار بڑھتا ہے لہٰذا یہودیوں نے اسی چیز کو ختم کرنے کے لئے خیبر کے علاقہ کو ممنوعہ قرار دلا دیا۔

خیبر کا علاقہ چونکہ مسلمانوں میں بیداری اور تحول کا سبب تھا لہٰذا یہودیوں نے سعودیوں سے اس علاقہ کو سرے ہی سے بند کروادیا تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

دوسری اہم وجہ یہ ہے کہ ایران کا اسلامی انقلاب نہ فقط کامیاب وکامران ہوا بلکہ نہایت استحکام کے ساتھ ہر میدان میں حیرت انگیز ترقی کررہا ہے اور اپنی شناخت اور تشخیص کے ساتھ تمام عالم کو دعوت فکر و بیداری دے رہا ہے اور لوگ جوق درجوق ایران اور اسلام کے تئیں سنجیدگی سے مطالعہ کرنے لگے ہیں جس سے یہودی عیسائی بلکہ ہر سامراج بوکھلایا ہوا ہے اور اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ وہ کیا کرے اور اس کا توڑ کیا پیش کرے تاکہ دنیا میں اسلامی بیداری رک جائے اور ختم ہوجائے مگر ’’پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا‘‘۔

درحقیقت الٰہی ’انسانی اقدار کا محافظ یہ انقلاب رکنے والا نہیں۔ ایران پر ہر طرح کی پابندیاں عائد کرنا اسلام کی مقبولیت اور اسلامی بیداری کی وسعت کی وجہ سے عالمی ساراج پر طاری بوکھلاہٹ کا ایک حصہ ہے جبکہ ایران کو کسی سے کچھ لینا دینا نہیں ہے۔ وہ تو اپنے ملک اور دنیا بھر کے مسلمانوں

کے مستقبل کے بارے میں فکر مند رہتا ہے۔ ان کی ترقی وتعمیر کی بات کرتا ہے ظلم کے خلاف آواز بلند کرنا اپنا اسلامی فریضہ سمجھتا ہے چنانچہ جب یورپ اور امریکہ نے بین الاقوامی اصول وقوانین کی اعلانیہ خلاف ورزی کرتے ہوئے ایران پر پابندیاں لگانے اور فوجی کارروائی جیسی نامعقول دھمکی دینے کا سلسلہ شروع کیا تو رہبر معظم حضرت آیت اللہ العظمیٰ السید علی خامنہ ای مدظلہ العالی نے اپنے اس نہایت جامع اور موثر جملے سے یہودیوں کے ہواس باختہ کردیئے "دشمن یاد رکھے کہ ایران آج شعب ابی طالب میں نہیں بلکہ خیبر والی حیثیت میں ہے؎ " یہ خیبر کا جملہ بڑی معنویت گہرائی اور گیرائی کا حامل ہے جس کی وضاحت کے لئے ایک الگ مضمون اور مقالہ درکار ہوگا۔

عصر حاضر میں ایران کے اسلامی انقلاب نے پوری دنیا میں غیر معمولی بیداری کی فضا پیدا کردی ہے خصوصاً پورے جزیزۃ العرب میں اسلامی بیداری کی ایسی لہر دکھائی دیتی ہے جس نے سامراج غلام عناصر کو عالمی سطح پر لرزہ بر اندام کردیا ہے اور مختلف ملکوں کے مطلق العنان حکمرانوں کو نابودی سے ہمکنار کردیا ہے۔ بحرین، مراقش، ٹیونیشیاء لیبیا مصر، یمن،اور سعودی عرب کے قطب علاقوں میں انقلابی مسلمانوں کے مظاہروں نے اسلام دشمن طاقتوں کی نیند حرام کردی ہے۔ ان مظاہروں میں فقط اسلامی نعرے ہی نہیں بلکہ گہری اسلامی فکرو تحریک کارفرما ہے جس کو نگاہ میں رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ مشرق وسطیٰ میں اسلامی بیداری کی لہر اسرائیل کی نابودی کا پیش خیمہ ہے۔ شاید اسی حقیقت کو نگاہ میں رکھتے ہوئے رہبر معظم آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے اپنے ایک بیان میں ارشاد فرمایا ہے کہ "اس وقت عرب علاقوں میں جاری اسلامی بیداری کی لہر سے صہیونی حکومت کمزور ہوئی ہے۔"؎

پورا عالم استکبار واستعمار اور پوری دنیای سامراج حقیقی اسلام سے خائف ہے کیونکہ حقیقی اسلام مسلمانوں کو اپنے حقوق کی بازیابی ، آزادی ، اور ظلم کے خلاف آواز بلند کرنے کی طرف فقط متوجہ ہی نہیں کرتا بلکہ حق وصداقت کے متوالوں کو ہر ظالم وجابر سے نبرد آزمائی کا حوصلہ عطا کرتا ، اور شہادت پر ابھارتا ہے اسرائیل پر تو اب ایسی بوکھلاہٹ طاری ہوئی ہے کہ وہ کسی پاگل کتےّ کی طرح کبھی ایران پر بھونکتا ہے تو کبھی شام پر، کبھی لبنان پر غراتا ہے تو کبھی غزہ پر حملہ کردیتا ہے مگر اب اسلام پسند عوام میں اسلامی بیداری پیدا ہوچکی ہے اور وہ ہر پاگل کتےّ پر اپنی نظریں جمائے ہوئے ہیں خصوصاً اس (اسرائیل) کتےّ کی جملہ حرکات وسکنات پر گہری نظریں رکھے ہوئے ہیں اور موقع کی تلاش میں ہیں

کہ اسے کسی نہ کسی طرح جلد ٹھکانے لگادیں تا کہ یہ پھر کسی فلسطینی مسلمان پر نہ بھونکے اور نہ کاٹے اور نہ غزّہ کے معصوم بے گناہ انسانوں کا جینا حرام کرے۔

خدا کرے کہ اسلامی بیداری کے نتیجے میں وہ وقت جلد از جلد آجائے جب یہ غاصب اسرائیل اپنا بوریہ بستر لیکر جہاں سے آیا تھا وہیں چلا جائے یا پھر نیستی ونابودی کی ایسی دلدل میں پھنس جائے کہ وہ جتنا باہر نکلنے کی کوشش کرے اتنا ہی اس میں دھنستا چلا جائے ،اور ایسا لگتا ہے کہ وہ وقت اس کے لئے بہت زیادہ قریب آچکا ہے۔

آج ایران پر یورپ اور امریکہ کا غیر معمولی دباؤ ان کی مہلک پابندیاں بھی اسی وجہ سے ہیں۔ درحقیقت انقلاب اسلامی ایران نے اسلامی بیداری کی ایسی تحریک کو جنم دیا ہے جس نے پورے عرب علاقے کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے اور دنیا کا مسلمان اورحق پسند انسان اس حقیقت سے بخوبی آشنا ہوچکا ہے کہ آزادی کا واحد راستہ حقیقی اسلام کے پرچم کے سایہ میں آگے قدم بڑھاتے رہنا ہے۔ درحقیقت اپنے حقوق کی بازیابی کے لئے اٹھ کھڑے ہوجانا ہی کامیابی کی علامت وضمانت ہے۔ شاعر مشرق علامہ اقبال کا ارشاد اسی حقیقت کا غماز ہے۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو احساس جس کو اپنی حالت کے بدلنے کا

آج پوری دنیا پرسایہ فگن اسلامی بیداری کی قیادت وسربراہی تو اس پیغمبر عظیم الشان حضور اکرم خاتم الانبیاء سرکار دوجہاں حضرت محمد مصطفیؐ کے ہاتھوں میں ہے جس نے تکلیفیں اٹھائیں، جنگیں لڑیں ، صلح کی، خون دے کے شہادت کے افق کو تابناک بنایا، اپنا مال اور اسباب خرچ کرکے ، گھربار چھوڑ کے، دوستوں ،عزیزوں اور رشتہ داروں کی قربان گاہ دیکر، اپنی پوری زندگی داؤ پرلگا کر، اس بیداری کو کائنات کے ہر انسان کے لئے عام کیا، جس کے نتیجے میں لوگ ظلم وستم کے شکنجہ سے آزاد ہوئے، شیاطین نے زور لگایا، محنت کی، اور پھر عوام پر غلبہ پالیا تو رسولؐ کی آل واولاد نے اپنے خون سے اسلامی بیداری کی زمین کو لالہ زار بنایا، اور مسلمانوں میں عام کیا،ادھر وقت کے شیطانوں نے اسلامی بیداری کو دبایا، حق والوں کا دل کھول کے خون بہایا، نیزوں، تلواروں ، برچھیوں اور بھالوں کی انی سے خون کے قطرے ٹپکے، زہر کے جام چھلکے، اور وہ اللہ کی راہ میں شہادت کی سرخ وسبز چادر اوڑھ کرسوگئے، مگر جاتے جاتے حق کے راستہ پر ایسے نشانات ضرور چھوڑ گئے جن کی مدد

سے مسلمان آگے بڑھ سکیں اور ہدایت کے چراغ مزید روشن کرسکیں چنانچہ اس راہ میں، سر، دھڑ کی بازی لگانے والے آتے رہے اوراپنے خون سے مشعل راہ روشن کرتے رہے، یہاں تک کہ ایک وہ وقت بھی آ پہونچا کہ جب سید جمال الدین اسد آبادی نے اس اسلامی بیداری کو پھر سے عام کیا،موسیٰ صدرؒ، جواد مغنیہ اس راہ کے راہرو بنے۔ خمینیؒ اور مطہریؒ وبہشتیؒ نے اسے پروان چڑھایا، رجائیؒ باہنرؒ جیسے افراد نے اسے آگے بڑھایا،اور لوگوں کا اس تحریک میں ضم ہونے کا سلسلہ چل نکلا اور دیکھتے ہی دیکھتے اسلامی بیداری کا چرچا پوری دنیا میں ہونے لگا۔

اسلامی بیداری کے سلسلہ میں جناب حسن کمال کی تحریر ملاحظہ ہو وہ فرماتے ہیں کہ’’ ہمارا ایقان ہے کہ مشرق وسطیٰ میں تبدیلیوں کی جڑیں بھی انقلاب اسلامی ایران میں پیوست ہیں۔۸؎ ان کا یہ خیال اور یقین سوفی صدی درست اور صحیح ہے کیونکہ ایرانی عوام خصوصاً سیاسی لیڈروں اور علماء نے بڑی محنت کی ہے پیسہ پانی کی طرح بہایا، اپنوں کو دبایا، غیروں کو بڑھایا تاکہ اسلام کا بول بالا ہو اور مسلمانوں میں اسلامی بیداری پیدا ہو۔

پس آج دنیا کے ہر گوشے بالخصوص عالم اسلام میں جہاں کہیں بھی اسلامی بیداری دکھائی دیتی ہے اورظلم کے خلاف آواز اٹھائی جارہی ہے اپنے حقوق کی بازیابی کی بات کہی جارہی ہے وہ سب کی سب تحریکیں انقلاب اسلامی ایران ہی کی مرہون منت ہیں۔

دشمنوں نے خلیج میں آئی اس اسلامی بیداری کو کبھی سبز انقلاب سے تعبیر کیا تو کبھی اسے بہار عرب کا عنوان دیا۔ کبھی بھوکوں کا انقلاب بتایا تو کبھی دہشت گردی کا نمونہ قرار دیا تاکہ کسی نہ کسی صورت سے عوام انہیں ناموں کے گورکھ دھندوں میں الجھ کر رہ جائیں اور یہ اسلامی بیداری کی یہ عالمگیر تحریک عربوں تک ہی محدود رہ جائے اور یہ دوسرے علاقوں میں شامل افراد مصر کے التحریر اسکوائر کو نہیں بھولے۹؎ وہ مصر کے اس میدان آزادی کی بات کرتے ہیں، اس کا نام لیکر آگے بڑھ رہے ہیں، اس وقت دنیا کے مختلف علاقوں میں رونما ہونے والے یہ انقلابات حقیقی انقلاب نہیں ہیں بلکہ انقلاب کی ایک معمولی سی آہٹ اور اصلی انقلاب کا پیش خیمہ ہیں۔ وہ اصلی انقلاب آنے والا ہے جس کا انداز نرالہ ہوگا جس کی شان نمایاں ہوگی جس کا طریقہ عدل انصاف ،جس کا وطیرہ مظلوموں سے پیار، ظالم سے نفرت ،حق حق دار کو مل کر رہے گا ظالم کو اس کے کیے کی سزا ضرور ملے گی ، شیر بکری ،ایک ہی گھاٹ پر پانی پئیں گے۔

اس وقت ہر ایک خوش ہوگا ، ایک خدا کی پرستش ہوگی، سب اسی کے بندے اسی کی بارگاہ میں سرتسلیم خم کئے ہوں گے،کسی کو کسی سے کوئی شکایت نہ ہوگی بلکہ شکایت پیدا ہونے سے پہلے ہی ختم کردی جائے گی اس وقت موجودہ دلائل اور نصاب کے ساتھ انصاف قائم ہوگا، غیبی ادلہ سے بھی فیصلے چکائے جائیں گے، وہی درحقیقت الٰہی حکومت ہوگی اور ایسی حکومت الٰہیہ کی تشکیل کی زمین ہموار کرنا ہم لوگوں کے لئے ضروری ہے۔

منابع وماخذ

۱۔مولفہ سیدہ عذرازیدی، رسول پور نگلہ بجنور، ازکتاب خوشہ ازخرمن،ص ۳۱

۲۔اسلام میں سلم سے ہے آشتی ، صلح ، المنجد ص ۴۸۸ عربی اردو لغت، فرید بک ڈپو لمیٹڈ ۲۲/ مٹیا محل اردو مارکیٹ جامع مسجد دہلی، ہند

اسلام ’’سلم‘‘ سے ہے جس کے معنیٰ صلح وآشتی کے ہیں فرہنگ عمید سہ جلدی ج تا ظ ، پہلا ایڈیشن چاپ خانہ سپہر تہران (ایران)

۳۔انّ الدّین عند اللہ الاسلام، سورۂ آل عمران، آیت نمبر ۱۹۔

۴۔اردو سحر ٹی،وی، اردونشریات ، جمہوری اسلامی ایران بذریعہ ڈش، TV

۵۔القدس ۳۔خصوصی پیشکش،۲۵/رمضان المبارک ۲ ۱۴۳۲ء ۲۶/اگست ۲۰۱۱ بروز جمعہ ص ۱۵ دہلی

۶۔اردوسحر TV۔ارد ونشریات جمہوری اسلامی ایران بذریعہ ڈش۔.TV مورخہ ۳/فروری ۲۰۱۲ء

۷۔علامہ اقبال لاہوری ،کلیات اقبال طبع لاہور پاکستان۔

۸۔انقلاب اسلامی ایران نمبر، فروری ۲۰۱۲ء جسارت ٹائمز دہلی،ص ۵

۹۔التحریر ، اسکوائریعنی میدان آزادی مصر میں یہ وہ آزادی کا چوک ہے جہاں پر احتجاجات اور مظاہرے ہوتے تھے اور آج بھی مکمل آزادی حاصل کرنے کے لئے لوگ اس چوک ہی پر جمع ہوتے ہیں اور اسی چوک سے ملک کے غدار حسنی مبارک کو معزول کر کے عوام نے دم لیا ہے۔

☆

مفہوم بیداری اسلامی اور تحریک امام خمینیؒ

ڈاکٹر سید علی سلمان رضوی

بیداری اسلامی کا مفہوم لوگوں کو اسلام کے اصول و قوانین اور اس کے حقایق سے باخبر کرنا ہے جب انسان صحیح طور پر اسلام سے آشنا ہو جائے گا تو وہ تمام خرافات کو ترک کر کے انسانیت کے لباس میں ملبوس ہو جائے گا۔ اسلام الٰہی دین ہونے کے سبب ہستی، وجود، زندگی اور انسان کے مقابل اور حال و مستقبل کی تاریخ کے آیئنے میں انسان کے سامنے خاص نظریہ پیش کرتا ہے، تاکہ اصول دین اور فروع دین کے ذریعے انسان اپنی زندگی کے تمام پہلوؤں کو اپنے دامن میں سمیٹ لے۔ اور اسی طرح خدا جوئی و خدا پرستی کا احساس ہر شخص کی فطرت میں مضمر ہے جو انسان کو بلندیوں کا جویا اور ہر پستی و ذلّت سے نفرت دلاتا ہے اور حق وحقیقت کا طرفدار بناتا ہے۔ ہر مفاد اور ہر نقصان سے خالی، عدل و مساوات، صداقت و درستی الٰہی اقدار ہونے کی حیثیت خود بخود ہدف اور مطلوب و مقصود بن جاتے ہیں صرف زندگی کے تنازع میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے وسیلہ نہیں ہوتے۔

اصول دین جو اصول عقاید کے نام سے مشہور ہے ان میں غور وفکر کی بنیاد پر صحیح طریقے سے حق و باطل کی اساس میں تمیز حاصل کر کے صحیح راہ تلاش کی جا سکتی ہے اور حقایق کو دل میں جگہ دینے اور ان پر برقرار رہنے میں بھی مدد ملتی ہے۔ مگر فروع دین میں تمام تشریعی تکلیفیں اور امر و نہی وغیرہ کو انجام دینے اور بری باتوں کو ترک کرنے میں غور وفکر کی قوت بہترین مددگار ہے۔

تاریخ اسلامی کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ واضح ہو جائے گا کہ ہر دور میں خداوند عالم نے ایک نہ ایک ہادی و رہبر کو بھیجا تاکہ اسلام کے قوانین سے متعارف کرائیں۔ انبیائے کرام سے لیکر ائمہ معصومینؑ تک نے مصیبتیں برداشت کر کے اسلامی احکامات و اصول وقوانین کو پہنچانے میں کوئی کمی نہیں کی۔ یہی وجہ ہے گذشتہ اور موجودہ دونوں زمانوں میں ابتدا سے لے کر اب تک اسلام میں جو تغیرات آئے ہیں وہ ایک مرکز پر پراکندگی کے اجتماع جیسے نہیں ہیں بلکہ اس کی مثال دریا کی ان موجوں جیسی ہے جو ایک نقطے سے شروع ہو کر ہر طرف بڑھتی اور اپنے کو وسیع کرتی چلی جاتی ہیں۔

ابتدا میں وانذر عشیرتک الاقربین اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ کے حکم کے ذریعے

اسلام پیغمبرؐ کے خاندان میں رہا پھر اس کے بعد لتنذر امّ القریٰ و من حولها امّ القریٰ اور اس کے اردگرد کے لوگوں کو ڈراؤ کے حکم کے مطابق پورے حجاز میں پھیل گیا، اور ایک مخصوص طرز حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ ملکی تقسیم یا صاحب اقتدار ممالک کے حکمرانوں کی بندشیں بھی اسلام اور اسلامی حکومت کی سرحدیں متعین کرنے سے قاصر رہیں اور اس کی وسعت و گسترش کو روکنے میں ناکام رہیں۔ اس وسعت کو ہم اسلام کی ہر جہت میں محسوس کر سکتے ہیں، مثلاً سیاسی وسعت، مذہبی وسعت، معنوی وسعت، سماجی وسعت، ثقافتی وسعت، حکومتی وسعت، افکار و قوانین اور تمدن کی بنیادوں کی وسعت وغیرہ۔ اسلام کے افکار و نظریات تمام مسلمانوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور تمام اقوام و ملل کے تمدن پر اس کا اثر نظر آرہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نمود اسلام کے بعد آج تک جو بیداری اور تبدیلیاں دنیا میں آئی ہیں ان کا سبب دین اسلام ہے۔

آج تقریباً ۵۰ر سے زیادہ ملکوں میں اسلام پھیلا ہوا ہے۔ ان تمام ملکوں میں ہر مذہب کے پیروکاروں کے درمیان فروعی اور جزئی مسائل میں بے پناہ اختلافات کے باوجود حقیقی اتحاد پایا جاتا ہے اور وہ اتحاد یہ ہے کہ سب مسلمان دین اسلام کے پیرو ہیں، یعنی ہر مسلمان خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو، وہ اسلام کے تقاضوں کو سمجھتا ہے اور اس کو دینی معیار کے مطابق سمجھ کر قبول کرتا ہے۔

حکمت و عدالت پر مبنی قوانین کی تشکیل اور زندگی کے تمام شعبوں اور ادوار میں پسندیدہ آداب وسنن کے مقاصد کو وہی دین پورا کر سکتا ہے جو ہر رخ سے جامع، مکمل اور تمام ضرورتوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اسی مقصد کے تحت پیغمبرؐ کی بعثت ہوئی تھی۔ سورۂ جمعہ میں ارشاد ہے کہ:

”هوالّذی بعث فی الامیّین رسولاً مّنهم یتلوا علیهم آیاته ویزکّیهم و یعلّمهم الکتاب والحکمة“ [1]

ترجمہ: وہ خدا جس نے مکہ والوں کے درمیان انھیں میں سے ایک پیغمبرؐ مبعوث کیا جو ان کے سامنے آیات خدا کی تلاوت کرتا ہے اور تزکیۂ نفس کرتا ہے، اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

مذکورہ مقاصد کی تکمیل کا نتیجہ اس آیت سے واضح ہے:

”الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاِسلام دیناً“ [2]

ترجمہ: آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا، اپنی نعمتیں میں نے تمہارے اوپر تمام

کردیں اور تمہارے لیے میں دین اسلام سے راضی ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جمعۃ الوداع میں ارشاد فرمایا:

"ایّھا النّاس ما من شیءٍ لقرّبکم الی الجنّۃ و یباعدکم عن النّار الّا و قد امرتکم به وما من شیءٍ لقرّبکم الی النّار و یباعدکم عن الجنّۃ الّا و قد نھیتکم عنه"

ترجمہ: اے لوگوں میں نے تم کو ہر اس چیز کا حکم سنا دیا جو جنت سے قریب اور جہنم سے دور کرتی ہے اور ہر اس چیز سے روک دیا جو جہنم سے قریب اور جنت سے دور کرتی ہے۔

اسی جامعیت کی بنا پر اس دین میں ہر شخص کو بلند ترین مقصد تک پہنچانے اور سعادت و خوش بختی کے راستے کی طرف رہنمائی کرنے کی صلاحیت موجود ہے، چاہے وہ کسی بھی حالت میں ہو۔ یعنی ہر شخص کو خواہ وہ جوان ہو یا بوڑھا، دیہاتی ہو یا شہری، عالم ہو یا جاہل، غنی ہو یا فقیر، صحت مند ہو یا بیمار۔ قوی ہو یا ضعیف، خود مختار ہو یا کسی کا غلام، ماضی میں اچھا رہا ہو یا برا، پہلے سے اس کے پاس کوئی قانون موجود رہا ہو یا نہ رہا ہو اسے مدارج کمال تک پہنچانے کی اسلام کے اندر صلاحیت موجود ہے۔

اگر قرآن کریم اور ائمہ دین کے اقوال و احادیث پر ایک نظر ڈالی جائے اور اسلامی بیداری کی وسعت کا سرسری نظر سے جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت اس طرح آشکار ہو جائے گی کہ پھر کسی تفصیلی بیان کی ضرورت نہیں ہوگی۔ سورۂ کہف میں ارشاد ہوا:

"قل لو کان البحر مداداً لّکلمات ربّی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربّی ولو جئنا بمثلهٖ مدداً"[۳]

ترجمہ: اے رسولؐ آپ کہہ دیں کہ اگر تمام دریا سیاہی بن جائیں اور میرے رب کے کلمات کو لکھا جائے تو فرمان خدا ختم ہونے سے پہلے دریا کا پانی ختم ہو جائے گا، چاہے اس کے برابر دریا دوبارہ کیوں نہ لایا جائے۔

"و نزّلنا علیک الکتاب تبیاناً لِکلّ شیءٍ و ھدیً و رحمۃً و بشریٰ للمسلمین"[۴]

ترجمہ: ہم نے یہ کتاب آپ پر نازل کی تاکہ تمام چیزوں کو یہ بیان کردے، یہ کتاب ہدایت، رحمت اور تمام مسلمانوں کے لیے نوید کامل ہے۔

مذکورہ آیات سے یہ واضح ہوا کہ دین اسلام اختیار کے تحفظ اور اختیاری صلاحیتوں کی

تقویت اور تکمیل پر مبنی ہے لہٰذا اس کو فطرت کے مطابق اور علم و عقل کی میزان پر کھرا اترنا چاہیے۔ یہ دین عالم، صاحب قدرت اور فرمان خدا کی طرف سے آیا ہے۔اس لیے یہ انسانی معاشرے کی حکمت اور فلاح و بہبود کا مکمل ذمہ دار ہے۔

پہلی صدی ہجری کے وسط تک کے زمانے کا اگر تجزیہ کیا جائے اور پیغمبرؐ اسلام کے دور کے دین اسلام کی طاقت اور اس کے امکانات سے استفادہ کے طرز پر غور وفکر کیا جائے تو اس وقت کے طرز حکومت اور اس کے بعد عالم اسلام میں آج تک نمودار ہونے والی حکومتوں میں بڑا فرق نظر آئیگا۔ صدر اسلام میں قوانین و آداب زندگی صرف عقیدے کے حدود میں مقیّد نہ تھے بلکہ مسلمان اس پر عمل بھی کرتے تھے۔پیغمبرؐ کی رحلت کے کچھ دن بعد صاحبان اقتدار کا ایک ایسا گروہ مسلمانوں پر حاوی ہوگیا جن میں دینی اعتبار سے حکومت کی صلاحیت نہیں تھی ۔یہ ایسے افراد تھے جنھوں نے اپنے فاسد عمل و کردار سے دوسروں کی نظروں میں اسلام کا چہرہ مسخ کر دیا تھا۔نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام قبول کرنے کا جو ایک عمومی جوش پیدا ہوا تھا اس میں کمی آ گئی۔چونکہ بیت المال پر خائن افراد کا قبضہ ہوگیا تھا،اس لیے مادیات اور معنویات دونوں پر اس کا بڑا اثر پڑا۔مسلمان اپنے فرائض کی آدائیگی اس طرح نہ کر سکے جس طرح انھیں کرنا چاہیے تھا۔خاص طور سے سماجی فرائض کی انجام دہی پر بہت برا اثر پڑا۔

یہ بھی حق بجانب ہے کہ کفار کی یورش اور مفسدین کے غلبہ سے زیادہ خطرناک بھی کچھ چیزیں رہیں جو راہ حق کی قبولیت میں حائل ہوئیں۔مثلا نادانی،غفلت، اشتباہ،تحریف حقایق، باطل کو حق کے لباس میں پیش کرنا،سماجی رشد کی کمی وغیرہ دین کی قبولیت میں رکاوٹ بنتی رہیں۔ان خطرات سے مقابلہ کرنے کے لیے جامع اور مکمل تعلیمی اور تبلیغی لائحہ عمل کی ضرورت در پیش ہوئی۔صحیح تعلیم وتبلیغ کے طریقے کی تعیین کے لیے ایک مضبوط اور معین اساس کی اشدضرورت ہے تا کہ معلّم اور مبلّغ ایسے مطالب کو معاشرے میں رواج نہ دیں جو تعلیمات اسلامی کے خلاف ہو۔چودہ سوتیس سال کی تاریخ میں ساری دنیا میں حضرت علیؑ اور دیگر ائمہ معصومینؑ کے سوا کوئی بھی ایسا نہ مل سکا جو عقائد دینی، مناظرہ،موازنہ ادیان ،قوانین ،احکام اخلاق ،عادات ،سماجی رشد کے طریقے ،تاریخی بنیادوں کے انکشاف ،آداب وسنن کی تدریجی ترقی ،سلف کے اعمال ،خیر وشر کے نتائج ،لوگوں کی روح و استعداد کی شناخت رکھنے ،اور فصاحت و بلاغت سے باخبر ہونے کے ساتھ ہی صاحب بیان و زبان ہو اور ان تمام چیزوں سے واقفیت رکھتا ہو جو امر تبلیغ سے متعلق ہیں ۔

مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام راہ اسلام اور اسلامی بیداری کے مفہوم سے لوگوں کو اس طرح باخبر کرتے ہیں کہ:

"ثمّ انّ هذا الاسلام دين اللّٰه الّذى اصطفاه لنفسه واصطعنه علىٰ عينه و اصفاه خيرة خلقه و اقام دعائمه علىٰ محبته اذلّ الاديان بعزّته و وضع الملل برفعه و اهان اعدائه بكرامته و خذل محادّيه بنصره ،و هدم اركان الضّلالة بركنه و سقىٰ من عطش من حياضة ،و اتئَقَ الحياض بمواتحه.ثمّ جعله لاانفصام لعروته، ولا فكَّ لحلقته ،ولا انهدام لِاَساسِه ولا زوال لِدعائمه، ولا انقلاع لشجرته، ولا انقطاع لِمُدّته ،ولا عفاءَ لشرائعه، ولا جَذّ لِفروعه ولا ضنك لِطُرفه ،ولا وعوثة لسهولته، ولا سواد لوضحه، ولا عوج لانتصابه، ولا عصل فى عوده ولا وعث لفجّة، ولاانطفاء لمصابيحه، ولا مرارة لحلاوته، فهو دعائم اساخ فى الحقّ اسناخها و ثبّت لها آساسها، و ينابيع غزرت عيونها، و مصابيح شبّت نيرانها، و منار افتدىٰ بها سُفّارها، و اعلام قُصِد بها فِجاجُها، ومناهلُ روى بها وُرّادُها، جعل اللّٰه فيه منتهىٰ وضوانه، وذروة دعائمه، وسنام طاعتة ،فهو عند اللّٰه وثيق الاركان ،"۵؎

ترجمہ: اسلام دین خدا ہے یہ وہ دین ہے جس کو اس نے اپنے لیے منتخب کیا اور اس کے ساتھ اپنے الطاف وعنایات شامل کیے۔ اس کی تبلیغ کے لیے بہترین خلق کا انتخاب فرمایا۔ اپنی محبت پر اس کے ستون کھڑے کیے۔ اس کی برتری کی وجہ سے تمام دینوں کو سرنگوں کیا اور اس کی بلندی کے سامنے سب ملتوں کو پست کیا۔ اس کی عزت و بزرگی کے ذریعے دشمنوں کو ذلیل اور اس کی نصرت و تائید سے مخالفوں کو رسوا کیا۔ اس کے ستون سے گمراہی کے ارکان کو گرادیا۔ پیاسوں کو اس کے چشمۂ معرفت سے سیراب کیا۔ تشنگان محبت کو اس کا پانی پلایا۔ اسے اس طرح مضبوط کیا کہ اس کے باندھ کے لیے شکست و ریخت نہیں ہے اور نہ اس کے حلقے کی کڑیاں جدا ہوسکتی ہیں نہ اس کی بنیاد گر

سکتی ہے اور نہ اس کے ستون اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں۔نہ اس کا درخت اکھڑ سکتا ہے، نہ اس کی شاخیں کٹ سکتی ہیں ، نہ اس کی مدّت ختم ہوسکتی ہے ، نہ اس کے قوانین محو ہوسکتے ہیں ، نہ اس کی راہیں تنگ ہیں، نہ اس کے سفید دامن پر سیاہی کا دھبہ ہے، نہ اس کی استقامت میں پیچ وخم ہے، نہ اس کی شاخوں میں کجی ہے، نہ اس کی کشادہ راہ میں کوئی دشواری ہے، نہ اس کے چراغ گل ہو سکتے ہیں ، نہ اس کی شیرینی میں تلخیوں کا گذر ہوتا ہے۔

یہ دین ایسے ستونوں پر قائم ہے جنھیں اللہ نے حق کی بنیاد پر قائم کیا اور ان کی اساس و بنیاد کو استحکام بخشا ہے۔یہ دین ایسا منبع ہے جس کے چشمے پانی سے بھرپور ہیں اور ایسا چراغ ہے جس کی لویں ضیابار ہیں۔اس کا دین ایسا مینار ہے جس کی روشنی میں مسافر قدم بڑھاتے ہیں۔یہ ایسے نشانات ہیں جن سے سیدھی راہوں کا پتہ ملتا ہے، اور ایسے گھاٹ ہیں جن پر اترنے والے ان سے سیراب ہوتے ہیں۔اللہ نے اسلام میں اپنی انتہائے رضامندی، بلند ارکان اور اپنی اطاعت کی اعلیٰ سطح قرار دیا ہے۔

مولائے کائنات دوسرے خطبے میں ارشادفرماتے ہیں:

"الحمد للّٰہ الّذی شرع الاسلام فسهل شرائعه لمن ورده، و اعزّ ارکانه علیٰ من غالبه، فجعله امناً لمن علقه و سلماًلمن دخله (عقله)برهاناً لمن تکلّم به و شاهداً لمن خاصم عنه و نوراً لمن استضاءَ به، و فهماً لمن عقل ،و لُبّاً لمن تدبّر، و آیةً لمن توسّم، وتبصرةً لمن عزم" ...۶؎

ترجمہ: ساری تعریف اس خدا کے لیے ہے جس نے شریعت اسلام کو جاری کیا اور اسکے چشمۂ ہدایت پر اترنے والوں کے لیے اس کے قوانین کو آسان کیا اور اس کے ارکان کو حریف کے مقابلے میں غلبہ و سرفرازی دی۔ جو اس سے وابستہ ہو اس کے لیے امن ہے، جو اس میں داخل ہو اس کے لیے صلح و آشتی، جو اس کی بات کرے اس کے لیے دلیل ،جو اس کی مدد لیکر مقابلہ کرے اس کیلئے (دین کو) گواہ قرار دیا ہے۔اس سے کسب ضیا کرنے والے کے لیے نور، سمجھنے

بوجھنے اور غور و فکر کرنے والوں کے لیے فہم و دانش اور روشنی ہے۔ معارف اسلام تمام ادیان سے زیادہ روشن اور اس کے باطنی اسرار و مصالح سب سے زیادہ آشکار ہیں۔اس کی علامتیں ہر شخص کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔

جب امیر المومنینؑ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ نے داخلی خرابیوں اور برائیوں کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔لوگوں میں سب سے اہم دینی انحراف یہ تھا کہ لوگوں کی بصارت ختم ہو چکی تھی اور دینی شعور بالکل نچلی سطح پر پہنچ چکا تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ لوگ دینی اہداف و مقاصد کے استحکام کی فکر کے بجائے بیت المال سے زیادہ سے زیادہ حصہ ہڑپنے اور اپنی زندگی کو اسی رخ پر ڈھالنے میں لگے رہتے تھے۔

حضرت علی علیہ السلام نے اسلامی بیداری کے لیے اور غیر دینی افکار و احساسات کا قلع قمع کرنے کے لیے اپنے جامع اور پُر معنیٰ خطبوں سے کام لیا۔لوگوں کو دنیا کے لہو و لعب میں غرق ہونے سے ڈراتے اور بلیغ انداز میں دنیا اور دنیا پرستوں کی مذمت کرتے ۔وہ اپنے عہد کے معاشرے کو اس انداز سے دیکھ رہے تھے گویا عہد جاہلیت کا دوبارہ مشاہدہ کر رہے ہیں۔

"اَلاَ و اِنَّ بلیّتکم قد عادت کھیئتھا بعث اللّٰہ نبیّہ"[۷]

ترجمہ: آگاہ ہو جاؤ تمہاری موجودہ پریشانیاں ویسی ہی پریشانیاں ہیں جن میں تم پیغمبرؐ کی بعثت کے پہلے دن گرفتار تھے۔

ایک جگہ اور آپ نے ارشاد فرمایا:

"ما تتعلّقُون من الاسلام الّا باسمہ ولا تعرفون من الایمان الّارسمہ...الاوَ قد قطعتم قید الاسلام، عطّلتم حدودہ، و امتّم احکامہ."[۸]

ترجمہ: تمہارے پاس اسلام کے نام کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور ایمان سے متعلق اس کی شکل وصورت کے سوا کچھ نہیں جانتے ۔تم نے اسلام سے اپنا رابطہ توڑ لیا۔ الٰہی حدود وقوانین کو معطّل اور بیکار کر دیا اور اس کے احکام کا گلا گھونٹ ڈالا ہے۔

مذکورہ خطبہ،معاشرے سے متعلق امام علی علیہ السلام کے نظریے کو ظاہر کرتا ہے اور اسلامی

بیداری کے سلسلے میں امام علی علیہ السلام کی جدّ و جہد کی مکمل توجیہ کرتا ہے۔ وہ جدّو جہد جس کے بارے میں مولائے کائناتؑ خود ارشاد فرماتے ہیں:

"قد رکزت فیکم رایة الایمان و وقفتکم علیٰ حدود الحلال و الحرام" [9]

یعنی میں نے تمہارے درمیان پرچم ایمان بلند کردیا اور تمہیں حلال وحرام سے آگاہ کردیا۔

انسان کی بے راہ روی انحراف و گمراہی کے نتیجے میں جب الٰہی عذاب نازل ہوا تو یزید بن معاویہ ان پر حاکم وخلیفہ کی حیثیت سے مسلط ہوا۔ ان کی جان و مال، آبرو حتی کہ عقاید تک کے تحفظ کی کوئی ضمانت نہ رہی۔ سبھی چیزیں اس کے لیے مباح اور اس کے زیر نگین تھیں تو ایسے پُر آشوب ماحول میں امام حسین علیہ السلام جیسی پاکیزہ ترین، صالح ترین ہستی نے بھی اسلامی اقدار کی حفاظت کے لیے اخلاق کی تلوار سے ہوا و ہوس کے لشکر پر عقل کا غلبہ دلانے کا پیغام دیا۔ امام حسینؑ نے ذلّت کی زندگی بسر کرنے والوں کو "الموت فی عزّ خیر مِن حیاةٍ" کے ذریعے ایک انقلابی و نورانی راہ کی ہدایت فرمائی۔ معاشرے کی اصلاح کا مسئلہ اس قدر مہم تھا کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنے قیام کا ایک سبب معاشرے کی اصلاح کو وصیت نامہ میں اپنے بھائی محمد حنفیہ کو مخاطب کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ:

"انّی لم اخرج اَشِراً و لا بَطِراً و لا مُفسِداً و لا ظالِماً ؛اِنّما خرجت لطلب الاصلاح فی اُمّة جدّی اُرید ان امر بالمعروف و انھیٰ عن المنکرو اسیر بسیرة جدّی و ابی علی ابن ابی طالبؑ. [10]

یعنی میرا قیام کسی جاہ طلب، خود غرضی، تفرقہ پرداز اور ظالم کے قیام جیسا نہیں ہے بلکہ میں تو بس اپنے نانا کی امّت کی اصلاح کی طلب میں نکلا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دوں اور اپنے نانا اور بابا کی سیرت پر چلوں۔

امام حسینؑ نے اپنے اس پیغام کے ذریعے واضح کردیا کہ جہاں کہیں بھی ظلم کو دیکھو، کھڑے ہوجاؤ۔ رہبران قوم کا عملی فریضہ ہے کہ اگر معاشرے میں اخلاق کے حوالے سے تنزّلی، فساد، ظلم، غیر اسلامی رسومات وافکار رائج ہوتے دیکھیں تو معاشرے کی حالت کو بدلنے کے لیے آمادہ ہوجائیں۔ اسی اہم کام کے لیے امام حسین علیہ السلام نے اپنے احباب و اعزاء واقرباء اور خود کو اپنے صبر و استقامت، ایثار وفداکاری، ظلم ستیزی، امتحان خداوندی، عدم فراموشی خدا، عدل و انصاف وغیرہ

کے ذریعے راہ خدا میں نثار کر دیا تا کہ اسلامی معاشرہ برائیوں سے پاک ہوجائے اور اخلاقی قدریں برقرار رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ واقعہ کربلا کا دردناک المیہ اسلامی بیداری کی صورت میں ظاہر ہوا۔جس کا اثر آج بھی دنیا میں عزاداری کی شکل میں موجود ہے۔

کربلا اخلاق محمدی کا دبستان عملی ہے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھوٹے نواسے نے حق و صبر کی وصیت کے قرآنی فلسفہ کو عمل کی اس معراج پر پہنچایا کہ شاعر مشرق علامہ اقبال کو یہ کہنا پڑا کہ

رمزِ قرآن از حسین ؑ آموختیم ز آتشِ او شعلہ ہا اندوختیم
درمیان امّت آن کیوان جناب ہمچو حرف قل ھواللہ در کتاب
زندہ حق از قوتِ شبیری است باطل آخر داغ حسرت میری است، ۱۱

پروفیسر سلیم چشتی تحریر کرتے ہیں کہ:

”میں نے ایک دفعہ حضرت اقبال سے یہ دریافت کیا کہ ”رمز قرآن“ سے آپ کی کیا مراد ہے تو انھوں نے جواب دیا تھا کہ تعلیمات قرآن کی روح یہ ہے کہ باطل کا مقابلہ کرنے کے لیے ہر وقت سر بکف رہو اور اگر ضرورت ہو تو جان دینے سے بھی دریغ مت کرو۔“ ۱۲

یہی وجہ ہے کہ اسلامی بیداری کا احساس کرتے ہوئے علاّمہ اقبال کو بلا جھجک کہنا پڑا۔

حقیقت ابدی ہے مقام شبیری بدلتے رہتے ہیں انداز کوفی و شامی ۱۳

اب جو شخص بھی اسلامی بیداری کے لیے امام حسین علیہ السلام کی طرح الٰہی ہاتھ اور الٰہی عنایتیں حِس کرتے ہوئے خدا کی راہ میں قدم اٹھاتا ہے تو خدا بھی ” ان تنصر اللّٰہ ینصرکم “ کے مصداق کی حیثیت سے اس کی نصرت میں اضافہ کرتا ہے۔ اس قول کی تائید کے لیے سورہ کہف کی یہ آیت ملاحظہ فرمائیں:

”اِنّھم فتیۃ آمنوا بربّھم و زدناھم ھُدیً“ ۱۴

یعنی وہ سب خدا کی راہ میں اٹھ کھڑے ہوئے اور خدا نے بھی ان کے دلوں کو مستحکم و مضبوط کر دیا۔

ارشاد خداوندی ہے ” کہ انّ اللّٰہ لا یغیّر ما بقومٍ حتّیٰ یغیّروا ما بِاَنفُسِھم “ ۱۵

یعنی اللہ کسی قوم کی حالت کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ لوگ اپنے باطن میں تبدیلی نہ لائیں۔ یعنی انسان کے نفس، روح، اس کے افکار و نظریات اور اس کی قومی و اجتماعی شخصیت

کے باہمی تعلق کی نشاندہی کی گئی ہے۔انسان کے باطن اور اس کے ظاہر کے گہرے لگاؤ کا ذکر کیا گیا ہے ۔ جب کوئی قوم اپنے نفس اور باطن کی اصلاح کر لیتی ہے تو اس کے حالات و کیفیات خود بخود تبدیل ہوجاتے ہیں۔ اس کے آپسی تعلقات استوار ہو جاتے ہیں۔

ایک اور آیت میں اس طرح ارشاد ہے:

”ذالک بِاَنَّ اللّٰہ لم یک مغیّراً نِّعمةً انعمها علیٰ قومٍ حتّیٰ یغیّروا ما بِاَنفُسِهم“ [16]

یعنی اللہ ان نعمتوں میں سے جو کسی قوم پر نازل کی ہیں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کرتا ہے یہاں تک کہ وہ خود اپنے نفس کو نہ بدل ڈالیں اور اپنے باطن کو آلائشوں سے آلودہ نہ کریں۔

یہ وہ الٰہی قوانین اور اصول وضوابط ہیں جن سے کسی بھی قوم یا امت کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا ہے چنانچہ اس مطلب کی طرف ایک آیت میں اس طرح تذکرہ ہے:

”ام حسبتم ان تدخلوا الجنّة و لمّا یاتکم مثل الّذین خلوا من قبلکم مسّتهم الباساٰء والضّرّاٰءُ و زلزلوا حتّیٰ یقول الرّسولُ والّذین آمنوا معهٗ متیٰ نصرُ اللّٰه ، اَلَا اِنَّ نَصر اللّٰه قریب“ [17]

مذکورہ قرآنی آیات کے پیش نظر ایران کا اگر مشاہدہ کریں تو یہ واضح ہوگا کہ قرآن اور اہلبیت علیہ السلام کے نقش قدم پر چل کر آیت اللہ امام خمینیؒ نے خدا کی راہ میں اسلامی انقلاب برپا کیا جس کے باعث خداوند عالم نے انھیں عظیم قوت قلب سے نوازا۔جس میں خوف و تزلزل کا گذر نہیں ہو سکا۔ جس کا نتیجہ دنیا کی نظروں کے سامنے ہے۔

آج کل کے بافہم و باشعور و حساّس انسان کے لیے قابل غور وفکر،یہ ہے کہ جس ملک ایران کا حال اسلامی انقلاب سے پہلے یہ تھا کہ شراب کی دکانیں ، بک اسٹالوں حتیٰ اشیاء خورد ونوش کی دکانوں سے بھی زیادہ رہی ہوں ، آج وہاں جگہ جگہ اسلامی وانسانی تربیت کے لیے قرآنی تعلیمات کے سینٹر نظر آرہے ہیں۔جس ایران میں فسق و فجور ، فحشاء وفساد، بے حیائی وعریانیت لندن و پیرس کو مات کر رہی تھی آج اسی ایران میں ایثار و فداکاری ، زہد وتقویٰ ایمان و دینداری کے قابل رشک شاہکار نظر آرہے ہیں۔ جس ملک ایران کے جوان افیم ، بھنگ، چرس، گانجہ اور ہیروئن ہی کو اپنی بہشت تصور کرتے تھے اور خواتین سامراجی پروپگنڈے کے زیر اثر زیادہ سے زیادہ برہنگی کی نمائش اورشہوت پرستوں کی بھوکی نگاہوں کو اپنی طرف جذب کرنے ہی کو اپنی زندگی کی معراج تصور کرتی

تھیں، آج اسی ایران کے جوان دینی اقدار پر مرمٹنے کے لیے تیار ہیں۔ ایثار و جانبازی میں صدر اسلام کے مجاہدوں پر سبقت لے جانے کے لیے بے قرار ہیں۔ اورخواتین اسلامی حجاب سے آراستہ، اسلامی تعلیمات کے احیاء اور ملک کی تعمیر نو کے لیے اپنے بھائی، باپ، شوہراور فرزندوں کے شانہ بشانہ مصروف عمل ہیں۔ یہ امام خمینیؒ کی تحریک کا اثر تھا کہ ایران میں اسلامی بیداری کا سورج نمودار ہوا اور اس کی شعاعوں کا اثر پوری دنیا پر پڑا۔ جس ملک ایران میں سوئی سے ہوائی جہاز تک ساری ضرورت کی چیزیں باہر سے منگائی جاتی تھیں، آج اسی ایران نے صنعت وٹیکنالوجی میں اس قدر ترقی کی کہ اس کے ماہرین غیر ملکی امداد کے بغیر گولہ و بارود سے لیکر میزائیل تک، اور مختلف قسم کے اسلحے خود تعمیر کر رہے ہیں۔ یہ امام خمینیؒ کی اسلامی و معنوی تحریک کا اثر تھا کہ اس تحریک میں دیہاتی اورشہری، مزدور اور کسان، طالب علم اوراستاد، وکیل اور افسران سب کے سب شامل ہوئے۔ یقیناً دنیا کا کوئی انقلاب ایران کے انقلاب کی منزل کونہیں پہنچ سکتا۔

اسلامی بیداری کی توسیع میں امام خمینیؒ کی جد و جہد کے ذریعے انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی ہوئی۔ جس کے نتیجے میں دنیائے اسلام میں بڑھتی ہوئی فکری اوراسلامی بیداری نے شیطان اکبر امریکہ اور اس کے حوالی صہیونیوں کو اس قدر حراساں کر دیا ہے کہ بلا سوچے سمجھے اب وہ اوچھی حرکتوں پر اتر آئے۔ ساتھ ہی اسلام اور اسلامی مقدسات کے خلاف مغربی برادری کا اپنے کفر پر متحد اور ہم آواز ہو جانے پر مسلمانان عالم کو ایک بار پھر بہت کچھ غور کرنے پر مجبور کر دیا۔ اپنی غفلت و کج فکریوں کے سلسلے میں اور مغرب سے متعلق اپنی خوش فہمیوں کے بارے میں سلمان رشدی کا قضیہ عالم اسلام کے خلاف چھیڑ دیا۔ یہ اقدام دراصل دنیا میں اسلام اور انقلاب کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے اور اسے رسوا کرنے کی ایک بیہودہ سازش اور ناکام کوشش تھی۔ استعمار کی اسلام دشمنی کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ اس نے جب اسلامی ممالک پر قبضہ کرنا چاہا تو سب سے پہلے اس نے اسلام کی تخریب کا منصوبہ بنایا۔ اسے یہ یقین تھا کہ جب تک اسلامی معاشرے میں قرآن اور اسلام احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے رہیں گے ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اسے اگر خوف ہے تو حقیقی اسلام یا اسلام محمدی سے ہے۔ دشمنان اسلام پہلے اپنے مقصد میں کامیاب تھے اورخوش تھے کہ ہم نے اسلام سے اس کے رشد و نمو کی صلاحیت چھین لی ہے اب جمود کا نمونہ بن کر رہ گیا ہے۔

امام خمینیؒ کی تحریک اسلامی بیداری کے سبب اسلامی انقلاب کی کامیابی نے جب ان کے

سارے منصوبوں پر پانی پھیر دیا تو یہ اپنی دیرینہ وحشی گری ، بربریت اور شیطنت پر اتر آئے۔جنگی سازشیں ، فوجی مداخلت ، اقتصادی ناکہ بندی، غیر انسانی دباؤ اور گیدڑ بھبکیاں ان کا مشغلہ بن گیا۔جب اس سے بھی کام نہ چلا تو جھوٹے پروپگنڈوں کا بازار گرم کیا،لیکن یہاں بھی دشمن کامیاب نہ ہو سکا۔ عالم اسلام میں بڑھتی ہوئی اسلامی بیداری اور استعماری سیاست کی اکھڑتی ہوئی سانسوں نے جب اسلام کے خلاف رسوا کن اور گھناؤنہ کارنامہ انجام دے کر ایک ارب مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کر دیا۔جسے دنیا رسوائے زمانہ سلمان رشدی کے نام سے جانتی ہے۔اس نے ''شیطانی آیات'' میں قرآن کی اہانت کرتے ہوئے اس کی کچھ آیتوں کو شیطان کی طرف منسوب کرکے قرآن کے اس اعلان کا مذاق اڑایا کہ انّا نحنُ نزّلناالذّکروانالہٗ لحافظون. اور اسی کتاب میں وہ عالم اسلامی کی سب سے محترم شخصیت ،ان کی ازواج مطہرات ،حضرت بلال اور دیگر مقتدر اصحاب کرام کی شان میں نازیبا اورفحش باتیں لکھتا ہے۔

رہبر انقلاب امام خمینیؒ کی مدبرّانہ نظر نے استکبار کے اس سوچے سمجھے منصوبے کا باریک بینی سے جائزہ لیا اور عالم اسلام کے خلاف رچی جانے والی اس سازش کا سدّ باب کرتے ہوئے تمام مذاہب اسلام کے متفقہ قانون کی روشنی میں'' شیطانی آیات'' کے مصنّف اور اس کی سازش میں شریک ناشرین کی سزائے موت کا فتویٰ صادر فرمایا۔ اس فتوے کی حمایت میں عالم اسلام کے بہت سے علماء اور فقہا نے سلمان رشدی کی سزائے موت کے فتوے کی توثیق کرتے ہوئے اس کو اسلامی قیادت کی جانب سے ایک صحیح اور نافذالعمل اقدام قرار دیا۔جہاں تک اس فتوے کی دینی و فقہی حیثیت کا سوال ہے، تمام شیعہ وسنّی علماء اس پر متفق ہیں کہ جو شخص بھی رسول ﷺ کو دشنام دے یا آپ کی اہانت کرے اس کا قتل واجب ہے۔ اب میں آج کل کے شیطانی روشن فکر رکھنے والے اور لامذہب ادیبوں کو اسلامی بیداری کے ذریعے بیدار کرنا چاہتا ہوں کہ دانشگاہوں کے کسی شعبے میں بیٹھ کر رسول ﷺ اور اہل بیتؑ کی شان میں گستاخانہ کلمات جاری نہ کریں۔ اپنی زبان بند کرلیں اور اللہ سے توبہ کریں ، ورنہ سلمان رشدی کی طرح مٹی پلید ہو جائے گی۔ یہ بات یاد رکھیں کہ اللہ جس قدر رحمٰن ہے اسی قدر قہار بھی ہے۔ امام خمینیؒ کا فتویٰ عمل پیغمبر ﷺ کے عین مطابق ہے۔بہر حال قرآن مجید اور رسول اکرمؐ کی اہانت کرنے والا قتل ہوکر رہے گا استکبار کی یہ سازش بھی ایک بار پھر اسی طرف پلٹ جائے گی اور اللہ کا یہ فرمان پورا ہوکر رہیگا۔"ومن یکفر باللّٰہ و ملئکتہ و کتبہ و رُسلہ والیوم

الآخر فقد ضَلّ ضَلالاً بعیداً" ۱۸

یقیناً ایران کا اسلامی انقلاب صہیونی اور غیراسلامی دنیا کے لیے ایک چیلنج ہے۔ اس اسلامی انقلاب کا بنیادی نکتہ اتحاد بین المسلمین ہے۔ یہ اسلامی انقلاب پوری دنیامیں اسلامی بیداری کی صورت میں آج بھی قوموں اور ملتوں کو شیطان کے بھٹ اور صیادوں کے دام فریب کی نشاندہی کر رہا ہے۔ اسلامی انقلاب کی طرح ہمارا بھی عملی فریضہ ہے کہ ہم ساری دنیا میں آواز بلند کریں۔ اے سونے والوں! بیدار ہو جاؤ اور اپنے اردگرد دیکھو۔ کیونکہ امریکہ اور روس کمین گاہوں میں یزیدی بیداری کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں اور جب تک تمھیں پوری طرح تباہ و برباد نہ کر دیں گے تم سے دست بردار نہیں ہوں گے۔ امام خمینیؒ نے فرمایا کہ:

"کیا آپ لوگ یہ سوچتے ہیں کہ استعماری سازشوں اور منصوبوں کا مقصد صرف ایران کو ختم کرنا ہے؟ نہیں ان کا مقصد اسلام کو تباہ و نابود کرنا ہے۔ یہ مسئلہ ایک ملک تک محدود نہیں ہے بلکہ تمام اسلامی ممالک کو اپنے حصار میں لیے ہوئے ہے" ۱۹

یہ ملحوظ خاطر رہے کہ اسلام، دشمن کی راہ میں رکاوٹ ہے، خاص کر ولایت فقیہ کا نظام کیونکہ اسلام کی روح ولایت ہے جس کے ذریعے معاشرے میں اسلام کا حقیقی نظام قائم ہوسکتا ہے اور اسلام کی روح زندہ ہوسکتی ہے اور یہ دشمن کے لیے خطرے کی گھنٹی ہے۔ افسوس تو اسی بات کا ہے کہ مکتب ولایت کو ہم نے سمجھنے کی کوشش نہیں کی لیکن دشمن اس کی طاقت کو اچھی طرح سمجھ رہا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آج شیعہ قیادت اور مرجعیت بیدار ہے اور پوری دنیا میں پرچم کفر کے مقابلے میں اگر کوئی پرچم نظر آرہا ہے تو وہ حسینی پرچم ہے ۔آج بھی اسلامی بیداری کے لیے حسینی فکر زندہ ہے جو یہ صدا دے رہی ہے " ان کان دین محمد لم یستقم الابقتلیٰ فیاسوف خذینی"امام حسین علیہ السلام نے یہ پیغام دیا کہ دین و مذہب کو بچانے کے لیے ہم سب کچھ دے سکتے ہیں۔

بانیٔ انقلاب امام خمینیؒ نے اسلامی معاشروں میں فکری و عملی بیداری اور اس کے تمام پہلوؤں کے ساتھ ایک جامع تصور کو پیش نظر رکھ کر اپنے بیانات کے ذریعے لوگوں کو احساس دلایا کہ:

"انقلاب صادر کرنے سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ تمام قومیں بیدار ہوجائیں، تمام حکومتیں بیدار ہوجائیں اور خود کو اپنے مشکلات و گرفتاریوں نیز اس زبردستی اور غلامی سے نجات دیں۔ ہم سب ملکر اٹھیں کہ اسلام کو یہاں زندہ کریں اور

انشاء اللہ انقلاب کو ہر جگہ پھیلائیں گے۔ہم سب آپس میں بھائی بھائی ہیں اور دوست ہیں۔ہمیں قوی امید ہے کہ ہم سب کاندھے سے کاندھا ملا کر، جس سے جس قدر ہو سکتا ہے ...یہ کام انجام دیں۔" ۲۰

"ہم جو یہ کہتے ہیں کہ اپنے انقلاب کو تمام اسلامی ملکوں بلکہ ان تمام ملکوں میں جہاں مستکبرین کمزوروں کے خلاف ہیں، منتقل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ایسی صورت پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ حکومت ایک ظالم اور آدم کش حکومت نہ ہو ،اور ایسی قوم نہ ہو جو حکومت کی مخالف ہو۔ ہم حکومتوں اور عوام کے درمیان صلح و آشتی اور میل جول پیدا کرنا چاہتے ہیں۔" ۲۱

امام خمینیؒ نے ۱۹۸۱ء میں شہداء کے خاندان والوں کے مجمع میں اپنی ایک تقریر میں فرمایا:

"یہ لوگ دیکھ رہے کہ پوری دنیا حتیٰ خود امریکہ کے سیاہ فاموں میں بھی ان کی نابودی کا زمزمہ بلند ہو رہا ہے۔انھوں نے دیکھ لیا کہ اسلام بھی ایک طاقت رکھتا ہے جو خود ہی آگے بڑھ رہا ہے ، خود ہی لوگوں کو، دیندار گروہوں اور مظلوم جماعتوں کو باہم متحد کر رہا ہے اور انشاء اللہ اس متحدہ قیام و اقدام کے ذریعے دنیا کے مستضعف اور کمزور افراد بڑی طاقتوں کا جنازہ نکال دیں گے۔" ۲۲

ایران کی اسلامی بیداری سے متاثر ہو کر دنیا میں بالخصوص فلسطین، بحرین ، تیونس، لیبیا وغیرہ کی عوام استبداد اور استعمار کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔نفی و انکار کا مرحلہ اپنے پیچھے تعمیر و اثبات کا مرحلہ رکھتا ہے۔ لا الٰہ کے بعد الاّ اللہ آتا ہے ۔ یقیناً تحریک میں تعمیر و اثبات کا مرحلہ نفی و انکار کے مرحلے سے سخت ہوتا ہے۔اسی میں انسان کی کامیابی مضمر ہے۔

رہبر انقلاب امام خمینیؒ کے بیش بہا ارشادات عام مسلمانوں نیز حکومت و مملکت کے ذمہ داروں کے لیے ہمیشہ اسلامی بیداری کی راہ کا چراغ بنتے رہے وقتاً فوقتاً اس انقلابی تحریک کو مشخص و معین نیز اسلامی روش سے ہمکنار کرتے ہوئے راہ کو چاہ سے جدا کیا۔ امام خمینیؒ نے حساس ترین لحظات میں بھی اپنی خدا داد ذہانت اور تدبر و فراست کے ذریعے صحیح اسلامی راہوں کی طرف مسلمانوں کی رہنمائی کرکے ہر منزل پر اسلامی بیداری کی حفاظت و تقویت کا سامان فراہم کیا ہے۔

رہبر معظم حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے اسلامی بیداری کے اسی انداز کو باقی رکھا جسے امام خمینیؒ نے پروان چڑھایا تھا۔جیسا کہ وہ فرماتے ہیں:

''سامراجی طاقتوں کے ظلم وستم پر مبنی اصولوں کے ساتھ اسلام ڈٹ کر مقابلہ کرتا ہے اور اسی وجہ سے عالمی منہ زور اور سامراجی طاقتیں اسلام کی طرف قوموں کے رجحان سے خوفزدہ ہیں...عوام کی عظیم حرکت ان کی اسلامی بیداری کی علامت ہے وسیع حقائق کے پیش نظر اس عوامی بیداری میں اسلامی رنگ بھرا ہوا ہے البتہ اس اسلامی بیداری کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ سب اسلامی حکومت کے خواہاں ہیں یا ایران کی اسلامی حکومت جیسا ماڈل اور نمونہ چاہتے ہیں۔'' ۲۳

رہبر معظم آیت اللہ خامنہ ای نے فرمایا کہ:

'' یہ بھی عرض کردوں کہ خدا کی رحمت اور بشارت کے نمونے جگہ جگہ اور قدم قدم پر مختلف مسائل اور مختلف افق پر دکھائی دے رہے ہیں۔ آنے والا دور اور مستقبل روشن وتابناک ہے، ہم اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں اور یہ کوشش کریں کہ خدائی سابقۂ ،نعمت اور رحمت الٰہی کے قافلے سے پیچھے نہ رہ جائیں۔'' ۲۴

مجموعی طور پر یہ کہنا بیحد مناسب ہے کہ آج اس پُر آشوب زمانے میں اسلامی بیداری کے علاوہ انسانی بیداری کی اشد ضرورت ہے تبھی انسان اس دنیا میں اطمینان کی سانس لے سکتا ہے۔ اور جوش ملیح آبادی کے اس شعر کے پیش نظر معرفت اسلامی اور معرفت خدا وندی کے ذریعہ حسینؑ آشنا اور اسلام آشنا ہوسکتا ہے۔

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ

منابع و ماخذ

۱۔ سورۂ جمعہ/ ۲۔

۲۔ سورۂ مائدہ / ۲۔

۳۔ سورۂ کہف/ ۱۰۹۔
۴۔ سورۂ نحل/ ۸۹۔
۵۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۹۸۔
۶۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۰۶۔
۷۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۶۔
۸۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۹۲۔
۹۔ شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید، ج/ ۶، ص ۳۷۳۔
۱۰۔ سوگنامہ آل محمدؐ: محمد محمدی اشتہاردی، ص ۱۹۸، سن چاپ یازدہم تابستان ۱۳۷۷ قم ایران۔
۱۱۔ رموز بیخودی: علامہ اقبال، شارح پروفیسر سلیم چشتی ص ۱۶۵، نومبر ۱۹۹۷ء دہلی۔
۱۲۔ ایضاً، ص ۱۷۷۔
۱۳۔ کلیات اقبال، نظر ثانی: ڈاکٹر منوّر حسین، ص ۳۹۹۔ دسمبر ۱۹۹۷ء، دہلی۔
۱۴۔ سورۂ کہف/ ۱۲۔
۱۵۔ سورۂ رعد/ ۱۱۔
۱۶۔ سورۂ انفال/ ۵۳۔
۱۷۔ سورۂ بقرہ/ ۲۱۴۔
۱۸۔ سورۂ نساء/ ۳۶۔
۱۹۔ سخنان امام، ج/ ۱۵، ص ۴۶ و ۴۷۔
۲۰۔ سخنان امام، ج/ ۱۵، ص ۳۱۷۔
۲۱۔ صحیفۂ نور، ج/ ۱۲ ص ۲۸۵۔
۲۲۔ سخنان امام، ج/ ۱۵، ص ۲۲۱۔
۲۳۔ رہبر معظم انقلاب اسلامی آیت اللہ خامنہ ای کا خطاب،: خبر نامہ محبّانِ اہلبیتؑ، ص ۳، جنوری ۲۰۱۲ء۔
۲۴۔ تقریر، رہبر انقلاب اسلامی آیت اللہ خامنہ ای مدظلہٗ بمناسبت عید مبعث، ۱۰/ ۸/ ۱۳۷۸۔

☆

اسلامی بیداری کیوں؟

سید علی عمران رضوی

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرحمٰن ۔ لھم قلوب لاّیفقھون بھا ولھم اعین لاّ یبصرون بھا ولھم اذان لاّیسمعون بھا اولئک کاالانعام بل ھم اضلّ اولئک ھم الغافلون۔[1]

یعنی ان لوگوں کے پاس دل ہیں مگر سمجھتے نہیں ہیں اور آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں ہیں اور کان ہیں مگر سنتے نہیں ہیں۔ یہ چوپایوں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں اور یہی لوگ اصل میں غافل ہیں۔

سورۂ اعراف کی اس آیۂ کریمہ کی روشنی میں اس بات کی وضاحت مقصود ہے کہ انسانوں کے اندر کون بیداری چاہتاہے۔ اس کائنات کے بنانے والے رب کو اس بات کی فکر ہے کہ انسان کا ذہن بھی بیدار رہے اور کان وآنکھیں بھی۔ اسی لئے اس نے انسانوں کو بیدار رکھنے کے لئے نبیوں، رسولوں اور اماموں کو بھیجا تاکہ وہ انسانوں کو بیدار کرتے رہیں۔ چونکہ اللہ چاہتا ہے کہ انسانوں میں اسلامی بیداری لائی جائے اس لئے اس کے رہنماؤں نے اس کام کو انجام دینے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ نبیوں نے تکلیفیں برداشت کیں مگر انسانوں کو بیدار کرتے رہے۔ اماموں نے قید خانوں کی تکلیفیں برداشت کیں مگر لوگوں کو بیدار کرتے رہے۔ اسی طرح اللہ کے دوسرے باعظمت بندوں نے بھی لوگوں میں بیداری کا کام بخوبی انجام دیا اور دے رہے ہیں۔

اللہ نے اپنی مخلوق کو بتادیا کہ اس دنیا میں حق وباطل دوراستے ہیں۔ حق کا راستہ جنت تک پہونچائے گا اور باطل کا راستہ جہنم تک لے جاتاہے۔ اب یہ کام تمہارا ہے کہ تمہیں کس راستے کو اپنانا ہے ۔ اگر حق کے راستے پر چلنا ہے تو وہ ان کا راستہ ہے جن پر میں نے اپنی نعمتیں نازل کی ہیں۔ انسانوں کو بیدار کرنے کے لئے ہی اللہ نے ہر نماز میں سورۂ حمد میں یہی ”اھدنا الصّراط المستقیم صراط الّذین انعمت علیھم الخ پڑھنے کا حکم دیا۔ یعنی ” مجھے سیدھے راستے پر ثابت قدم رکھ“ اگر اس آیت پر غور وفکر کریں تو یہ پتہ چلے گا کہ اللہ نعمت بھی دیتا ہے اور غضب بھی نازل کرتاہے۔

کائنات میں جو کچھ ہے اس کا خالق اللہ ہے وہی جانتا کہ کس سے کیا کام لینا ہے۔ نظام

کو کیسے چلانا ہے۔ گو کوئی کمی آئے تو اسے کیسے درست کرنا ہے۔نظام میں گڑبڑی یا دشواری پیدا نہ ہو تو اس کے لئے کیا کرنا ہے؟ اسی لیے اس نے طرح طرح کی ہدایتیں کیں۔ قرآن جیسی کتاب بھیجی جس میں خود ارشاد فرماتا ہے کہ کلّ شیءٍ احصیناہ فی امام مّبین۔۲؎

یعنی ہم نے ہر خشک وتر،کو امام مبین میں احصاء کردیا ہے۔ اس سے صاف واضح ہے کہ اللہ چاہتا ہے کہ اس کے بندوں میں بیداری رہے اور وہ لوگ ہر چیز کا حل قرآن سے نکال سکیں کیونکہ ہر دور میں انسانوں کو دبانے اور گمراہ کرنے کی کوششیں کی گئیں، اور کی جارہی ہیں۔ اسی لیے اللہ نے انسانوں کو ایسا دین دیا جو اسے پسند ہے جس کے لئے قرآن میں ارشاد ہوا کہ انّ الدّین عند اللّٰہ الاسلام۔۳؎ یعنی اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے۔ ظاہرسی بات ہے کہ کوئی دین کسی کی سمجھ میں اس وقت تک نہیں آسکتا جب تک سمجھانے والے نہ ہوں اسی لئے اس نے اس کا بھی انتظام کیا تاکہ انسانوں میں لحد سے لیکر مہد تک اسلامی بیداری رہے۔

اللہ کو معلوم ہے جھولے میں کمزور ولاغر بچے ایک دن بڑے ہوں گے ان کے ہاتھ میں طاقت ہوگی کوئی قاتل بنے گا تو کوئی مظلوم ۔ کوئی ظالم حکمراں ہوگا تو کوئی انصاف پسند، کوئی بیدار رہے گا تو کوئی خوابیدہ گمراہ۔ کوئی انصاف دلانے والا رہے گا تو کوئی انصاف چھیننے والا۔ کوئی بیدار کرنے والا رہے گا تو کوئی گمراہی پھیلانے والا۔ کوئی رحمٰن صفت ہوگا تو کوئی شیطان صفت۔ کوئی عالم باعمل ہوگا تو کوئی عالم بے عمل وبے دین۔ کوئی خمینیؒ جیسا رہبر بنے گا تو کوئی صدام،قذافی، رضا شاہ پہلوی،شاہ فہد جیسے گمراہ حکمران ۔قلمی میدان میں کوئی سید رضی، سید مرتضیٰ ، آیت اللہ مطہری، آیت اللہ باقر الصدر جیسے مفکرین پیدا ہوں گے تو کوئی سلمان رشدی جیسا بیدین اور بکاؤ،اور شیطان فکر رکھنے والا انسان بھی پیدا ہوگا جو اپنے شیطانی قلم سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرے گا۔

اللہ نے اپنے نبیوں اور اماموں کے ذریعے یہ بتادیا ہے کہ جو انسانوں کو تکلیف پہونچائے اور انسان اور انسانیت کا دشمن بن جائے اسے وہ پسند نہیں کرتا بلکہ اسے سزا دے گا۔ اسی طرح اس نے یہ بھی بتادیا کہ جو لوگ نیک کام انجام دیں گے اسے وہ انعام دے گا۔ سزا اور انعام کے ذریعے اللہ نے تمام انسانوں کو اس بات کے لئے مجبور کردیا کہ بیدار رہے اللہ نے اسی بات پر زور دیا کہ بچوں کو جھولے میں ہی بیدار کردیا جائے تاکہ ان کی پوری زندگی درست رہے۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں۔

''جوان آدمی کا دل ایسی زمین کی مانند ہے جس پر کچھ کاشت نہ ہوا ہو جو بیج بھی اس میں

ڈالا جائے گا وہ اسے قبول کرے گا۔ اے میرے بیٹو! میں نے تمہاری تربیت کے لئے تمہاری کمسنی میں ہی اقدام کیا قبل اس کے کہ تمہارا نقش پذیر قلب سخت ہوجائے۔ اور اس سے پہلے کہ تمہاری عقل مختلف مسائل میں الجھ جائے۔'' ۴

اسی طرح امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں :

''جتنا جلد ہوسکے اپنے بچوں کو مذہب سے آشنا کرو اس سے پہلے کہ مخالفین تم پر سبقت لے جائیں اور انہیں خلاف حق باتوں کی تعلیم دینے لگیں'' ۵

اگر بچپنے میں ہی صحیح تعلیم مل جائے تو وہ ہمیشہ بیدار رہے گا۔ وہ حق کا دامن تھام کر اللہ سے انعام پانے کی کوشش کرے گا اور سزا پانے کے لئے گمراہی یا غفلت میں نہ رہے گا۔ وہ جب بیدار رہیگا تو اللہ کے ان تمام قوانین سے بھی وابستہ رہے گا جس سے اسے فائدہ ملتا ہو۔ اور سماج ومعاشرہ سنورتا ہو۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں گناہوں اور آلودگیوں کو ترک کرنے کی ابتدا اپنے نفس پر غلبہ سے کرو۔ اس کے بعد تم آسانی سے اپنے نفس کو اللہ کی بندگی وفرمانبرداری کی طرف لے جاسکو گے۔ ۶

رسول اکرمؐ بچوں کی بیداری کے لئے یہاں تک فرماتے ہیں :

''مرّوا صبیانکم بالصّلوۃ اذا بلغو سبعاً''

یعنی جب تمہارا بچہ سات سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اسے نماز کی تاکید کرو۔ ۷

رسولؐ کے اس فرمان سے واضح ہے کہ وہ بچے کے ذریعے بڑوں کو بھی بیدار کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے اندر اسلامی بیداری لے آئیں اور نماز میں اللہ سے دعا کریں کہ وہ انہیں سیدھے راستے پر ثابت قدم رکھے۔اس عمل سے صاف ہے کہ بچوں اور انسانوں میں یہ بیداری پیدا کرنا کہ وہ سوچنے کے لئے عقل کا استعمال کریں اسی عقل کے بارے میں حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ:

'' افضل حظ الرّجل عقله ان ذلّ اعزه وان سقط رفعه وان ضلّ ارشده وان تکلّم سدره''۔یعنی آدمی کا افضل ترین سرمایہ اس کی عقل ہے کیونکہ اگر وہ ذلت سے دوچار ہوتا ہے تو عقل اسے عزّت دلاتی ہے۔ اگر وہ گرنے لگتا ہے تو عقل اسے سنبھال لیتی ہے ۔ اگر وہ گمراہ ہونے لگتا ہے تو عقل اسے راہ راست کی ہدایت کرتی ہے۔ اور اگر وہ کوئی بات کرتا ہے تو عقل اس بات کو ٹھوس بنادیتی ہے۔ ۸

اللہ بھی یہی چاہتا ہے کہ اس نے انسانوں کو عقل وشعور دیا تا کہ وہ سوچیں ، سمجھیں اور فکر کریں اورحق وباطل کو پہچانیں۔خود بھی بیدار رہیں اور دوسروں کو بھی بیدار کریں۔اگر وہ بیدار نہیں رہیں گے تو ان سے سوال وجواب ہوگا اور انہیں سزا بھی ملے گی۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ:

’’علیک بالفکر فانّہ رشد من الضّلال و مصلح الاعمال‘‘ ۹

یعنی غور وفکر کی عادت اختیار کرو کیونکہ اسی طرح تم گمراہی سے نجات پاسکتے ہو اور اسی طریقے سے تمہارے کردار کی اصلاح ہوسکتی ہے۔

مذکورہ ارشاد سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر غور وفکر جاری رہے گی تو لوگ ہر طرح کی غلطی سے بچ سکتے ہیں چاہے وہ طلبہ ہوں یا اساتذہ ، چاہے وہ علماء ہوں یا جانباز ،سب کو غور وفکر کرنی چاہئے۔اگر ہر کوئی سوچ سمجھ کر فیصلہ کرے تو نظام بگڑ ہی نہیں سکتا۔جہاں جسے موقع ملے گا وہ کتنا ہی بڑا نہ بن جائے اگر اس میں اسلامی بیداری ہے تو وہ کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جس سے انسانیت سرمشار ہو اور اسلام ومسلمان کو نقصان پہونچے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ بہت سے لوگوں میں اسلامی بیداری نہیں ہونے کی وجہ سے آج ایسے بہت سے مسلم ممالک میں اسلامی نظام نہیں ہے۔اگر ان ملکوں کے حکمرانوں میں شروع سے ہی اسلامی بیداری ہوتی تو ان کے ملک میں بھی اسلامی نظام ہوتا اور وہ بھی ایران کی طرح سر اٹھا کر جی سکتے تھے۔

پروفیسر محمد عارف خاں رقمطراز ہیں۔

”جہاں تک مسلم مما لک میں اسلامی نظام حیات کے نفاذ کا تعلق ہے تو ۴۵ سے زائد اسلامی مما لک میں سے کسی ملک میں بھی اسلامی نظام حیات کامل طور پر نافذ نہیں ہے۔بعض میں سرے سے مغربی سرمایہ دارانہ نظام ہے تو بعض میں اشتراکی اثرات زیادہ ہیں ۔مختصراً یوں کہا جاسکتا ہے کہ تمام مسلم مما لک میں سیکولر نظام نافذ ہے۔ سیکولر نظام میں یہ گنجائش بدرجہ اتم موجود ہے کہ آپ نظریاتی وعملی طور پر کچھ بھی اختیار کرکے اسے کوئی بھی نظام قرار دے سکتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ تمام مسلم ممالک میں سیکولر نظام نافذ ہے۔مگر سب مسلم مما لک کے حکمراں اپنی حکمرانی کا استعمال اسلام کے نام پر کرتے ہیں۔سیاسی ، معاشی ،

معاشرتی، تہذیبی و تعلیمی شعبوں میں مسلم ممالک یا تو مغرب کے مقلد ہیں، یا اشتراکیت کے۔ لیکن ان پر اسلام کا ملمع چڑھا دیا جاتا ہے اور وہ اسلامی قوانین کہلانے لگتے ہیں یہ ڈرامہ ہر مسلم ملک میں کھیلا جاتا ہے اس کی وجوہات تو ماضی کے اوراق سے تلاش کی جاسکتی ہیں۔'' ۱۰

محمد عارف خان کے مذکورہ اقتباس سے یہ واضح ہے کہ زیادہ تر حکمرانوں میں اسلامی بیداری نہیں ہے ورنہ وہ قرآن، حدیث اور معصومینؑ کے ارشادات پر غور وفکر کر کے بیدار ہوکر اپنے اہم فرائض کو انجام دیتے۔

دنیا کے اسی حال کو دیکھتے ہوئے ایران مین عظیم انقلاب لانے والے امام خمینیؒ فرماتے ہیں۔

''مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ بیدار ہوجائیں۔ اب وہ وقت نہیں رہ گیا کہ ہر مسلمان ایک گوشہ تنہائی میں زندگی بسر کرتا رہے اور کسی ملک میں ایک مخصوص وخوشحال زندگی بسر کرتا رہے۔ ایسے حالات میں یہ بات قطعی مناسب نہیں ہے جبکہ بڑی طاقتیں ہم لوگوں کو پوری طرح نگل جانے کا منصوبہ رکھتی ہیں ۔ ایسے حالات میں مسلمانوں کو پوری طرح بیدار ہوجانا چاہیئے۔ میں اکثر اسلامی حکومتوں سے مایوس ہوچکا ہوں لیکن عوام کو بیدار ہوجانا چاہیئے اور سب کو پرچم اسلام واحکام قرآن کے سایہ میں متحد رہنا چاہیئے۔'' ۱۱

امام خمینیؒ کے اس احساس ودرد سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ حکمرانوں میں اسلامی بیداری ہے اور نہ ہی عوام اس کی روح سے آشنا ہیں۔ ایک اور جگہ امام خمینیؒ فرماتے ہیں :

''اسلام کی حفاظت ہمارا فریضہ ہے۔ یہ فریضہ تمام واجبات سے اہم ہے، حتی کہ نماز وروزہ سے بھی واجب تر ہے۔ یہی وہ فریضہ ہے جس کی ادائیگی خون مانگتی ہے۔ امام حسینؑ کے خون سے زیادہ کس خون کی قیمت ہے؟ لیکن بقائے اسلام کی خاطر اسے بھی قربان کردیا۔ یہ صرف عظمت اسلام کی خاطر ہوا۔ ہمیں چاہیئے کہ اس حقیقت کو خود سمجھیں اور دوسرں کو سمجھائیں ۔ آپ صرف اس وقت خلیفہ ٔ اسلام ہوسکتے ہیں جب عوام کو اسلام سے آگاہ کریں اور یہ نہ کہیں کہ اسے چھوڑو، اس مہم کو امام زمانہ عج خود آکر انجام دیں گے ۔ کیا

آپ کبھی نماز ترک کرتے ہیں کہ جب امام زمانہ ؑ تشریف لائیں گے تب پڑھیں گے؟ حفاظت اسلام نماز سے بھی واجب تر ہے۔" ۱۲

پروردگار نے انسانی بیداری کے لئے ایک کے بعد دوسرے بڑے پلیٹ فارم مشخص کیے ہیں۔ پہلے جماعت کا حکم دیا پھر جمعہ کا، جہاں روزانہ کی جماعت کے مقابلے کئی گنا زیادہ لوگ ہوتے ہیں وہاں شامل ہوکر جماعت کا حکم دیا۔ اس کے بعد سال میں ایک بار حج کا حکم دیا جہاں پوری دنیا کے مسلمان جمع ہوں۔ ایسا نظام بنانے کے پیچھے اللہ کا یہی ارادہ ہے کہ ایک جگہ کا مسلمان دوسری جگہ کے مسلمان سے ملے اور ان کی پریشانیوں سے واقف ہو اور اس کے حل کے لئے تدبیر کرے۔ یہی اسلامی بیداری ہے۔

مجموعی طور پر روشن ہوگیا اسلامی بیداری کیوں ضروری ہے جس کے باعث دشمن اسلام کے خطروں سے مسلمان محفوظ رہ سکیں۔ اس سلسلے میں امام خمینیؒ فرماتے ہیں۔

"اے غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں! جاگو اور اپنے اردگرد دیکھو کہ تمہارے گھر کے قریب بھیڑیوں نے ڈیرا ڈال رکھا ہے۔ اٹھ کھڑے ہو کیونکہ یہ سوچنے کا وقت نہیں ہے۔ دنیا صیاد کے چنگل سے محفوظ نہیں ہے۔ امریکہ وروس گھات لگائے بیٹھے ہیں جب تک تمہیں پوری طرح تباہ نہیں کردیں گے اپنی ظالمانہ راہ وروش سے باز نہیں آئیں گے۔ ۱۳

غرض یہ ہے کہ دین اپنے ماننے والوں کے لئے ایک مکمل لائحہ عمل اور جامع ضابطۂ حیات رکھتا ہے۔ آغوش مادر سے لیکر کنارِ لحد تک زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس کے متعلق حکم اور قانون موجود نہ ہو اور یہ قانون کسی فرد بشر یا کسی جماعت کے بنائے ہوئے نہیں ہیں۔ جس میں صاحبان دولت وثروت افراد کے مفاد کا ہرطرح لحاظ رکھا جاتا ہے۔ بلکہ دین اسلام کے یہ قوانین اور انسانی زندگی کے قوانین خود خالق ارض وسماء نے پورے جامعہ بشریت کی فلاح وبہبود دنیوی واخروی کو پیش نظر رکھ کر مرتب فرمائے ہیں اور ابد تک ہر زمانے کے لوگوں کی ضروریات اور وسعت نفس کا لحاظ رکھتے ہوئے بنائے ہیں اور انہیں منتخب بندوں انبیاء ومرسلین کے ذریعے پھیلایا اور نافذ کرایا۔

مذکورہ عوامل کو سمیٹ کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ مکمل لائحہ عمل بہترین رہبر، ہادی اور لائق افراد، اسلام کی نشرواشاعت کا سبب بنے ہیں۔ اس دور میں بھی اسلامی بیداری کے لئے ایسے ہی افراد کی

ضرورت ہے جو قوانین الٰہیہ کے نقش قدم پر چل کر امام خمینیؒ بن سکیں اور ایک نیا اسلامی انقلاب وجود میں لاسکیں۔ دنیا کی ہر تحریک کی کامیابی کے لئے دو چیز لازمی اور بنیادی اہمیت کی حامل ہیں ان میں سے ایک باشعور بیدار مغز اور حوصلہ مند قیادت ہے اور دوسری اہم چیز عوام کی بھرپور آمادگی۔ اسلام جغرافیائی حدود کا قائل نہیں بلکہ یہ ایک آفاقی پیغام ہے اور خدا کا شکر ہے کہ اس آفاقی پیغام سے وابستہ اسلامی بیداری تحریک کو آیت اللہ خامنہ ای جیسے رہبر عظیم الشان کی قیادت حاصل ہے اور مسلم علاقوں میں رونما ہونے والی انقلابی تحریکیں یہ بتارہی ہیں کہ مسلمان عوام کے درمیان بین الاقوامی سطح پر آمادگی کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے اور انشاء اللہ اس آفاقی اسلامی انقلاب کی زمین ہموار جائے گی جس کی قیادت قائم آل محمدؐ مہدی عج موعود کے ہاتھوں میں ہوگی اور دنیا ی بشریت ہر ممکن خوشحالی سے مالامال ہوجائے گی اور اسلامی بیداری کی حقیقی لذتوں سے آشنا ہوجائے گی۔

حوالے:

۱۔سورۂ اعراف، آیت ۱۷۹

۲۔سورہ یٰسین، آیت ۱۲

۳۔سورۂ آل عمران، آیت ۱۹

۴۔نہج البلاغہ فیض، ص ۹۳

۵۔کافی جلد ۶، ص ۴۷

۶۔غرر الحکم ص ۵۰۸

۷۔مستدرک۔ج۔ا ص ۱۷۱

۸۔غرر الحکم ص ۲۱۲

۹۔غرر الحکم، ص ۴۸۱

۱۰۔انقلاب ایران، محمد عارف خان، ص ۹۷، مئی ۱۹۹۱ء

۱۱۔راہ اسلام ص ۹۳ جون ۱۹۹۰ء

۱۲۔ولایت فقیہ، ص ۹۴

۱۳۔راہ اسلام، ص ۹۳، جون ۱۹۹۰ء

☆

امن اور ترقی میں مذہب کا کردار

پروفیسر سید فرمان حسین

شعبۂ شیعہ دینیات ، اے ایم یو، علی گڑھ

انسان جب اپنے گردوپیش پر نظر ڈالتا ہے تو انکشاف ہوتا ہے کہ انسان پہلے بھی ظالم تھا اور آج بھی ظالم ہے۔ پہلے بھی جابر تھا اور آج بھی ہے ۔خون کی جو پیاس قابیل کے سینے میں بھڑکی تھی، آج بھی ان گنت سینوں میں بھڑک رہی ہے اور ہزار سال کی طوق رسانی کے بعد ٹھنڈی نہیں ہوسکی ہے۔ یہ خون کبھی عزت وناموس کے نام پر بہایا گیا۔کبھی بغض وعناد کی بنا پر، کبھی رزق کی تلاش میں فاقہ کش قوموں نے مظالم ڈھائے تو کبھی عالم کے لئے جابر شہنشاہوں نے اور کبھی مذہب کو آڑ بنا کر خدا کے نام پر سفاک جاہ پرستوں نے مظالم ڈھائے۔

یوں تو ہر مذہب سے وابستہ لوگ یہی کہتے ہیں کہ ان کا دین امن وامان کا گہوارہ اور محبت واخوت کا مروج ، محافظ اور پرستار ہے مگر یہ حقیقت تلخ بلکہ کچھ اس سے بھی ماسوا ہے کہ دنیا میں جتنا خون مذہب کے نام پر بہایا گیا ہے کسی اور عنوان سے یہ کارنامہ اس قدر وسیع پیمانے پر اتنے تسلسل کے ساتھ شاید انجام نہ دیا گیا ہو، ایک مذہب کا دوسرے سے تقابل ،تفوق اور پھر تصادم تاریخ عالم کا نمایاں مگر تکلیف دہ باب ہے۔ ایک اہل مذاہب کا باہمی تصادم کس صاحب نظر اور باہوش انسان کی نگاہ سے پوشیدہ ہے؟ صلیبی جنگوں کی ہولنا کیوں سے کون شخص آنکھیں موند سکتا ہے یہ سلسلہ اب بھی پوری شدت اور حدت کے ساتھ جاری اور ساری ہے۔ نت نئے بہانے تراش کر ایک مذہب کے پیشواؤں کا دوسرے مذہب کے ممالک پر حملہ،شکست وریخت کا سلسلہ، ریشہ دوانیاں، تخریبی کارروائیاں ایک مذہب کے دشمنوں کی سرپرستی ،مظلوموں کی خونریزی جلاوطنی بے قصور اور نہتے عوام پر بمباری، کچھ ملکوں کو دھمکیاں، کچھ پر چڑھائیاں آمرانہ اقدامات اور استبداد سے نہ صرف چشم پوشی بلکہ شاباشی ایک مذہب کے بانی اور پیغمبر کی شان میں گستاخیاں، اس مذہب کے متاثر اور اصطلاحات کی توہین اور تذلیل بھی اور اس مذہب کے دشمن مصنفین پر انعامات واکرامات کی بارشیں کسی اور بنا پر نہیں بلکہ صرف اور صرف مذہبی جنون اور تعصب کا ہی مظاہرہ ہے۔ فلسطینی عوام کو ان کے گھر سے بے دخل

کر کے اپنے حلیف ملک کی تخلیق اور پھر اس کی حمایت وسرپرستی کے معصوم بچوں بوڑھوں اور خواتین پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دینا۔ان کی آہ وزاری اور خستہ حالی سے مجرمانہ تغافل کی بنیاد سوائے آج مذہبی دیوانہ پن کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔بابری مسجد کی شہادت ، گجرات کا قتل عام، آزادی کے بعد سے آج تک ایک کم زور اقلیت کو مزید کم زور کرنے کی سازشیں ، منصوبہ بند فسادات نہتے اور بے بس افراد پر ظلم وستم کی بوچھار قانون کے رکھوالوں کا عتاب قانونی اداروں کا جانب دارانہ رویہ ایسے تلخ حقائق ہیں جو روز روشن کی طرح واضح ہیں۔

فسادات کے عنوان دے کر ایک طبقے کے لاکھوں افراد کو تہ تیغ کر دیا جاتا اور قاتلوں کو سزا نہ ملنا چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ یہ پوری کارستانی مذہبی جذبات کے سائے میں ہی پروان چڑھ رہی ہیں۔

ان حالات کو دیکھ کر تو ایسا لگتا ہے کہ کسی نے مذہب کی افیون کی جو تعبیر کی تھی شاید وہ کچھ بعید از مفہوم نہیں ہے۔ اسی کے ذریعہ ہر بڑے سے بڑا اقدام کیا جاسکتا ہے ہر بڑی سے بڑی خونریزی کا جواز تلاش کیا جاسکتا ہے اس وحشتناک صورت حال اور خوفناک ماحول سے گھبرا کر کسی پناہ گاہ کی تلاش میں جب ہم ایک قدم اور بڑھاتے ہیں تو عدم تحمل، غیر رواداری اور عدم برداشت کا ایک اور پرُ ہول میدان ہمارے سامنے موجود ہوجاتا ہے۔ میری مراد اسلام کے نام لیواؤں کی زبوں حالی سے ہے۔ وہ اسلام جو امن وآشتی کا پیغام ، اور تسلیم وسپردگی کا عنوان تھا۔ اس کی تاریخ تو اور بھی بھیانک نظر آتی ہے۔

صدر اسلام میں ہی مسلمانوں کا گروہوں اور فرقوں میں بٹ جانا تاریخ اسلام کا وہ بھیانک اور لرزہ خیز حادثہ ہے جس پر جتنے آنسو بہائے جائیں، کم ہیں۔

مسلمانوں کا مسالک میں تقسیم ہوجانا تو شاید کوئی بڑی بات نہیں تھی ۔اس لئے کہ سابقہ ادیان میں بھی یہی سب کچھ ہوتا رہا ہے مگر ان مسالک کا ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہوجانا انتہائی بدبختی کا عنوان تھا۔ یہ سلسلہ اور آگے بڑھا، نفرتوں میں شدت، باہمی بیزاری، اعمال وافعال، معاملات بلکہ عبادات تک میں اتحاد کا فقدان نظر آنے لگا۔

یہ پہلو اور بھی زیادہ الم ناک ہے کہ دیگر مذاہب وادیان کے افراد اور جماعتیں تو وقت کے ساتھ ساتھ شعور کی اس منزل پر پہنچ گئے کہ اپنی آپسی دوریوں کو قربتوں میں تبدیل کرنے کی کوششوں میں مصروف ہوگئے اور ان کی مساعی کامیاب بھی ہوئیں عیسائیوں میں بہت سے فرقے ہیں۔ ان

میں نظریاتی اختلافات بھی ہیں۔ یہودیوں میں بھی فرقوں کی تعداد کسی دوسرے مذہب سے کم نہیں۔ ہندوؤں میں بھی بے شمار عقیدے ہیں اور کچھ تو ایک دوسرے کے بالکل متضاد بھی ہیں مگر یہ فرقے اپنے اپنے نظریات پر قائم رہتے ہوئے وحدت کی لڑی میں پروئے ہوئے نظر آتے ہیں۔

روئے زمین پر کہیں بھی عیسائی عیسائی سے دست وگریباں نظر نہیں آتا۔ یہودی یہودیوں سے نبرد آزما نہیں ہے، ہندو ہندو سے کہیں آمادہ قتال نہیں ہے، یہ تلخ مناظر اگر آپ کو کہیں نظر آتے ہیں تو صرف اس امت میں جو خیر امت کے بلند مرتبہ فائز کر کے بھیجی گئی تھی۔ مسلمانوں کے فرقوں میں پہلے تو باہمی بحث مباحثہ ہوتا تھا پھر اپنے نظریات کی صحت اور دوسرے نظریات کے بطلان کے اثبات میں مناظرے ہونے لگے مگر زمانہ کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتے بڑھتے معاملہ باہمی تکفیر تک جا پہنچا اور اب تو پھر ایک فرقہ دوسرے کو کافر کہہ رہا ہے۔ پہلے کاوشیں لوگوں کو مسلمان بنانے کی تھیں۔ اب سب لوگوں کی کوششیں مسلمانوں کو کافر بنانے کی ہیں۔ یہی نہیں بلکہ اب تو مسلمان ایک دوسرے کا خون بہاتے ہیں۔ اور اس کارنامہ پر کسی کو ندامت بھی نہیں ہے بلکہ اسے لائق فخر، باعث اجروثواب اور جنت کی ضمانت سمجھا جا رہا ہے، مسجدیں فرقوں میں بٹ گئی ہیں۔ مسلمانوں کا ایک دوسرے کی مسجد میں چلے جانا ایک ہنگامہ کو دعوت دینا اگر نہیں بھی ہے تو ایک امر ناپسندیدہ ضرور ہے۔

ایسی جماعتیں تیار کردی گئی ہیں جن کا سب سے اہم فریضہ یہ قرار پایا کہ وہ ذہنوں میں یہ واضح کرادیں کہ بس ان کے ساتھ چلنا ہی عین اسلام ہے باقی سب یا تو شرک ہے یا کفر ہے۔ مختلف انجمنوں کے نام سے ایسے فوجی دستے تیار کردئے گئے ہیں جن کو سمجھا دیا گیا ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو قتل کردینا اتنا مقدس فریضہ ہے کہ اس کی ادائیگی میں اپنی جان کی بھی بازی لگائی جاسکتی ہے۔ افغانستان، پاکستان، عراق، شام بحرین، سعودی عرب کے حالات ان تلخ حقائق کے زندہ اور جیتے جاگتے ثبوت ہیں اسلام دشمن قوتوں نے سب سے پہلے اسلامی وحدت کو اس عنوان سے پارہ پارہ کیا کہ خلافت کے عظیم الشان ادارہ کو ریزہ ریزہ کر کے چھوٹے چھوٹے ملکوں کی تشکیل کی پھر ان ممالک پر اپنی پسند کی حکومتوں کو مسلط کیا۔ کہیں ڈکٹیٹر بٹھادئے کہیں سلاطین کو مسلمانوں کے سروں پر مسلّط کردیا۔

ایک انتہائی تنگ نظر کنبہ کو مسلمانوں کے مقدس ترین مقامات کا حکمراں بنا کر صہیونیت کی خدمت پر مامور کردیا۔ حکومت کی لالچ اور اقتدار کی ہوس میں اس کنبہ نے اسلام دشمنوں کی اطاعت

بہ رضا و رغبت قبول کرلی، اور مختلف ذرائع سے امت مسلمہ میں تخریبی عناصر کی پرورش کی جانے لگی۔ آج سعودی عرب میں امریکہ اور اسرائیل کے خلاف لب کشائی جرم ہے اور مسلمانوں کے بزرگان دین کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنا لائق گردن زدنی ہے۔ اس لیے ان بزرگوں کی قبروں کو بھی اکھیڑ دیا گیا ہے۔ ان نام نہاد مسلمانوں کے ہوتے ہوئے اسلام کو اب بھلا کسی دشمن کی کیا ضرورت ہے۔ صرف یہی کہا جاسکتا ہے۔

کسے خبر تھی کہ لے کر چراغ مصطفوی
جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بولہبی

ایسے خون آلود ماحول میں کہاں کا امن اور کیسی ترقی۔ ایسے ہولناک حالات میں امن و ترقی کی تلاش خواب ہی ہے۔ لیکن تصویر مسلمانوں کی ہے اسلام کا اس سے دور کا بھی علاقہ نہیں ہے۔ سفاک، خوں خوار اور اقدار کے بھوکے حکومت کے لالچ میں سرتاپا غرق افراد نے اسلام کا نام لے کر جو مذموم حرکتیں کی ہیں یا کررہے ہیں ان میں اور حقیقی اسلام میں تو بعد المشرقین ہے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ عقائد کا اختلاف دنیا میں ہمیشہ رہے گا۔ انسان آزاد ہے کہ اپنے دلی یقین کے مطابق جو عقیدہ چاہے اپنائے اور اپنی نجات جن نظریات میں چاہے تصور کرے مگر یہ حق کسی کو نہیں ہے کہ اپنے عقائد کو جبراً کسی پر تھوپنے کی کوشش کرے یا ایسے عقائد کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرے جو ظلم اور تعدی کی تعلیم دیتے ہوں۔ یہ طریقہ جب بھی اختیار کیا جائے گا ہمیشہ فساد ہوگا۔ موجودہ عالمی فساد کا پس منظر یہی ہے۔

یہ بات حتمی اور قطعی ہے کہ مذہب ہرگز فساد اور خونریزی کی اجازت نہیں دیتا بلکہ اس کا تو تصور بھی کم علمی کی پیداوار ہے اور سراسر بے بنیاد ہے۔

یاس و حسرت کی گھٹا ٹوپ تاریکی میں امید کی کرن روشن ہوجاتی ہے جب اس حقیقت کا ادراک ہوتا ہے کہ مذہب کے نام پر ظلم کرنے والے ہمیشہ یا تو لامذہب ہوا کرتے ہیں یا ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کے اندر حقیقی مذہب کا شائبہ تک نہیں ہوتا یا امتداد زمانہ سے بگڑ کر ان کا مذہب کچھ سے کچھ ہوجاتا ہے یا پھر ایسے مذہبی علماء اس ظلم کے ذمہ دار ہوتے ہیں جن کا مذہب سے تعلق برائے نام اور برائے ضرورت ہوتا ہے۔ ایسے لوگ مذہب کی خدمت یا اس پر عمل نہیں کرتے بلکہ اپنے مفادات کے لئے اس کا استعمال کرتے ہیں۔ ان کے دل روحانیت، رحمت، شفقت اور خدمت خلق

کے پاکیزہ جذبات سے عاری ہو کر چالاکی، ریاکاری، عیاری اور سفاکی کی آماجگاہ ہوتے ہیں۔ ایسے گندم نماجو فروشوں کی بد اعمالیوں کو مذہب کی طرف منسوب کرنا مذہب پر ایک بڑا بھاری ظلم ہے۔ حق بات یہ ہے کہ وہ پرودگار جو تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے کسی مذہب کے ماننے والوں کو اپنے بندوں پر ظلم کرنے کی تعلیم اور اجازت نہیں دیتا۔

مذہب کی طرف سے اگر ظلم روا رکھا گیا ہوتا تو زیادہ ظلم ڈھانے والے خود مذہب کے بانی ہوتے یا ان کے وہ متّبعین ہوتے جنہوں نے اس مذہب کو خود اس مذہب کے بانی سے سیکھا ہے اور اس سے تعلیم حاصل کی اور اس کے اسوہ کے مطابق اپنے اعمال اور اخلاق کو ڈھالا، لیکن تاریخ شاہد ہے کہ مذہب کے نام پر ظلم ان لوگوں نے ڈھایا ہے جنہوں نے مذہب کو یا تو بگڑی حالت میں پایا ہے اور اس کی تقلید کرنے لگے یا اپنی اخلاقی گراوٹ کی وجہ سے اپنے خیالات اور رجحانات کی پیروی کرنے لگے۔

اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ظلم انبیاء ومرسلین، اولیاء صدیقین اور صالحین پر ہوئے ہیں جن میں سے بہت سے حضرات کو شہید کر دیا گیا۔ انہوں نے کسی پر ظلم نہیں کیا۔

قوم نوح نے حضرت نوح پر ظلم کے پہاڑ توڑ دئے۔ حضرت ابراہیم نے کسی کو آگ میں نہیں جلایا لیکن خود ان کو آگ میں ڈالا گیا تھا۔

حضرت موسیٰ نے کسی پر زیادتی نہیں کی مگر ان کو ملک بدر کر کے ہولناک صحرا میں چھوڑ دیا گیا تھا۔ حضرت عیسیٰ نے کسی پر دست تعدی دراز نہیں کیا مگر ان کو سولی پر چڑھا دیا گیا۔

(یہ الگ بات ہے کہ پرورگار نے ان کو اٹھالیا ہے۔)

حضرت محمد مصطفیٰ کو جو اذیتیں دی گئی ہیں وہ تاریخ میں پوری تفصیل کے ساتھ موجود ہیں کونسا ظلم تھا جو آپ پر روا نہ رکھا گیا۔ کوڑا پھینکا گیا۔ کانٹے بچھائے گئے، نماز پڑھتے ہوئے گندگی کمر پر رکھ دی گئی۔ پتھر مارے گئے گستاخیاں کی گئیں۔ یہاں تک کہ آپ کو کہنا پڑا کہ کسی نبی کو اتنی اذیت نہیں دی گئی جتنی مجھے دی گئی ہے اور آپ ہر ظلم پر یہی دعا کرتے تھے اللّھمّ اھد قومی فانّھم لا یعلمون میرے معبود ان کی ہدایت فرما، یہ مجھے جانتے نہیں ہیں۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ فروغ امن اور جہان ارتقاء میں اسلام کا کیا تعاون ہے اور کیا رہنمائی ہے۔

امن اور ترقی دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ترقی وہیں ہوتی ہے جہاں امن ہوتا ہے۔

اس کے سائے میں ہی ترقی ہوتی ہے اور امن کا جس قدر استحکام ہوتا ہے ترقی کی رفتار اتنی ہی تیز ہوتی ہے۔ جہاں خوف وفساد ہوتا ہے وہاں زوال ہی زوال ہوتا ہے کیونکہ امن ترقی کا ضامن اور ترقی امن کی ہم نشین ہوتی ہے۔

تعرف الاشیاء باضدادھا

اس بنا پر یہ دیکھنا انتہائی ضروری ہے کہ امن کے مقابلہ پر جو کیفیت ہوتی ہے اسے خوف کہا جاسکتا ہے اور قیام امن کے لئے ضروری ہے کہ خوف اور اس کے اسباب کو دور کیا جائے۔ کیونکہ خوف کی بنا پر بے اطمینانی پیدا ہوتی ہے اور بے اطمینانی کا نتیجہ اگر انسان بزدل ہے تو خود سپردگی یا اور یا دوسرا راستہ حملہ یا آغاز جنگ ہے۔

یہ جنگ کبھی تو جائز حدود تک سمٹی رہتی ہے اور کبھی حدوں سے تجاوز بھی کر جاتی ہے۔

حملہ آور گروہ اسے اپنا حق سمجھتا ہے اور انقلاب کا نام دیتا ہے اور جن لوگوں کے خلاف یہ انقلاب برپا کیا جاتا ہے وہ اسے بغاوت کہہ کر پکارتے ہیں۔

حملہ آور گروہ کے خیالات، رجحانات، میلانات ،نظریات اور اقدامات سے جو لوگ متفق اور متاثر ہوتے ہیں وہ ان لوگوں کو مجاہد آزادی ،محبّ وطن ، دینی خدمت گار یا قومی فدا کار قرار دیتے ہیں جبکہ مخالف گروہ انہیں خارجی، باغی، دہشت گرد یا آتنگ وادی کے خطاب سے سرفراز فرماتے ہیں۔

خوف کے بہت سے اسباب ہوتے ہیں جن میں سے ایک ہے امتیازی رویہ یا تفریق اور بھید بھاؤ۔ تفریق کی وجہ سے ایک گروہ دوسرے گروہ پر شک کرتا ہے جس کی وجہ سے عدم اعتماد کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔

دین اسلام عدم اعتماد کی فضا کو پیدا نہ ہونے یا اگر پیدا ہوگئی ہے تو اسے دور کرنے کے لئے تمام انسانوں کو بھائی چارے کی ایسی لڑی میں پرو دیتا ہے۔ جس سے تفریق کا سدباب ہوجاتا ہے۔ اسلام کہتا ہے۔

یا ایّہا النّاس اتّقوا ربّکم الّذی خلقکم مِن نفسٍ واحدۃ

لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک ہی نفس سے پیدا کیا ہے۔

خلقکم من نفس واحدہ

تم لوگوں کو نفس واحد سے پیدا کیا ہے۔[۱]

دوسرے مقام پر اس نے آواز دی ہے کہ

یا ایّہا النّاس انّا خلقناکم من ذکرٍ و انثیٰ و جعلناکم شعوباً وّقبائل لتعارفوا انّ اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم۔

اے لوگوں ! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور قبیلوں اور گروہوں میں اس سے رکھا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ورنہ اللہ کے نزدیک تو تم میں سے بڑا اور لائق عزت وہ ہے جو پاکیزہ کردار رکھتا ہے۔۲

کہیں سبھی انسانوں کو بنی آدم یعنی آدم کی اولاد کہہ کر پکارا ہے تاکہ سب کو یہ احساس رہے کہ وہ سب ایک ہی باپ کی اولاد ہیں۔

آنحضرت کی ایک حدیث میں ہے کہ سب لوگ برابر نہیں اور کسی کو کسی پر کوئی فوقیت اور برتری نہیں ہے۔

آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ سب انسان کنگھی کے دانتوں کی طرح ہیں۔

دوسرا اقدام اس سلسلہ میں اسلام کا یہ ہے کہ اس نے دیگر مذاہب کے بانیوں اور برگزیدہ ہستیوں کا احترام کرنے کا درس دیا بلکہ انہیں اپنا ہی سفیر قرار دیا ہے۔ ارشاد ہے ۔

انّا اوحینآ الیک کما اوحینا الی نوح والنّبیّین من بعدہ و اوحینا الی ابراھیم و اسمٰعیل واسحاق ویعقوب والاسباط وعیسیٰ وایّوب ویونس وھارون وسلیمٰنَ داوٗد زبوراً ورسلاً قد قصصنا ھم علیک من قبل ورسلاً لم نقصصھم علیک وکلّم اللّٰہ موسیٰ تکلیماً۔

ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی کی ہے جیسے نوح علیہ السلام اور ان کے بعد کے نبیوں کی طرف کی تھی، اور ہم نے وحی نازل کی ابراہیم ، اسماعیل اسحاق، یعقوب اور ان کی اولاد پر اور عیسیٰ، ایوب ، یونس اور ہارون پر اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی اور آپ سے پہلے بہت سے رسولوں کے واقعات ہم سے آپ نے بیان کیے اور بہت سے رسولوں کے بیان نہیں بھی کیے اور موسیٰ علیہ السلام سے اللہ نے صاف طور سے کلام کیا۔۳

سورۂ رعد کی آیت نمبر ۷ میں ہے کہ

ولکلّ قومٍ ھاد

ہر قوم کے لئے رہنما ہیں۔

سورۂ یونس کی آیت نمبر ۴۷ میں ہے کہ

ولکل امّةٍ رسول

ہر امت کے لئے رسولؐ ہے۔

سورۂ ابراہیم میں ہے۔

وما ارسلنا من رسول الّا بلسان قومه لیبیّن لهم

ہم نے ہر نبی کو اس کی قومی زبان میں ہی بھیجا ہے۔ تا کہ ان کے سامنے وضاحت کر سکے۔۴؎

اسلام نے غیر مسلموں کو بھی عزت وتوقیت کی نگاہوں سے دیکھا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

انّ الّذین آمنوا والّذین هادو والصّائبون والنّصاریٰ من آمن باللّٰه والیوم الآخر وعمل صالحاً فلاخوف علیهم ولاهم یحزنون۔

مسلمان، یہودی ستارہ پرست اور نصرانی کوئی بھی ہو، جو بھی اللہ اور روز آخرت پر یقین رکھے اور ہتک عمل کرے وہ بے خوف اور بے غم ہو جائے گا۔۵؎

جو لوگ اللہ کے علاوہ کسی اور کو اپنا معبود سمجھتے ہیں انہیں بھی برا کہنے سے اسلام نے منع کیا ہے۔

ولاتسبّو الّذین یدعون من دون اللّٰه فیسبّو اللّٰه عدواً بغیر علم کذلک زیّنّا لکل امّة عملهم ثمّ الی ربّهم مرجعهم فینبّئُهم بما کانوا یعملون۔۶؎

دشنام مت دو، ان کو جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسری چیزوں کی عبادت کرتے ہیں کیونکہ وہ از راہ جہل حد سے گزر کر اللہ کی شان میں گستاخیاں کریں گے۔

ہم نے اس طرح ہر طریقہ والوں کو ان کا عمل مرغوب رکھا ہے پھر انہیں اپنے رب کی طرف جانا ہے سو وہ ان کو بتا دے گا جو کچھ بھی وہ کیا کرتے تھے۔

اسلام کا نظریہ یہ ہے کہ کسی مذہب کو دوسرے پر تھوپا نہیں جا سکتا اس لیے اس نے لا اکراہ فی الدّین کا نعرہ بلند کیا ہے۔

وہ مختلف مکتب ہائے فکر کے لوگوں کو مختلف نظریات رکھتے ہوئے بھی ایک مشترکہ پلیٹ فارم پر جمع ہو جانے کی دعوت اس طرح دیتا ہے۔

قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمةٍ سواءٍ بیننا وبینکم الاّ نعبد الاّ للّٰه ولا نشرک بهٖ

شیئاً ولا لیتّخذ بعضنا اربابا من دون اللّٰہ۔

یعنی اے رسولؐ آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! ایسی بات کی طرف آجاؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں۔ ے

یہ اسلام کی فراخ دلی اور وسعت نظری ہے کہ اس نے تمام مذاہب کے عبادت خانوں کے تحفظ اور تقدس کا لحاظ رکھا ہے۔

ولولا دفع اللّٰہ النّاس بعضھم ببعضٍ لھدّمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیھا اسم اللّٰہ کثیراً۔

یعنی اگر اللہ لوگوں کو آپس میں ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو عبادت خانے، گرجے، صومع اور مسجد وغیرہ سب ڈھائے جاچکے ہوتے۔ جہادوں کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے۔ ۸

اسلام نے قیام امن کے لئے عدل کو انتہائی ضروری سمجھا ہے اور اس پر بھرپور انداز میں زور دیا ہے۔ اور یہ ایسا انداز ہے جو اگر عدیم النظیر نہ بھی کہا جائے تو قلیل المثال بہرحال ہے۔

اسلام کا مطالبہ ہے۔

لایجرمنّکم شنأن قوم علیٰ ان لّاتعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتّقویٰ۔

یعنی کسی قوم کی عداوت تمہیں اس جرم کا مرتکب نہ بنادے کہ تم انصاف نہ کرسکو، انصاف کرو یہی تقویٰ ہے۔ ۹

انسانی زندگی کی جو قیمت اسلام کی نظر میں ہے اس کا جواب ڈھونڈنا سعی لاحاصل کے مترادف ہے۔ اس نے ایک نفس کی قیمت پوری نبی نوع انسان کی قیمت کے برابر قرار دی ہے اور ایک کا قتل پوری نوع بشر کا قتل قرار دیا اور ایک نفس کا تحفظ پوری نسل انسان کی بقا کے برابر قرار دیا ہے۔ ۱۰

خود آنحضرت کا کردار یہ تھا کہ دشمن آپ کو ہر طرح سے اذیت دیتے تھے۔ آپ کی توہین کرتے تھے قتل کی سازشیں کرتے تھے مگر آپ کی زبان سے ان کے لئے صرف ہدایت کے لئے یہی دعا نکلتی تھی۔

حضرت علیؑ نے جب مالک اشتر کو مصر کا گورنر بنایا تو انہیں ہدایت کی کہ ’’ اپنے دل میں بڑی انکساری اور محبت کو جگہ دو۔ پھاڑ کھانے والا درندہ نہ بن جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ لوگوں کو نگل لینا تمہیں

اچھا لگنے لگے۔ لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں کچھ وہ ہوتے ہیں جو تمہارے دینی بھائی ہوئے ہیں اور کچھ وہ ہیں جنہیں تمہاری طرح خالق نے پیدا کیا ہے۔ لوگوں سے بھول چوک بھی ہوتی ہے ۔تم ان سے عفوو درگزر جیسا برتاؤ کرنا جس طرح تم اپنے لئے اللہ سے معافی کے خواستگار اور طلب گار ہوتے ہو آپ نے بھی فرمایا کہ جو شخص لوگوں پر ظلم کرتا ہے تو خود اللہ مظلوم کا طرف وار اور ظالم کا مخالف ہو جاتا ہے۔ اور جس کا مخالف خدا ہو جائے تو وہ اس ظالم کو کچل کر رکھ دیتا ہے۔

ظلم پر باقی رہنا اللہ کی ناراضگی کا سب سے بڑا سبب ہے کیونکہ اللہ مظلوموں کی پکار بہت جلد سنتا ہے اور ظالم کی گھات میں رہتا ہے۔

اسلام نے محبت اور اخوت پر بے انتہا زور دیا ہے۔ اسلام کا بھیجنے والا رب رحمان اور رحیم ہے۔ اس کا رسول رحمۃ للعالمین ہے۔ اس کی کتاب (قرآن) شفا اور رحمت ہے۔

اس نے رنگ، نسل، علاقہ اور زبان کے امتیازات کو ختم کرنے پر زور دیا ہے اورانسان کو سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ تم سب آدم کی اولاد ہو اور ہم نے تمہیں مکرم اور صاحب فضیلت بنایا ہے۔[11]

انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے مرتبہ سے نہ گرے، خود بھی وقار سے رہے اور دوسروں کو بھی وقار سے رہنے دے۔

جہاں تک ترقی کا سوال ہے اس بارے میں پہلے بھی عرض کیا جاچکا ہے اور مزید گزارش ہے کہ ترقی کا تعلق علم وفن سے ہے جس قوم میں جتنا علم ہوگا وہ اتنی ہی ترقی یافتہ یا ترقی پذیر ہوگی۔ اسلام نے علم پر کتنا زور دیا ہے۔ اس پہلو پر قرآن کی متعدد آیات بہت واضح انداز میں جلوہ فگن ہیں۔ اسلام کی تو پہلی وحی کا تعلق پڑھنے اور لکھنے سے ہے۔

حوالے:

۱۔ سورۂ نساء، آیت ۱

۲۔ سورۂ حجرات، آیت ۱۳

۳۔ سورۂ نساء، آیت ۱۶۳

۴۔ سورۂ ابراہیم، آیت ۴

۵۔سورۂ المائدہ ، آیت ۶۹

۶۔سورۂ انعام، آیت ۱۰۸

۷۔سورۂ آل عمران، آیت ۶۴

۸۔سورۂ حج، آیت ۴۰

۹۔ سورۂ مائدہ، آیت ۸

۱۰۔سورۂ مائدہ، آیت ۳۲

۱۱۔سورۂ بنی اسرائیل،آیت ۷۹

☆

انسان اور اسلامی بیداری

مولانا کوثر مجتبیٰ

خداوند کریم نے بنی نوع انسان کی خلقت بس یونہی نہیں کی بلکہ اس سلسلے میں قرآن خود آواز دیتا ہے ''افحسبتم انّما خلقناکم عبثا۔۱

یعنی کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار پیدا کیا ہے'' جبکہ ایسا نہیں ہے خدا نے قرآن ہی میں مقصد خلقت بھی بیان کردیا۔ وماخلقت الجنّ والانس الاّ لیعبدون ۲ یعنی میں نے جن وانس کوصرف اپنی عبادت کے لئے خلق کیا ہے۔'' اس کا مقصد یہ ہے کہ تمام انسان ہمارے معین شدہ قانون یعنی اسلامی احکام کو سمجھیں اور اس کے مطابق دنیا میں زندگی گزاریں۔ اسی رشدو ہدایات کی غرض سے اس نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بھیجے تاکہ وہ لوگ خداوندکریم کے نافذ کردہ اصول اور اس کی حدوں سے انسانوں کو روشناس کرائیں۔ ان کے بعد بھی یہ سلسلہ ہدایت ختم نہ ہو بلکہ جاری رہا اسی لئے انبیاء کرام کے بعد آئمہ معصومین کو تبلیغ دین اسلام کا ذمہ دار بناکر اس دنیائے انسانی میں بھیجا۔

موجودہ زمانہ میں امام عصرؑ بھی پردۂ غیبت میں ہیں لہٰذا اسلامی بیداری صرف اورصرف مرجعیت کے ذریعہ ہی حاصل ہوسکتی ہے۔ اورسردست پوری کائنات میں اسلام شناسی کی لہر کا دوڑ نا خود اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ اسلامی بیداری کے لئے مرجعیت ہی بہترین ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ اس لئے کہ خداوندکریم نے انسانوں کو بغیر ہادی کے کسی دور میں نہیں چھوڑا اس کے قوانین کے حدود میں رہ کر انسان انسان کہلانے کا مستحق ہے اور جوان قوانین وحدود اسلامی سے باہرہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم آزاد ہیں لیکن درحقیقت وہ آزادنہیں بلکہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔یعنی وہ دائرہ انسانی سے ہی باہر ہیں۔ لہٰذا اسلامی بیداری کے لئے انسان کو مقلدِ ہونا چاہئے ورنہ خود مقلَّد ہو۔اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جب انسان مرجع کی تقلید کرے گا تو مذہب اسلام کے درمیان تفرقے واختلاف خودبخود ختم ہوجائیں گے۔ اور ساری انسانیت ایک لفظ میں سمٹ کر متحد ہونے کا مظاہرہ کر یگی جسے مسلمان کہتے ہیں۔آج ہم سب مشاہدہ کرتے ہیں کہ دنیا کے ہرشعبے کے لئے ایک ماہر اور

اس چیز کا تجربہ کار شخص موجود ہے۔ چاہے تعلیمی میدان ہو یا صنعتی وثقافتی شعبہ یا سماجی ومعاشرتی دائرہ کار غرض ہر دفتر وہر شعبے میں اک تجربہ کار ''ماہر'' ہوتا ہے سب اسی سے اس کے متعلق امور میں رجوع کرتے ہیں اور وہ صرف اپنے ہی فن، اپنے ہی شعبہ کا تجربہ کار ہے دوسرے شعبہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں رہا کرتی۔

ساری دنیا اس امر سے بخوبی واقف ہے اور اس کے تحت عمل پیرا بھی ہے۔ ایک انجینئر جو اپنے فن کا ماہر ہے جب اسپتال میں بغرض علاج پہونچتا ہے تو اس کا تخصص ختم ہوجاتا ہے اور طبی علوم کے میدان میں اس کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی۔ اب اس شعبہ کا ماہر اور تجربہ کار ''ڈاکٹر'' ہے جس سے لوگ معالجہ کے لئے رجوع کرتے ہیں۔ اسی تجربہ کار ڈاکٹر کو جب اپنا گھر تعمیر کرانا ہوتا ہے تو اب یہاں اس کا تخصص ختم ہوجاتا ہے اب اس شعبہ کے ماہر جسے فن تعمیرات کا ماہر کہا جاتا ہے اس کی تلاش ہوتی ہے۔ یہ شعور انسانی کی معراج ہے کہ وہ کبھی بھی کسی ایسے ماہر وتجربہ کار سے رجوع نہیں کرتا کہ جو اس امر اور اس شعبہ سے متعلق نہ ہو۔ اگر کوئی کسی سائنس کے پروفیسر سے علاج ومعالجہ کے لئے یا کسی داکٹر سے تعمیر منزل کے لئے رجوع کرے تو صاحبان عقل وخرد اس کی کج فہمی پر مہر تصدیق ثبت نہ کریں گے۔

اسی طرح ایک دین کا مخصوص اور تجربہ کار ہوتا ہے جسے مرجع کہا جاتا ہے۔ جس کو قرآن وحدیث پر عبور ہوتا ہے اگر ایسے مجتہد جامع الشرائط کی تقلید کی جائے تو یقیناً یہی اسلامی بیداری کے لئے بہترین آلہ کار ہے۔ انقلاب اسلامی ایران دنیا کے مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہے اور اسلامی بیداری کے لئے سب سے بڑا معین ومددگار۔ کیونکہ ایرانی عوام نے تقلید جیسے اہم عنصر کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھا اور شجاعت وہمت کو بروئے کار لاکر امام راحل کے احکام پر عمل کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سامراجی وصہیونی طاقتوں کو انگشت بدنداں ہونا پڑا اور دنیائے اسلام نے مخالف طاقتوں کو سرنگوں ہوتے دیکھا۔

مسلمانوں میں اسلامی بیداری کا وجود عصر حاضر کی شدید ترین ضرورت ہے پس ہمارا فریضہ ہے کہ ہم اس ہمہ جہت بیدار کو فروغ دیں۔ اس اسلامی بیداری کو جس کے لئے برسہا برس سے علمائے دین ومراجع کرام کوشاں ہیں، عملی جامہ پہنانے کے لئے عوامی حمایت اور مدد بیحد ضروری ہے۔ رسولؐ خدا کے نواسے نے کربلا میں اسلامی انقلاب کی سنگ بنیاد رکھی اور باطل کی بنیاد ہلادی اور دنیائے اسلام کو پیغام دیا کہ اگر تمہارے اندر اسلامی بیداری کارفرما ہے تو قربانی سے پیچھے نہ ہٹنا۔ ادوار

گزر گئے اور پھر ایک نیا دور انقلاب اسلامی ایران کی شکل میں ظاہر ہوا جس کی پشت پناہی انقلاب حسینی سے ہو رہی تھی۔ اس نئے انقلاب کے اصول کربلا کے اصول پر مبنی تھے۔ جب ایرانی عوام نے اپنے مقلّد کے حکم کی اتباع کرتے ہوئے اپنی قربانیوں کو پیش کیا اور میدان آزادی میں اپنی جانوں اور اپنی اولاد کو قربان کیا تو یہ خون رنگ لایا اور ان کی اسلامی بیداری کا شاہد بنا جس سے عالم اسلام کو اسلامی بیداری کا پیغام ملا اور سارے عالم اسلام میں، اللہ اکبر اور حق وصداقت کے نعرے گونج اٹھے۔ آج پوری دنیا میں انقلاب اسلامی ایران چھایا ہوا ہے جس کو مشعل راہ سمجھ کر عراق ولیبیا وشام اور فلسطین ولبنان انقلاب لا رہے ہیں اور اسلامی بیداری کا ثبوت دے رہے ہیں۔

اسلامی بیداری صرف نماز وروزے تک محدود رہنے کا نام نہیں ہے بلکہ مرد مسلمان کو مجاہد ہونا چاہئے جب وہ مجاہد ہوگا تو اسلام پر اپنی جان قربان کردے گا لیکن اسلام کو خطرے میں نہیں چھوڑے گا۔ انقلاب اسلامی ایران نے دین اسلام کو جو تقویت دی ہے اس کیلئے ان شہداء حق وصداقت کو ہمیشہ یاد کیا جاتا رہے گا۔ کیونکہ اس انقلاب سے دیگر ملّتوں میں اسلامی بیداری مقصود تھی جیسا کہ اس کے نتائج سے ظاہر ہوا۔ اس بات کو امام راحل آیت اللہ خمینیؒ نے اسلامی ممالک میں ایران کے سفیروں سے اپنے خطاب میں کہا تھا۔

> ''ہماری اس بات سے لوگ غلط مطلب نہ نکالیں کہ ہم انقلاب کو ہر جگہ برآمد کریں گے۔ کیونکہ ہم کشور کشائی کے طالب ہیں۔ ہم تمام اسلامی ممالک کو اپنا ملک سمجھتے ہیں تمام ممالک اپنی جگہ باقی رہیں گے۔ بلکہ ہمارا مقصد تو صرف یہ ہے کہ ایران میں جو تبدیلی وبیداری آئی ہے۔ نیز ایرانیوں نے سپر طاقتوں سے دوری اختیار کرتے ہوئے ان کو اپنے قدرتی ذخائر سے جس طرح محروم کیا ہے اسی طرح کی صورت حال دیگر ممالک اور حکومتوں کے اندر بھی پیدا ہو یہ ہے ہماری آرزو۔ انقلاب کو برآمد کرنے سے ہماری مراد یہ ہے کہ تمام ملّتیں بیدار ہوں تمام حکومتیں ہوش میں آئیں اور اپنے آپ کو موجودہ مشکلات اور دوسروں کے تسلط سے نجات دیں نیز اپنے قدرتی ذخائر کو ضائع ہونے سے بچائیں تاکہ ان ملکوں کے عوام فقر وتنگ دستی سے باہر نکل آئیں۔[۳]

پس اس انقلاب نے جو اسلامی بیداری پیدا کی اس کی بنیاد اسلام کا صحیح تعارف تھا کیونکہ جب تک اسلام کا صحیح تعارف نہ ہو اس وقت تک اسلامی بیداری ناممکن ہے اور جب صحیح تعارف ہوجائے تو پھر انسان اسلامی اصول و قوانین پر کماحقہ عمل پیرا ہوسکتا ہے۔ امام خمینیؒ نے الیکٹرانک میڈیا سے خطاب کرتے ہوئے اس نکتے کو بھی واضح کیا ہے کہ انقلاب کو برآمد کرنے کا مقصد، حقیقی اسلام کا تعارف کرانا ہے۔ لہٰذا انہوں نے اس طرح سے گفتگو کا آغاز کیا۔

''اسلام کو برآمد کرنے سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ ہم کسی طیارے میں سوار ہوکر انقلاب کو دیگر ممالک میں انڈیل دیں۔ ہم نے نہ ایسی بات کی ہے اور نہ اس قسم کی بات کرسکتے ہیں۔ بلکہ ہماری مراد یہ ہے کہ ہم اپنے وسائل، مثال کے طور پر ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبارات وجرائد اور بیرون ممالک جانے والوں کے ذریعے اسلام کا صحیح تعارف کرائیں۔ اگر اسلام کا صحیح تعارف کرایا جائے تو لوگ اسے قبول کریں گے کیونکہ انسان صاف ستھری فطرت کا مالک ہوتا ہے اور اگر کوئی چیز اس کے سامنے پیش کی جائے تو اپنی صاف فطرت کے باعث قبول کرلیتا ہے۔ حکومتوں کو بھی اسی بات کا ڈر لاحق ہوتا ہے۔ بنابریں ہمارے اوپر ایک بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور صرف ہم پر ہی نہیں بلکہ تمام مسلمانوں پر اسی طرح صرف آپ ہی نہیں بلکہ ایران کے اندر اور ایران کے باہر رہنے والے اسلام کے جملہ وفاداروں پر یہ عظیم ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ دنیا کے لوگوں کے آگے اسلام کا اس طرح سے تعارف کرائیں جس طرح وہ ہے، جس طرح خدا چاہتا ہے، جس طرح قرآن وحدیث نے بیان کیا ہے۔ یہ بات بذات خود ہزاروں ٹینکوں اور توپوں سے زیادہ مؤثر ثابت ہوسکتی ہے۔ وعظ ونصیحت کی بدولت لوگوں کے دلوں میں انقلاب آجاتا ہے۔ یہ ڈھنگ اسلام کے پاس ہے، اسلامی تعلیمات کے پاس ہے۔ ہمارا مقصد یہ نہیں کہ اسلام ٹینک یا توپ سے کام لے۔'' ۱۴

امام راحلؒ کے ان تخیلات وافکار سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی بیداری کے کیا اصول ورموز ہیں کیونکہ اسلام کسی فرد واحد گروہ واحد، شہر واحد، ملک واحد یا کسی خاص طبقہ ہی کے لئے نہیں ہے بلکہ

وہ تو ہر کسی کی فلاح و بہبودی کے لئے ہے۔

اس فکر کو بھی امام راحلؒ نے اپنے ایک خطاب میں واضح کیا۔ اور ثابت کیا کہ اسلام سب کے لئے ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ

> '' اسلام میں نسل پرستی ، گروہی اور طبقاتی نظام کی کوئی گنجائش نہیں اور نہ ہی زبان کے لحاظ سے کسی کو ترجیح حاصل ہے۔ اسلام سب کے لئے ہے اور سب کے فائدے میں ہے۔ اسلام وقرآن کی رو سے ہم اور آپ بھائی ہیں اور ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں۔ کرد، بلوچ اور ترک سب آپس میں بھائی ہیں اور ہمیں مل کر زندگی گزارنی چاہیئے'' ۵

پس اسلامی بیداری ایک اہم عصری تقاضہ اور وقت کی اہم ضرورت ہے ۔ کیونکہ آج انسان اس مذہب کی تلاش میں ہے جس کے اصول وضوابط محکم ومستحکم ہیں۔ تو پھر قیادت ومرجعیت نیز رہبریت کو تسلیم کرنا ہوگا تاکہ یکجہتی کے ساتھ دنیا بھر میں اسلام اور ایمان قائم ہو اور وہ دن آئے جس کا وعدہ خدا نے قرآن میں کیا ہے کہ یہ دین اسلام تمام ادیان عالم پر غالب آجائے گا۔۶ خدایا ہم سب کو اسلامی بیداری کے لئے کوشاں رہنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

حوالے:

۱۔سورۂ مومنون، آیت ۱۱۵

۲۔سورۂ الذّاریات، آیت۵۶

۳۔صحیفۂ نور، ج۱۳، ص ۱۲۷

۴۔صحیفۂ نور، ج ۱۸، ص ۲۴۳

۵۔صحیفۂ نور، ج ۹، ص ۳

۶۔سورۂ توبہ، آیت ۳۳

☆

دورِ حاضر میں اسلامی بیداری

سید قیصر رضا تقوی

مندرجہ بالا موضوع پر قلم اٹھانے سے پہلے اسلام کے حقیقی مفہوم کو سمجھنا ہوگا۔ کیونکہ دورِ حاضر میں اسلام کی جو تشریح کی جا رہی ہے وہ اس نظریۂ اسلام سے قطعی مختلف ہے جس کی تبلیغ پیغمبرؐ اسلام نے کی تھی پیغمبرؐ خدا کا دعویٰ تھا کہ لَا اِلٰہَ اِلاّ اللّٰہ کہو تا کہ تم فلاح پا جاؤ لیکن دورِ حاضر میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ مسلمان لَا اِلٰہَ اِلاّ اللّٰہ تو کہہ رہے ہیں مگر فلاح کے کوئی اثرات نظر نہیں آ رہے ہیں اس کی ایک وجہ تو یہ ہوسکتی ہے کہ مسلمانوں نے لَا اِلٰہَ اِلاّ اللّٰہ زبان سے تو کہا مگر اسلامی فلسفہ کو سمجھنے سے قاصر رہے دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے اسلام کو سمجھنے کا ذریعہ وہ نہیں اپنایا جس کے بارے میں پیغمبر آخر الزماں نے وصیت کی تھی۔ جس میں حضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں قرآن اور میری عترت یعنی اہلبیتؑ۔ جب تک ان دونوں سے تمسک رکھوگے ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ اس کے جواب میں مسلمانوں نے اپنا خود ساختہ فلسفہ یہ پیش کر دیا کہ ہمارے واسطے کتاب خدا یعنی قرآن کافی ہے نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان نہ تو صحیح طریقے سے قرآن سمجھ پائے اور نہ اسلام اگر مسلمان اسلام کے متعلق حضرت علیؑ کے پیش کردہ فلسفے کو سمجھ لیتے تو اُن کی تاریخ کچھ اور ہی ہوتی۔ مولا علیؑ نے فرمایا۔

> ''اسلام، سرِ تسلیم خم کرنا ہے اور سرِ تسلیم جھکانا یقین ہے اور یقین تصدیق ہے اور تصدیق اعتراف اور اعتراف فرض کی بجا آوری ہے اور فرض کی بجا آوری عمل ہے''

مولائے کائنات کے مندرجہ بالا اصول کو اگر دورِ حاضر میں رائج اسلامی نظریات کے تناظر میں دیکھیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی بہت قلیل تعداد ہی ایسی ہوگی جو مندرجہ بالا اصولوں پر گامزن ہے۔ جہاں تک موجودہ زمانے کی اسلامی بیداری کا تعلق ہے تو اُسے مسلمانوں کی بیداری تو کہا جا سکتا لیکن اسلامی بیداری کا نام دینا قبل از وقت ہوگا کیونکہ اگر موجودہ زمانے میں اسلامی ممالک میں ہونے والی اُتھل پتھل کا جائزہ لیا جائے تو اس کا تعلق اسلامی بیداری سے تو قطعاً نظر نہیں

آ تا بلکہ اگر عوامی بیچینی کا نام دیا جائے تو غلط نہ ہوگا۔کہیں بے روز گاری کے خلاف آواز بلند ہو رہی ہے تو کہیں حاکمِ وقت کے مظالم سے عوام پریشان ہیں اور کہیں مطلق العنان حکمرانوں سے عوام خوش نہیں ہیں اور جمہوری نظام کی دہائی دے رہے ہیں کہیں ظلم و تشدد کا بازار گرم ہے تو کہیں مذہبی پابندیاں اس قدر عائد کر دی گئی ہیں کہ لوگ اپنے اپنے مذہب کا پرچار آزادانہ طور پر نہیں کر پا رہے ہیں لیکن کہیں بھی اسلامی بیداری نظر نہیں آ رہی ہے۔ اسے سیاسی بیداری ضرور کہہ سکتے ہیں۔

اسلامی بیداری کو سمجھنے کے لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ پیغمبرؐ اسلام کے رائج کردہ اسلامی انقلاب کے اثرات پر غور کرنا ہوگا۔ قبل از اسلام کے معاشرتی نظام پر غور و فکر کرنے سے اندازہ ہوگا کہ پیغمبرؐ اسلام کے اعلانِ رسالت سے قبل ظلم و تشدد کا بازار گرم تھا، فتنہ فساد اُس وقت کے لوگوں کی فطرت تھی۔لوٹ مار، قتل و غارتگری ان کا پیشہ تھا۔ جرائم کو سماج میں عزت کا معیار سمجھا جاتا۔ لڑکیوں کو زندہ دفن کر دینے کا عام رواج تھا کنیزوں،عورتوں اور غلاموں کی باقاعدہ تجارت ہوتی تھی۔ ایک انسان اپنی طاقت اور دولت کی بدولت سیکڑوں غلاموں اور کنیزوں کا مالک ہوتا تھا۔ غرض کوئی عیب ایسا نہ تھا جو اُس وقت کے لوگوں میں موجود نہ ہو اس طرح کے معاشرے کی اصلاح کے لئے پیغمبرؐ اسلام کے پاس نہ کوئی فوج تھی نہ ہتھیار، نہ دولت تھی نہ حکومت اور نہ ہی عوامی حمایت حاصل تھی یہاں تک کہ آپ کے رشتہ دار ہی آپ کی مخالفت میں نمایاں تھے یعنی حضورؐ کے چچا ابولہب جانی دشمن بنا ہوا تھا۔ اس کے باوجود پیغمبرؐ اسلام نے اپنے اخلاق و کردار، جذبۂ خدمتِ خلق،قوت ارادی اور عدم تشدد کی حکمتِ عملی کی بدولت سماج میں ایک ایسا انقلاب برپا کیا کہ نہ صرف عرب بلکہ دیگر ممالک کے لوگ بھی آپ کے عالمگیر پیغام سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

پیغمبرؐ اسلام کے جس پیغام نے دنیاوالوں کو سب سے زیادہ متاثر کیا وہ یہ تھا کہ تمام انسان بھائی بھائی ہیں اور رنگ و نسل ملک و زبان یا طاقت و دولت کی بنیاد پر ایک انسان کو دوسرے انسان پر کوئی سبقت حاصل نہ ہوگی۔ سب ایک ہی اللہ کی مخلوق ہیں اسی بات کو قرآن کریم میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

”اے لوگوں ہم نے تم سب کو ایک مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں خاندانوں اور قبیلوں میں قرار دیا تا کہ ایک دوسرے کے درمیان پہچانے جاسکو۔ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے مکرم ترین وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے“[۱]

اسی ضمن میں پیغمبرؐ اسلام کا ارشادِ گرامی ہے کہ عرب کو عجم پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے سب انسان کنگھی کے دندانوں کی مانند ہے۔ تمام انسان ایک عمارت کے اجزاء ہیں جو ایک دوسرے کو بخوبی محفوظ رکھتے ہیں اللہ کے بندو! ایک دوسرے کے بھائی بنے رہو۔

اسلام نے فضیلت کا معیار تقویٰ و پرہیزگاری، علم، ایمان اور فداکاری کو قرار دیا ہے یعنی انسان جتنا متقی و پرہیزگار ہوگا وہ اُتنا ہی خود کو گناہوں سے پاک و صاف رکھے گا اور اپنے مقاصد کے حصول کے لیے ایمانداری سے کوشش کرے گا نتیجہ میں عزت اور اہمیت کا حامل ہوگا اسلام نے تمام لوگوں کو مشترک و مساوی حقوق دیے ہیں۔ ہر انسان کو اپنے دفاع کا برابر کا حق حاصل ہے۔ معاشرے کے سب سے معمولی اور کمزور انسان کا مدمقابل کوئی امیر سلطان یا خلیفہ ہی کیوں نہ ہو عدالت کی نگاہ میں سب کی حیثیت ایک عام شہری کی ہونی چاہیے اور فریقین کے درمیان عدل و انصاف پر مبنی فیصلہ ہونا چاہئے۔

ایک نیک پرامن اور تشدد سے پاک معاشرے کی تشکیل کے لیے پیغمبرؐ اسلام نے جن اصولوں کی تبلیغ کی تھی وہ صرف کتابوں اور خطبوں کی حد تک محدود نہ رہے بلکہ پیغمبرؐ اسلام نے بذاتِ خود ان اُصولوں پر عمل کر کے دکھایا تاکہ کوئی انسان یہ شکوہ کرتا ہوا نظر نہ آئے کہ اسلامی قوانین ناقابل عمل ہیں مثلاً حضرت سلمانِ فارسی جو عظیم المرتبت صحابیٔ رسولؐ تھے۔ جن کا تعلق فارس سے تھا اور جن کی مادری زبان فارسی تھی لیکن پیغمبرؐ اسلام اُن کے مشوروں کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ جنگِ خندق میں خندق کھودنے کا مشورہ حضرت سلمانؑ فارسی نے ہی دیا تھا اُن کے متعلق حضورؐ نے یہاں تک فرما دیا تھا کہ سلمانؑ میرے اہلبیتؑ سے ہیں۔

اعلانِ رسالت سے قبل مادہ پرست سماج کا ایک دستور یہ بھی تھا کہ قبیلوں کے سردار اور دولتمند حضرات سیکڑوں کی تعداد میں غلام پالتے تھے جنہیں تقریباً قیدی بنا کر رکھا جاتا تھا اور جن کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا تھا۔ محلوں اور قلعوں کی تعمیر کے واسطے انھیں غلاموں کی پیٹھ پر لاد کر پتھر لائے جاتے تھے۔ اور اسی غیر انسانی اور غیر فطری مشقّت کے دوران بہت سے غلام جاں بحق ہوجایا کرتے تھے۔ اسکے علاوہ ان لوگوں کو کام پر بلانے کا یہ طریقہ رائج تھا کہ ایک مخصوص قسم کی آواز نکالی جاتی تھی جسے سنتے ہی تمام غلام ایک مقام پر اکٹھا ہوجایا کرتے تھے اور انہیں مشقتوں میں لگا دیا جاتا تھا لیکن پیغمبرؐ اسلام نے سماج کے اس پسماندہ طبقہ کو احساسِ کمتری اور ذلت سے چھٹکارا دلانے

کی غرض سے بہت سے عملی اقدام کیے۔ جیسے حضرت بلال ایک حبشی غلام تھے جن کے ہونٹ موٹے اور رنگ کالا تھا یہاں تک کہ عربی تلفظ بھی درست نہ تھا لیکن اسے ایک سماجی اور معاشرتی انقلاب ہی کہا جا سکتا ہے کہ ایک حبشی غلام یعنی حضرت بلال کو اسلام کا پہلا مؤذن مقرر کیا گیا اور ایک غلام کی آواز پر قبیلوں کے سردار اور امیر و دولتمند حضرات مسجد میں نماز کے واسطے اکٹھا ہوجایا کرتے تھے۔ حضورؐ کے اس عملی اقدام کا مقصد یہ مثال پیش کرنا تھا کہ اسلام کی نظر میں غلام ہو یا آقا، امیر ہو یا غریب بادشاہ ہو یا رعایہ سب کا مالک ایک ہے۔ اور وہ ہے اللہ۔

اس کے علاوہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دنیا کا کوئی معاشرہ ایسا نہیں ہے جس میں یہ دو طبقے نہ پائے جاتے ہوں یعنی غریب اور امیر۔ اسی بنیاد پر دولتمند حضرات اپنی دولت اور طاقت کے زور پر غریبوں اور پسماندہ طبقات کا استحصال کرتے رہے ہیں لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ سماج میں پائی جانے والی اسی تفریق کا نتیجہ نفرت، حسد، فتنہ اور فساد ظلم و تشدد ہوتا ہے۔ اسلام نے امیر اور غریب کے درمیان پائی جانے والی اسی تفریق اور خلیج کو پاٹنے کے لئے ایک ایسا اقتصادی نظام پیش کیا کہ اگر اس پر باقاعدہ عمل کیا جائے تو سماج کے اندر پائی جانے والی بہت سی خرابیاں خود بہ خود دور ہوجائیں۔ اسلام کے اس اقتصادی نظام کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ امیر کی دولت میں غریب کا حق رکھ دیا گیا ہے اور زکوٰۃ خمس اور فطرہ کو عبادت کا ایک رکن قرار دیکر یہ حکم دیا کہ امیر اپنی دولت کا کچھ حصہ غریب کو دے اور جس کے لئے اس حد تک تاکید کی گئی ہے کہ قرآن کریم میں جہاں جہاں بھی نماز کا حکم آیا ہے اُسی کے ساتھ زکوٰۃ کا حکم بھی موجود ہے۔ قرآن میں متعدد مقامات پر ارشاد ہوا ہے کہ ''نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو'' خمس و زکوٰۃ کو واجب قرار دیکر ایسا نظام پیش کیا گیا ہے کہ امیر اپنا فرض سمجھ کر دیگا اور غریب اپنا حق سمجھ کر لے گا۔ اس طرح اسلام نے یہ بھی واضح کردیا کہ زکوٰۃ خمس اور فطرہ کی ادائیگی غریب کی امداد یا اُس پر احسان نہیں ہے۔ بلکہ ایک فرض کی بجاآوری ہے۔ اس کے علاوہ سماج میں رائج سودی نظام جس کے ذریعہ ہمیشہ ہی غریب کا استحصال کیا جاتا رہا ہے اسلام نے اُسے حرام قرار دے کر غریبوں کو اس بیماری سے بھی نجات دلانے کی بھرپور کوشش کی۔

فطرت انسانی یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں پر اپنا غلبہ اور تسلط قائم کرنے کے لئے اپنی دولت، طاقت اور ظلم و تشدد کے ذریعہ اپنے سے کمزور انسانوں کو خوفزدہ کرتا رہتا ہے اپنی غلط اور ناحق

بات منوانے کے لئے ہر طرح کے حربوں کا استعمال جائز سمجھتا ہے اور یہی عمل سماج میں فتنہ اور فساد ظلم اور تشدد کی بنیاد بنتا ہے اس سماجی برائی کی بھی اسلام نے نہ صرف مذمت کی ہے بلکہ ظالم کو اُس کے انجام سے آگاہ کرنے کی بھی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ اس سلسلے میں قرآن شریف کا فرمان ہے کہ ہم نے ظالموں کے لئے ایک آگ تیار کر رکھی ہے جو اُن کو اپنے گھیرے میں لیے رہے گی اور جب وہ پیاس کی شدت سے پانی مانگیں تو انھیں پگھلے ہوئے تانبے کی مانند کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا جس سے اُن کے چہرے جھلس جائیں گے۔وہ پانی پینے میں بہت بدمزا ہوگا۔دوزخ ایک بری منزل ہے۔ اسی طرح ظالم اور ظلم کی مذمت کرتے ہوئے پیغمبرؐ اسلام نے فرمایا۔

''ظلم سے ڈرو کیونکہ یہ تمہیں روزِ قیامت تاریکیوں میں گرفتار کر دے گا۔مظلوم کا ہر حال میں دفاع کرو اور اسے اکیلا نہ چھوڑو۔ ہر وہ اقدام کرو جس سے ظالم ظلم سے باز رہے ۔حضرت علیؑ نے ظلم کی مذمت اس طرح کی ہے'' ظلم گھروں کو خراب و برباد کر دیتا ہے۔ جو ظلم کرتا وہ اپنے امور خود اپنے ہاتھوں برباد کرتا ہے۔اور اپنی عمر کوتاہ کرتا ہے۔خود کو فنا کے آغوش میں دے دیتا ہے جو اپنی رعایا اور ماتحتوں پر ظلم کرتا ہے وہ اپنے دشمنوں کی مدد کرتا ہے۔ اسی طرح پیغمبرؐ خدا نے ایک اور مقام پر فرمایا کہ ہر انسان پر دوسرے انسان کے کچھ حقوق ہوتے ہیں۔ اگر انسان ان حقوقِ انسانی کو ادا کرتا رہے اور انہیں کسی بھی طریقے سے پامال نہ ہونے دے تو کوئی وجہ نہیں جو سماج میں عدل اور انصاف کا ماحول نہ پیدا ہو سکے ۔حضورؐ نے فرمایا کہ ایک دوسرے کے ساتھ نرم لہجے میں گفتگو کرو جو چیز اپنے لیے پسند کرو وہی دوسرے کے لیے بھی پسند کرنا اور جو اپنے واسطے نا مناسب سمجھو اُسے دوسرے کے لیے بھی نا پسند کرنا۔مریض ہونے کی صورت میں اُس کی عیادت کرو۔ دوسرے کی غلطیوں سے چشم پوشی کرو۔جب کوئی انسان دنیا سے جائے تو اُس کے جنازے میں شرکت کرنا۔ اُس کی نیکیوں اور خدمت کا شکریہ ادا کرنا۔ اس کے اہلِ خاندان کی حفاظت کرنا ۔

یہی وہ اسلامی تہذیب ہے جس نے عرب کے ریگستان میں لوگوں کو گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر باعزت اور باوقار زندگی گذارنے کا سلیقہ سکھایا اور عدم تشدد کا مبلّغ بن کر سبھی انسانوں کو فلاح کا پیغام دیا۔یہی وہ تصورات،نظریات اور تفکرات تھے جنکی بدولت عوام کے اندر ایک انقلاب برپا کر دیا۔ وہ افراد جو بدعنوانیوں، مجرمانہ حرکتوں اور قتل وغارت گری میں ملوث تھے انھوں نے جب اس الٰہی پیغام کی طرف توجہ کی تو وہ اسلام کے گرویدہ ہو کر اس کی نصرت کے لیے سینہ سپر ہو گئے۔اور

انہیں اخلاقی اور سماجی قدروں کی بدولت جنھوں نے انسانیت کو ایک نیا پیغام دیا اور انسان نے اپنی عزت حقیقت اور اہمیت کو سمجھا، عبد و معبود کے رشتے کو پہچانا جس میں نہ کوئی چھوٹا تھا نہ بڑا اور نہ کوئی غلام تھا نہ آقا۔عورتوں کی عزت واحترام کا خاص طور پر پیغام دیا گیا۔

لیکن پیغمبر اسلام ﷺ کی وفات کے بعد جب اسلام نے مادیت کا لبادہ اوڑھا اور بنی امیہ نے اسلام کو یرغمال بنا کر اُس کے اُصولوں اور نظریات کو پامال کرنا شروع کیا شریعت محمدی کو بچوں کا کھیل سمجھ کر اُس کی دھجیاں اُڑائی جانے لگیں۔اور اہلبیتِ رسولؐ کو طرح طرح سے ستایا جانے لگا۔اس کے علاوہ بنی امیہّ جانتے تھے کہ جب تک خاندانِ رسالت کا ایک بھی فرد موجود ہے وہ اسلام کو تباہ و برباد نہ ہونے دیگا۔ بنی امیہّ کا مقصد یہ تھا کہ خاندانِ رسالت کو تباہ و برباد کرکے لوگوں کو اپنے بزرگوں کے دین پر واپس لے جائیں۔ زمانہ گزرتا رہا بنی امیہّ کی ریشہ دوانیوں میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا ظلم اور تشدد کا ماحول اس حد تک بڑھا کہ حضرت علیؑ اور امام حسنؑ کو ایک سازش کے تحت شہید کر دیا گیا لیکن ۶۰ھ میں معاویہ کے انتقال کے بعد یزید کو تختِ خلافت پر بٹھا دیا گیا اور اُس نے خلیفہ بنتے ہی یہ اعلان کیا کہ نہ کوئی وحی آئی اور نہ کوئی رسولؐ یہ تو بنی ہاشم کا حکومت حاصل کرنے کا ڈھونگ تھا۔ یہ وہ شیطانی اور فرعونی نظریہ تھا جس کے ذریعہ اسلام کو مٹانے کی بھرپور سازش کی گئی تھی اور اسی حکمتِ عملی کے تحت نواسہ رسولؐ حضرت امام حسینؑ سے مطالبۂ بیعت کیا گیا۔امام حسینؑ نے اس ناپاک سازش کے خلاف ایک عظیم انقلاب برپا کرنے کا منصوبہ بنایا اور اپنی اور اپنے اعزاء اور اقرباء کی قربانیاں پیش کرکے بنی امیہّ کی سازش کو ناکام بنا دیا۔

کربلا میں امام حسینؑ کی رہنمائی میں جو انقلاب برپا کیا گیا وہ ملک وسلطنت کے لیے نہیں تھا بلکہ یہ جنگ حق و باطل کی جنگ تھی۔نور وظلمت کا مقابلہ تھا ایمان وکفر کا معرکہ تھا۔انسانیت اور درندگی اپنے اپنے منزل کمال پر تھے۔ ہدایت اور ضلالت کے پرچم ایک دوسرے کے مقابل لہرارہے تھے۔ جملہ مورخین بلا مذہب وفرقہ اس بات پر متفق ہیں کہ کربلا میں امام حسینؑ نے قربانیاں پیش کرکے حقیقی اسلامِ محمدیؐ کی حفاظت کی اور اُسے ملوکیت اور بنی امیہّ کے ہاتھوں کھلونا بننے سے بچالیا۔اسلام جو امن و آشتی اور عدم تشدد کا علمبردار ہے یزید کے ہاتھوں ظلم وستم وتشدد وقتل و غارت گری کی تصویر بنتا جا رہا تھا ایسے بھیانک ماحول میں حضرت محمدؐ کا چھوٹا نواسہ حسینؑ ابنِ علیؑ آگے بڑھا اور اپنے ۷۲ ساتھیوں کے ساتھ یزیدیت کے چہرے سے اسلام کی نقاب نوچ

ڈالی۔مظالم سہ کر اسلام کی حفاظت کی۔بنی امیہّ کے حکمرانوں نے ایک ایسا خطرناک نظریہ پیش کیا تھا جس کا عنوان تھا ''خیرٌ شرّ ٌمن جانب اللہ''یعنی ہر خیر وشر اللہ کی جانب سے ہے جس کے تحت مظالم کا بازار گرم کیا اور سارا الزام اللہ کے نام کر دیا۔اگر اُس وقت امام حسینؑ خاموش رہ جاتے تو یقیناً اسلامِ محمدیؐ مٹ جاتا اور اسلام ایک ظلم وتشدد کا مذہب بن کر رہ جاتا۔امام حسینؑ نے دنیائے انسانیت کو یہ پیغام دیا کہ ظلم برداشت کرنا بھی ظلم ہے اور گناہ ہے۔امام حسینؑ کی قربانی بلاتفریق مذہب وملت تمام اقوامِ عالم کے لئے ایک سبق آموز واقعہ ہے۔یہ ایسا سانحہ ہے کہ جب بھی دنیا میں کوئی ظالم سر اٹھائے گا تو اُس ظلم کا مقابلہ کرنے کے واسطے سانحہ کربلا ہی معیار سمجھا جائیگا۔ جنگ کربلا بظاہر عاشورا کے روز ختم ہوگئی لیکن اُس کے اثرات قیامت تک باقی رہیں گے اور کربلا ہر ظالم و جابر حکمراں کا مقابلہ کرنے کے لیے مشعل راہ ثابت ہوگی اسی بات کو جوشؔ ملیح آبادی نے اپنے ایک مرثیہ میں اس طرح قلمبند کیا ہے۔

جب تک اس خاک پہ باقی ہے وجود اشرار دوشِ انساں پہ ہے جب تک حشم وتخت کا بار
جب تک اقدار سے اغراض ہیں گرم پیکار کربلا ہاتھ سے پھینکے گی نہ ہرگز تلوار
کوئی کہہ دے یہ حکومت کے نگہبانوں سے
کربلا اک ابدی جنگ ہے سلطانوں سے

کربلا ایک تزلزل ہے محیط دوراں کربلا خرمنِ سرمایہ پہ ہے برقِ تپاں
کربلا طبل پہ ہے ضربتِ آوازِ اذاں کربلا جرأتِ انکار ہے پیشِ سلطاں
فکر حق سوز یہاں کاشت نہیں کرسکتی
کربلا تاج کو برداشت نہیں کرسکتی [۲]

بقول جوش، ظالم شہنشاہوں کے خلاف آواز اُٹھانے اور مظلوم عوام کو اُن ظالموں سے نجات دلانے کے لیے انقلاب حسینی ہمیشہ مشعل راہ ثابت ہوگا۔اسی ضمن میں عاشورہ سے متعلق رہبر انقلاب حضرت آیت اللہ خمینیؒ فرماتے ہیں۔

''اگر عاشورہ اور خاندانِ رسالت کی فداکاری نہ ہوتی تو اُس زمانے کے طاغوت نبیؐ کریم کی بعثت اور اُن کی جانفرسا زحمتوں پر پانی پھیر چکے ہوتے۔ اگر عاشورہ نہ ہوتا تو ابوسفیانیوں کی جاہلیت کی منطق جو وحی اور کتابِ

خدا پر خط سرخ کھینچنا چاہتے تھے اور بت پرستی کے عصرِ تاریک کی یادگار یزید کے ذریعہ، جو اپنے زعم میں فرزندانِ وحی کو قتل و شہید کر کے اسلام کی بنیاد کو اکھاڑ پھینکنے کی امید رکھتا تھا اور پوری صراحت کے ساتھ (نہ کوئی خبر آئی اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی ہے) کا اعلان کر کے الٰہی حکومت کی بنیاد منہدم کرنے کی توقع رکھتا تھا ہم نہیں جانتے کہ عاشورہ کے بغیر قرآنِ کریم اور اسلامِ عزیز پر کیا بلا نازل ہوتی ۔لیکن خداوندمتعال کا ارادہ یہ تھا اور رہے کہ نجات بخشنے والے اسلام اور ہدایت کرنے والے قرآن کو ہمیشہ باقی رکھے اور فرزندانِ وحی جیسے شہیدوں کے خون سے زندہ کردے۔ اُن کی حمایت کرے اور ہر طرح کی بلاؤں سے محفوظ رکھے اور اس ثمرہ نبوت و یادگارِ ولایت حسینؑ ابنِ علیؑ کو آمادہ کرے کہ وہ اپنے عقیدے اور پیغمبرؐ اکرم کی امت پر اپنی اور اپنے عزیزوں کی جان قربان کر دیں تاکہ رہتی دنیا تک اُن کا پاک خون اُبل اُبل کر دینِ خدا کی آبیاری اور وحی اور اُس کے بہترین نتائج کی حفاظت کرتا رہے'' [۳]

لیکن جب ایران میں بھی اسلامی قدروں کو پامال کیا جانے لگا ۔جسے ایران کی تاریخ کا سب سے پرآشوب دور کہا جا سکتا ہے کہ جب شاہ ایران رضا شاہ پہلوی کی حکومت پر مغربی تہذیب مکمل طور پر غلبہ حاصل کر چکی تھی ۔نوجوان لڑکے اور لڑکیاں مذہب کو ایک فرسودہ نظام تصوّر کر کے عیش و عشرت میں مشغول ہوگئے تھے۔ جگہ جگہ عشرت کدے قائم تھے دوسری طرف شاہ ایران اپنی پوری طاقت کا استعمال کر کے علماء دین کی آواز کو دبا دینا چاہتا تھا ۔سامراجی طاقتوں کے اشارے پر ناچنے والا بادشاہ خود کو آزاد خیال اور ترقی پسند کہلوانے میں بڑا فخر محسوس کرتا تھا اسلامی کلنڈر تک تبدیل کر دیا گیا تھا۔شاہ ایران دیگر حکمرانوں کی طرح ظلم و تشدد کے ذریعہ حکومت چلا رہا تھا۔ جو اسلامی قدروں کو اسلام کے نام پر پامال کر رہا تھا اس کے دورِ حکومت میں کسی انسان کو اپنی بات کہنے کی اجازت نہ تھی ۔چاہے وہ شخص سیاسی ہو یا مذہبی کسی کو اپنے خیالات کا اظہار کرنا جرم سمجھا جاتا تھا دوسری طرف ایران کے علماء ان حالات کا بغور جائزہ لے رہے تھے۔ امام خمینیؒ جو انقلاب کربلا سے نہ صرف متاثر تھے بلکہ اس کو اپنے مذہبی عقائد کی بنیاد سمجھتے تھے جنھوں نے سے یہ درس حاصل کیا تھا کہ ظلم کرنا اور ظلم سہنا دونوں گناہ ہے لہٰذا انہوں نے شاہ ایران کے مظالم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے

ایک کتاب ''کشف الاسرار'' لکھی جس میں رضا شاہ پہلوی کی ظالم حکومت کی کھل کر مذمت کی گئی تھی جس میں اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ ایران کی موجودہ حکومت نہ صرف یہ کہ ظالم ہے بلکہ عالم اسلام کے لیے خطرہ ہے۔ رہبرانقلاب امام خمینیؒ اس کتاب کے ذریعہ نے لوگوں کو متنبہ کیا کہ مغرب نواز سامراجی طاقتوں نے ایک منصوبہ بنایا ہے جس کا بنیادی مقصد اسلام کو تباہ و برباد کرنا ہے۔

رضا شاہ پہلوی اسلام دشمن تحریکوں کی حکمت عملی کے مطابق ناسمجھ عوام کو اسلام سے دور رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ ایران میں مکمل طریقے سے اسلامی تحریکوں کو کچل دیا جائے اور علماء دین کی آواز کو سختی سے دبا دیا جائے اس کے برعکس امام خمینیؒ اپنی تحریروں وتقریروں کے ذریعہ عوام کو شاہ کے ارادوں سے برابر آگاہ کرتے رہے اور امام خمینیؒ کی قیادت میں ایک ملک گیر تحریک عوام کی رائے ہموار کرنے کی غرض سے شروع کی گئی۔ ایران کے بڑے بڑے شہروں میں مظاہروں کا سلسلہ شروع ہوا عوام کی بڑھتی ہوئی مخالفت اور حالات کو بے قابو دیکھ کر شاہ ایران نے مظاہرین پر گولیاں چلانے کا حکم دیا جس کے بعد امام خمینیؒ کو گرفتار کرکے ترکی بھیج دیا گیا۔ اس کے بعد نجف اشرف منتقل کر دیا گیا۔ نجف اشرف سے بھی انقلابی تحریک جاری رہی۔ شاہ ایران نے امام خمینیؒ کے بڑھتے ہوئے اثرات کو دیکھتے ہوئے آپکو پیرس منتقل کرادیا۔لیکن شاہ کا یہ اقدام بھی انقلاب کے ارادوں پر اثر انداز نہ ہوسکا۔امام خمینیؒ کے پیرو برابر آپ کی تحریک اور پیغامات پر عمل کرتے رہے اور قربانیاں پیش کرتے رہے نتیجہ میں ہزاروں حریت پسند افراد شہید کر دیئے گئے۔

چونکہ امام خمینیؒ کی تحریک سانحہ کربلا سے متاثر ہوکر چلائی جا رہی تھی اور آپکے پیروکار انتہائی خلوص اور ایثار وقربانی کے جذبے سے سرشار تھے اور اُنہیں امام خمینیؒ کی قیادت پر پورا یقین تھا لہٰذا اُن کی قیادت میں انقلاب ایران کامیاب ہوا اور رضا شاہ پہلوی کو ایران چھوڑ کر جانا پڑا ور آخر کار وہ اپنے انجام کو پہنچا۔اور وہ دن بھی آیا کہ جب یکم فروری ۱۹۷۹ء کو رہبرِ انقلاب آیت اللہ خمینیؒ نے بڑے تزک واحتشام کے ساتھ آزاد ایران کی سرزمین پر قدم رکھا۔

حالانکہ کسی بھی دنیاوی تحریک کا کربلا والوں کی تحریک سے تقابل کرنا گستاخی کے مترادف ہے لیکن امام خمینیؒ اور اُن کے ساتھیوں کے اندر جو جوش و جذبہ پیدا ہوا وہ کربلا والوں سے ہی سبق حاصل کرکے پیدا ہوا تھا۔ لیکن موجودہ زمانے میں جو تحریکیں چلائی جا رہی ہیں اور انہیں اسلامی تحریکوں کا نام دیا جارہا ہے۔اگر وہ مندرجہ بالا اسلامی اصولوں اور کربلا والوں کے جذبۂ ایثار وقربانی

کے مطابق ہیں تب تو یقیناً کامیاب ہوں گی لیکن صرف سیاسی مقاصد اور اقتدار کی منتقلی تک محدود ہیں تو ہوسکتا ہے کہ انہیں وقتی طور پر کامیابی حاصل ہوجائے لیکن اُن کی عمر بیحد قلیل ہوگی اور ممکن ہے ان پر بہت جلد کوئی دوسرا گروہ حاوی ہوجائے اور یہ سیاسی اور اقتدار کی نہ ختم ہونے والی جنگ جاری رہے۔لیکن جو تحریک اسلامی اصولوں کے مطابق ہوگی تو وہ یقیناً کامیابی اور کامرانی پیش قدم رہے گی۔ بقول علاّمہ اقبال:۔

جلالِ بادشاہی ہو کہ جمہوری تماشہ ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی[۴]

حوالے:

۱۔سورہ حجرات، آیت ۱۳
۲۔جوش کے مرثیے
۳۔پیامِ امام خمینیؒ مورخہ ۱۶/ ۳/ ۶۰ ھ ش
۴۔کلیات اقبال

☆

اسلامی بیداری کی لہر اور تیز ہو!

سید محمد جابر جوراسی
مدیر ماہنامہ اصلاح لکھنو

طاقت کے نشہ میں اتاولے متکبرین نے دنیا کو دوزخ کا نمونہ بنا رکھا ہے۔ فرعون نما بڑی طاقتوں کا آلۂ کار وہ مسلم حکمراں بھی رہے ہیں جو دہائیوں سے اپنے ممالک کے عوام پر مسلط تھے اور بعض اب بھی ہیں۔ جبکہ اسلام اس طرح کی بالا دستی کا ہمیشہ سے مخالف رہا ہے۔ دور جاہلیت میں عرب کے چودھریوں کی چودھراہٹ کو اسی اسلام نے ختم کیا تھا اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں عدالت کا پرچم لہرایا تھا۔ جاہلیت کا مزاج اگر مسلمانوں میں در آیا اور یزید جیسوں نے اسلام میں ملوکیت کی حوصلہ افزائی کی تو نواسۂ رسول حضرت امام حسین علیہ السلام نے کربلا جیسے عدیم النظیر واقعہ کے ذریعہ اسلام کو پھر نہج نبوت پر پلٹا دیا۔ اور جب بھی ایسی نازک صورت حال پیدا ہوئی تو واقعۂ کربلا سے استفادہ کرنے والے اپنے دور کی یزیدیت سے برسر پیکار ہوگئے۔

ایران میں پہلوی بادشاہوں نے بھی جابرانہ روش اختیار کر رکھی تھی۔ لیکن ایرانی عوام نے بانیٔ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ خمینی علیہ الرحمہ و الرضوان کی قیادت میں ڈھائی ہزار سالہ شہنشاہیت کا ایران سے جنازہ نکال دیا اور انقلاب اسلامی ایران ۱۱ر فروری ۱۹۷۹ء کو کامیابی سے ہمکنار ہوکر موجودہ دنیا کیلئے نمونۂ عمل بن گیا۔ ظالم مسلم حکمرانوں اور ان کے درندہ صفت مغربی آقاؤں نے غلط پروپگنڈوں کے ذریعہ ۳۰ سال سے زائد عرصہ تک یہ کوشش کی کہ ایران میں سرخرو ہونے والی اسلامی بیداری کی لہر مذکورہ ملکوں میں نہ پھیلنے پائے۔ باطل پروپگنڈوں نے کچھ عرصہ تک اپنا اثر ضرور دکھایا لیکن پیہم تجربات نے دوسرے ملکوں کے عوام کی بھی آنکھیں کھول دیں اور وہ دہائیوں سے قابض ظالم حکمرانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ تیونس، مصر، لیبیا، میں حکومتوں کے تختے پلٹے گئے اور یمن و بحرین کے غیور عوام یہ تہیہ کیے ہوئے بیٹھے ہیں کہ ہم قربانیاں دیں گے لیکن اپنے اپنے ملکوں کو ظالم حکمرانوں اور ان کے غیر ملکی آقاؤں کے چنگل سے آزاد کرائیں گے۔ چنانچہ سعودی عرب اور قطر جیسے ملکوں میں بھی عوام کی آوازیں اٹھنا شروع ہوگئی ہیں۔ انہیں یہ گوارہ نہیں ہے کہ ان کے ملکوں پر وہ

حکمرانی کریں جن کے قریبی تعلقات ان مغربی طاقتوں سے ہیں جنہوں نے اسرائیل کی سرپرستی فلسطینیوں کی نابودی اور بیت المقدس کی بربادی کو اپنا بنیادی فریضہ قرار دے رکھا ہے۔ حالات کو اپنے خلاف جاتے ہوئے دیکھ کر انہیں طاقتوں نے اس ملک شام کے اندر بغاوت کو ابھارا جو اس علاقہ میں فلسطینی مقصد زبردست حمایتی، حزب اللہ کا مونس اور اسلامی جمہوری ایران کا حلیف ہے۔

جو ممالک اپنے اپنے ملکوں کو اسلامی بیداری کی لہر سے بچانا چاہتے ہیں اور بڑی طاقتوں کی سرپرستی کے ذریعہ خود کو تحفظ فراہم کرنا چاہتے ہیں وہ سخت بھول میں ہیں۔ یہ بڑی طاقتیں صرف اپنے مفاد میں کام کرتی ہیں۔ وقت آنے پر یہ کسی کو بخشنے والی نہیں لہٰذا ناعاقبت اندیش حکمراں ان کے چنگل سے اگر آزاد نہ ہوئے تو مستقبل میں یہ انہیں زندہ درگور کردینے میں کوئی کسر نہ چھوڑیں گے۔ لہٰذا عوام کی بیداری کے ساتھ اگر ان ملکوں کے حکمراں بھی بیدار ہوجائیں اور اپنی غیر اسلامی روش اور غیر انسانی پالیسی کو بدل دیں تو ان کی حکومت بھی بچ جائے گی اور ان کا ملک بھی سلامت رہے گا۔ اگر اس کے برعکس ہوا تو ان کی حکومت کا جانا تو یقینی ہی ہے۔ وہ کوئی بھی ملک ہو عوام استعمار کے غلبہ کو زیادہ عرصہ تک برداشت نہیں کرسکتے۔ اس لئے کہ اسی استعمار نے بیت المقدس کے وجود کو خطرہ میں ڈالا ہے۔ اور فلسطینیوں کو وطن سے بے وطن کیا ہے۔

ایران کے پریس ٹی وی کی رپورٹ کے مطابق تہران میں منعقدہ ''بین الاقوامی اسلامی بیداری کانفرنس'' سے خطاب میں عراق کی سپریم کونسل کے صدر سید عمار الحکیم نے کہا کہ:

> '' اسلامی بیداری عالمی پیمانہ پر جاری مغرب کے سامراجی غلبے کے خلاف ہے اور فلسطین اسلامی ملکوں کے دلوں کی دھڑکن ہے۔[۱]

اسلامی بیداری کا ایک پہلو جدید ایٹمی ٹکنالوجی میں مسلم ممالک کا ماہر ہونا بھی ضروری ہے تاکہ وہ اپنی ضروریات کے لئے مغربی ممالک کے دست نگر نہ رہیں اور چونکہ اسلام دہشت گردی اور عام تباہی پھیلانے والے ہتھیار کا بنیادی طور سے مخالف ہے لہٰذا یہ ایٹمی ترقی، ملکی مفاد میں ایٹمی انرجی بڑھانے کے لئے ہو۔ ایٹم بم بنانے کیلئے نہیں۔

بحمد للہ اسلامی جمہوریۂ ایران اسی روش پر آگے بڑھ رہا ہے اگر چہ مغربی طاقتوں کی ریشہ دوانیوں کے خطرات سے گھرا ہوا ہے۔ انصاف تو یہ تھا کہ ترقی یافتہ ممالک ترقی پذیر ملکوں کا ایٹمی انرجی میں بھی تعاون کرتے لیکن اپنی بالادستی کو قائم رکھنے کیلئے یہ ترقی پذیر ملکوں کو ڈرانے

دھمکانے ہی میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں تاکہ کمزور و طاقتور اور غریب و امیر کی خلیج دنیا میں برقرار رہے۔ جو برابری و مساوات کے بالکل خلاف ہے۔

مغرب کے رویہ کی زندہ مثال خود ہمارے ملک سے امریکہ کے ایٹمی ترقی میں تعاون کا معاہدہ ہے جو انتہائی سست روی کا شکار ہے۔ امریکہ نے اگر کسی ایشیائی ملک کو ایٹمی طاقت سے مالا مال کیا ہے تو وہ فقط اسرائیل ہے جو دنیا میں جارحیت کی نمایاں ترین علامت ہے۔

مشرقی ممالک میں روس و چین اس لئے شام و ایران و فلسطین کے حامی ہیں کہ یہ ممالک خدانخواستہ اگر سرنگوں ہو گئے تو امریکہ کی ہوس اقتدار ادھر کا بھی رخ کرسکتی ہے اس لئے وہ بالخصوص روس، ایران کے غیر متنازعہ ایٹمی انرجی کے منصوبوں میں اپنے مفاد میں تعاون کی کوشش کرتا ہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ صحابیِ رسولؐ انس ابن مالک سے مروی ہے:

اطلبوا لعلم ولو بالصّین : علم حاصل کرو چاہے وہ چین ہی کی مدد سے کیوں نہ ہو۔ ۲

اس حدیث کے سلسلے میں ماضی میں اکثر اہل علم کا خیال یہ رہا ہے کہ یہاں چین سے مراد دور دراز علاقہ ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو بہت سے مغربی ممالک چین کے مقابلہ میں فارس و مغربی ایشیاء سے زیادہ دور ہیں۔ لہٰذا اس حدیث مبارکہ میں یہ اشارہ بھی ممکن ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ ایٹمی انرجی حاصل کرنا تمہارے لئے بہت ضروری ہوگا۔ مغرب یہ انرجی حاصل کرنے سے تمہیں روکے گا۔ اس وقت مشرق میں بھی ایٹمی ٹکنالوجی کا ماہر ایک ملک ہوگا۔ لہٰذا تم مغرب کے شر سے بچنے کیلئے یہ علم وہاں سے حاصل کرنا اور پھر اپنی لگن اور محنت سے اس میں چار چاند لگانا۔

۲۰۱۱ء کے آخر میں بغیر پائلٹ کے امریکی جاسوسی طیارہ کو ایران نے اتار کر ایٹمی ٹکنالوجی میں مہارت کا بہترین ثبوت فراہم کیا ہے۔

لہٰذا عصر حاضر میں مسلم ممالک میں اسلامی بیداری کی آئی ہوئی لہر کو فقط سامراج کے غلام ظالم حکمرانوں کی بے دخلی ہی پر اکتفا نہ کرنا چاہیئے بلکہ دنیا کی جارح طاقتوں سے مقابلہ کرنے کے لئے اپنے کو ہر ترقی کے میدان میں مضبوط و مستحکم بنانا چاہیئے۔ اور ایسی ''امت وسط'' کا کردار پیش کرنا چاہیئے جو نہ تو کسی کے ساتھ زیادتی کرے اور نہ بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کسی کی زیادتی کو سہے۔ قرآن مجید کا صریحی حکم و وعدہ ہے۔

ولا تھنوا ولا تحزنوا! وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ۔ اور نہ تو تم سستی کا مظاہرہ کرو نہ رنجیدہ ہو، تمہیں سر بلند رہو گے اگر تم مومن ہو۔ ۳

جو شخص اس حالت میں صبح کرے کہ امور مسلمین میں سے کسی امر کا اہتمام نہ کرے تو وہ مسلمانوں میں سے نہیں ہے اور اگر کوئی کسی مسلمان کی آواز فریاد کو سنے اور اس پر لبیک نہ کہے تو وہ مسلمان نہیں۔ ۴

یہ حدیث اختلاف الفاظ کے ساتھ نوادر راوندی ۵ بروایت حذیفہ الموضوعات ابن جوزی ۶ براویت عبد اللہ ابن مسعود المستدرک حاکم ۷ اور براویت انس ابن مالک کامل ابن عدی ۸ میں بھی موجود ہے۔

اس حدیث پیغمبرؐ کی روشنی میں مسلمانوں کے عالمی حالات پر نظر ڈالئے اور پھر مسلم مملکتوں کے بیشتر حکمرانوں کے رویہ کا تجزیہ کیجئے کہ کیا انہیں فلسطینیوں وغیرہ کے ستائے ہوئے مسلمانوں کی کوئی فکر رہتی ہے؟ عرب لیگ نے اسرائیل اور اس کے سرپرست امریکہ سے اس سلسلہ میں کوئی موثر احتجاج کیا؟ کیا فلسطینیوں کے قتل عام کے اصل ذمہ دار امریکہ سے انہوں نے عدم تعاون کی پالیسی کو اپنایا؟ اگر عرب لیگ کو شام میں بغاوت کرنے والوں کی فکر ہوتی بھی ہے تو اس لئے کہ اس میں امریکہ و اسرائیل کا مفاد وابستہ ہے۔ کیا یہ امور مسلمین سے دانستہ مجرمانہ چشم پوشی نہیں ہے؟

مومن کے لئے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: لا یلسع المومن من حجر مرّتین

مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔ ۹

لیکن اسلام دشمن مغربی طاقتوں کا اژدہا مسلمانوں کو بار بار ڈس رہا ہے۔ اور مسلمانوں کی نمائندگی کے دعویدار مسلم حکمرانوں کی حس بیدار ہی نہیں ہوتی۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ نصف سال سے زائد عرصہ میں، اقوام متحدہ میں غاصب و جارح صہیونیوں کے خلاف کتنی قرار دادیں پیش ہوئی ہیں جنہیں امریکہ نے ''ویٹو'' کر کے صریحاً ظالم کا ساتھ دیا ہے اور مظلوموں کو کچلنے میں اپنی دادا گیری کے ذریعہ اہم رول ادا کیا ہے۔ ایسی طاقتوں کا آلۂ کار بن کر کیا یہ نام نہاد مسلم حکمراں یہ ثبوت نہیں دے رہے ہیں کہ ایک سوراخ سے ہم مسلسل ڈسے جاتے رہیں ہمیں کوئی فکر نہیں ہے۔ ہمیں اسلام

کے مفادات کے مقابلہ میں اپنا ذاتی مفاد زیادہ عزیز ہے۔ بہر حال اس صورت حال سے کم از کم اتنا تو ثابت ہی ہوگیا کہ جو دشمن کی چالوں کار بار بار شکار ہورہا ہے۔ وہ مومن نہیں اور جب مومن نہیں تو سربلندی اس کا استقبال نہیں کرے گی۔ بلکہ عالمی رسوائی اس کے گلے کا طوق ہوگی ۔ جو نگاہوں کے سامنے ہے۔حقیقت یہ ہے کہ بات مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے جو پتھر کی لکیر ہوا کرتی ہے۔

مسلمانوں میں اتنی اسلامی بیداری آنا فی الوقت بہت ضروری ہے کہ اسلام استبداد کے پنجوں میں گرفتار غلاموں کی زندگی بسر کرنے والوں کو آزاد کرانے آیا تھا۔ اس لئے نہیں آیا تھا کہ اس کا کلمہ پڑھنے والے خود اپنے ہاتھوں دوسروں کے غلام بن جائیں۔ زبان سے تو کہیں کہ اللہ اکبر (اللہ بڑا ہے) لیکن عملاً وہ بڑی طاقتوں کے سامنے سرنگوں رہیں اور وہ اس حد تک کہ دین و ملت کی رسوائی ہوتی رہے اور حمیت قومی بالکل بیدار نہ ہو۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ : ولا تکن عبد غیرک و قد جعلک الله حرّا ،تمہیں آزاد پیدا کیا گیا ہے۔ لہٰذا دوسروں کے غلام نہ بن جانا۔ ۱۰

ہمیں یہ احساس ہر حال میں رہنا چاہئے کہ ہم نہ مشرق کے غلام ہیں نہ مغرب کے بلکہ اس خدائے وحدہ لاشریک کے بندے ہیں جس نے ہمیں دولت اسلام سے مالا مال فرمایا ہے۔ وہ اسلام جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام ادیان پر برتری دی ہے اور مسلمانوں کو تمام اقوام سے ممتاز قرار دے کر انہیں ظلم وتشدد سے پاک بہترین اسلامی معاشرہ تشکیل دینے کی ذمہ داری سونپی ہے۔جس کیلئے تمام اہل قبلہ کا متحد ہونا ضروری ہے ۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بہ ارض کاشغر
اقبالؔ

حوالے:

۱۔عالمی سہارا نئی دہلی، ۷رجنوری ۲۰۱۲،صفحہ ۲۴
۲۔ المجر وحین، ابن حبان جلد ۱،صفحہ ۴۸۹،شعب الایمان بیہقی، جلد ۲ صفحہ ۴۲۴
۳۔سورۂ آل عمران، آیت ۱۳۹
۴۔کافی ،جلد ۲،صفحہ ۱۶۴

۵۔نوادر راوندی، صفحہ ۲۱
۶۔الموضوعات' ابن جوزی، جلد ۳، صفحہ ۱۳۲
۷۔المستدرک' حاکم، جلد ۴ 'صفحہ ۳۵۶
۸۔الکامل' ابن عدی، جلد ۷' صفحہ ۶۷
۹۔علل الشرائع: شیخ صدوق، صفحہ ۱۲۲، صحیح بخاری، جلد ۵، حدیث ۵۷۸۲
۱۰۔نہج البلاغہ، مکتوب ۳۱

☆

مشرق وسطیٰ میں اسلامی بیداری کی لہر

ڈاکٹر محمد سلیم
اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی ،نئی دہلی

مشرق وسطیٰ مغرب کی نظر میں ہمیشہ اہمیت کا حامل رہا ہے اور حالیہ دنوں میں اس کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے۔ اس کی بنیادی وجوہات یہ ہیں کہ یہ جغرافیائی وسیاسی اعتبار سے دنیا کی سیاست نیز تہذیب وتمدن کا گہوارہ رہا ہے۔ مصر اور عراق دنیا کی قدیم تہذیبوں میں سے ہیں۔ ایران جسے قدیم زمانے میں فارس کہا جاتا تھا، عظیم تہذیبی وراثت کے حامل ہونے کے ساتھ ہی ، اہم فکری وعلمی مرکز رہا ہے، اور آج ایک بار پھر اسی خود داری اور خود اعتمادی کے ساتھ انسانیت کو امن وآشتی کا پیغام دینے کی غرض سے آگے رہا ہے۔ یعنی اپنا تاریخی مشن دوہرانا چاہتا ہے۔

مشرق وسطیٰ اس لحاظ سے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ یروشلم اس کے قلب میں واقع ہے، جس کو دنیا کے تین عظیم مذاہب ، اسلام ، عیسائیت اور یہودیت مقدس مانتے رہیں مسلمانوں کے لیے تو یہی وہ مقام ہے جہاں پر ان کا قبلۂ اول واقع ہے اور یہیں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کا سفر شروع کیا اور تمام انبیاء کی امامت کرائی۔

مشرق وسطیٰ کی اہمیت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ یہ خطہ یوروپ سے کافی قریب ہے۔ یہیں سے اسلام کی شعاعِ امید روشن ہوئی جس نے مغرب کو روشنی دی۔ علم وفن کے میدان میں تعمیر وترقی کے راستے دکھلائے نیز تحقیق وجستجو کے میدان میں یوروپ کی حد درجہ مدد کی۔

موجودہ دور میں اس خطے کے ممالک کے پاس تیل اور قدرتی گیس کا ذخیرہ ہے اور ان وسیع وبیش قیمت قدرتی وسائل کو امریکہ اور اس کے حواری نہ صرف سب سے زیادہ استعمال کررہے ہیں بلکہ ان پر اپنا قبضہ جمانے کے لئے بہانے تلاش کرتے رہتے ہیں اور ان حکمرانوں کو اقتدار پر قابض رہنے میں مدد کرتے ہیں جو ان کے اشارے پر ناچنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہوں۔

اسی کے ساتھ ہی مغرب کو اگر کسی سے سب سے زیادہ خطرہ محسوس ہوتا ہے تو وہ اسلام سے ہے۔ یوں تو سوویت یونین کے زوال کے بعد بعض مغرب نواز دانشوروں نے یہ اعلان کردیا تھا کہ

اب نظریات کا خاتمہ End of Ideology ہو چکا ہے۔ اب محض امریکہ کی قیادت میں سرمایہ دارانہ نظام ہی رہتی دنیا تک جاری وساری رہے گا۔ Frahcis Fukuyama نے چند قدم آگے بڑھ کر اسے End of History (تاریخ کا خاتمہ) ہی کہہ دیا۔ پھر بھی مغرب کی صفوں میں کچھ ایسے دانشور تھے جنہوں نے امریکہ کے زیر قیادت سرمایہ دارانہ نظام کی ابدیت سے انکار کیا۔ اور یہ ثابت کیا کہ اسلام کے پاس ایک مکمل نظام حیات ہے جو مغرب کے فرسودہ نظام کو چیلنج دے سکتا ہے Samuel P.Huntington نے اپنی کتاب Clash of civolization میں باضابطہ اس کی پیشین گوئی بھی کردی۔ اور پوری طرح ثابت کردیا کہ اسلام کے پاس وہ سیاسی، معاشرتی اور معاشی نظام ہے جس کے بل پر وہ مغرب کو مات دے سکتا ہے۔ اس حقیقت سے امریکہ بخوبی واقف ہے۔

اس کی بنیادی وجہ اسلام کا شاندار ماضی ہے۔ یہ نظام رحمت ہے، یہ دین انسانیت ہے، اسے کسی خاص،قوم، قبیلے، سوسائٹی، طبقے، جماعت یا گروہ کے لئے نہیں بلکہ ساری انسانیت کے لئے بھیجا گیا۔اسی لیے انتہائی قلیل عرصے میں دنیا کے مختلف گوشوں میں پھیل گیا۔ ایک لمبے عرصے تک مسلمانوں نے دنیا کے زیادہ تر حصوں پر حکومت کی۔ یہ سلسلہ ۱۹۲۴ء میں آکر رک گیا۔ کیونکہ اپنوں کی سادگی ور اغیار کی سازشوں کے نتیجے میں خلافت اسلامیہ کا زوال ہوا۔ عالم اسلام کے لیے یہ ایک اندوہناک واقعہ تھا۔ لاکھ کمزور سہی تاہم مسلمانوں کے پاس ایک عالمی سیاسی مرکز تھا جس پر وہ نازاں تھے۔ عالم عرب میں سب سے زیادہ اس حقیقت کو شیخ جمال الدین افغانی نے محسوس کیا۔ اور اسلامی دنیا کو ایک بار پھر متحد کرنے کے لئے کوشاں ہو گئے۔ انہیں کے شاگرد اور مصر کے مشہور عالم دین شیخ محمد عبدہٗ نے اس مشن کو اور آگے بڑھایا اور ان کے نظریات کی ترجمانی کی۔ محمد عبدہٗ کے بعد ان کے شاگرد اور ایک عظیم مصری عالم نیز مجلّہ ''المنار'' کے ایڈیٹر شیخ رشید رضا مصری نے اس علم کو اپنے ہاتھ میں لیا۔

عالم عرب کے ان عظیم علماء کی ابتدائی کوششیں مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے اور ان کو اسلام کا حقیقی پیغام دیاد دلانے پر صرف ہوئیں۔ بعد میں انہیں کوششوں سے متاثر ہوکر حسن البناء شہید نے ایک عظیم اسلامی تحریک ''الاخوان المسلمین'' کی بنا ڈالی۔ اس تحریک سے سید قطب شہید، محمد قطب، شیخ غزالی، شیخ فرغلی، شیخ الہضیبی جیسی شخصیات جڑتی گئیں جنہوں نے اسلام کو ایک عظیم سیاسی، معاشی، معاشرتی اور اخلاقی نظام حیات کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا۔

مغرب کے ذریعہ اقتدار پر بٹھائے گئے حکمرانوں جیسے جنرل ناصر وغیرہ کو الاخوان المسلمین کی روش بالکل پسند نہ آئی اور انہیں ابتلاء وآزمائش کی بھٹی میں جھونک دیا۔ اور وادئی نیل کا یہ قافلۂ سخت جاں طرح طرح کے مصائب سے دوچار ہوتا رہا۔لیکن وادئ نیل کا نرم رو قاصد ایک بار پھر پیام زندگی لایا اور مغرب کی صفوں میں کہرام مچ گیا۔ حالیہ انتخابات میں اخوان المسلمین ایک بڑی سیاسی طاقت بن کر ابھرے ہیں۔ اور یہ پر اسرار بندے یہ اعلان کر چکے ہیں کہ ان کا مقصد مال غنیمت یا کشور کشائی نہیں بلکہ فسق وفجور، بے حیائی وبد اخلاقی، بدامنی اور افراتفری، کرپشن اور دھونس ودھاندلی کو دور کرنا ہے۔

اس اسلامی بیداری کے نتیجے میں مسلمانوں کی طاقت کا سرچشمہ ایک بار پھر ابل پڑا ہے۔ مغربی مبصرین اس حقیقت کو تسلیم کرنے لگے ہیں کہ ایک بار پھر سے مغربی مفکرین، دانشوران وسائنسدانوں سے بہتر سیاست ومعیشت نیز سائنس وٹکنالوجی کے میدان میں اسلامی ماہرین ابھریں گے جو ملت اسلامیہ کی مردہ رگوں کو پھر سے زندہ کریں گے۔

اس طرح مصر میں اسلامی سیاسی بیداری کا آغاز ہو چکا ہے۔تقریباً تیس سال سے اقتدار کی کرسی پر قابض مغرب نواز حکمراں حسنی مبارک کو اقتدار سے سبکدوش ہونا پڑا۔ اور پھر اسلامی پارٹیوں کی اقتدار میں واپسی اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ وہاں کے عوام حق اور صداقت پر مبنی اسلامی جمہوری حکومت چاہتے ہیں۔

اب آیئے تونس پر نگاہ ڈالتے ہیں۔ عرب ممالک میں انقلاب کی لہر کا آغاز یہیں سے ہوا، واقعہ یوں ہے کہ بے روزگاری اور بھوک کی شدت سے پریشان ایک عام شخص نے حکومت کی اجازت کے بغیر سڑک کے کنارے پھل بیچنا شروع کیا۔حکومت کے اہلکاروں نے اسے زدوکوب کیا اور بالآخر تنگ آکر اس نے خودکشی کرلی۔ اس اندوہناک واقعہ کی خبر سنتے ہی پورے ملک میں کہرام مچ گیا۔ اور ظالم وجابر وبدعنوانی میں ملوث نیز مغرب کے ہمنوا حکمرانوں کے خلاف عام لوگوں کا غصہ پھوٹ پڑا اور مدتوں سے اقتدار پر قابض حکمراں زین الدین بن علی کا تختہ پلٹ دیا گیا۔ بعد میں جمہوری طرز پر انتخاب عمل میں آیا اور اسلام پسند پارٹی حرکۃ النہضہ کو حکومت بنانے کا موقع ملا، اگرچہ مغربی میڈیا نے اسے یاسمین انقلاب کا نام دیا لیکن وہاں کے اسلام پسند باشندوں نے اس ثورۃ الکرامہ یعنی انقلاب عزّ وشرف سے موسوم کیا۔

اخوان المسلمین کی طرح پچھلی نصف صدی سے تونس کے حکمرانوں نے بالعموم اور زین

العابدین نے بالخصوص اسلام پسند پارٹیوں کو حاشیے پر رکھا۔ یہاں تک کہ ۱۹۹۰ء میں اس حکمراں نے النھضہ پارٹی کے سیکڑوں ممبران کو مشکلات کے بھنور میں ڈال دیا، انہیں سخت سزائیں دیں، ان پر مختلف قسم کے الزامات لگاکے اور جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈھکیل دیا۔ ان کے اہم رہنماؤں کو ملک سے باہر نکال دیااور ترکی کے مصطفیٰ کمال اتاترک کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بہت سے اسلامی اقدار وروایات کو پامال کرنے کی کوشش کی۔ پس کوئی تعجب کی بات نہیں اگر اسلامی بیداری کی لہر کا آغاز یہیں سے ہو۔ حالیہ خبروں کے مطابق تونس اسلامی بینک کاری کو فروغ دینے کے لیے کوشاں ہے اور یہ ملک افریقہ میں اسلامی مالیاتی مرکز بنانا چاہتاہے۔

اسلامی بیدری کی یہ لہر لیبیا بھی پہنچ گئی۔ معمر القذافی کے بعد امریکہ نے چین کی سانس لی اور ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی، لیکن وہاں کے قومی وفاقی کونسل کے سربراہ نے یہ اعلان کرکے امریکہ کو چونکا دیا کہ اسلامی شرعی قوانین ہی ملک کے دستور کی بنیاد ہوں گے۔

اسی طرح مراکش میں پہلے ہی اسلام پسند وزیر اعظم عبد اللہ بن کیران کا انتخاب عمل میں آیا ہے۔ نیز بحرین اور یمن میں مغرب نواز حکمراں اسلامی عوامی بیداری کے آگے گھٹنے ٹیک چکے ہیں۔ اب عرب ممالک میں وہی حکمراں اقتدار کی کرسی پر قابض ہیں جنہیں امریکہ ہر قیمت پر اقتدار کی کرسی پر دیکھنا چاہتاہے تاکہ اس خطے میں امریکی سیاسی ومعاشی مفادات کوآگے بڑھاتے رہیں۔ یہ بات ابتداہی میں ثابت کی جاچکی ہے کہ یہ خطہ پوری دنیاکے لیے بالعموم اور امریکہ کے لئے بالخصوص انتہائی اہم ہے۔ اسی لیے زیادہ تر عرب حکومتیں اپنے مغربی آقاؤں کے تابع تھیں۔ انہیں کے اشارے پر ناچتی تھیں، انہیں کے فرسودہ اصول وضوابط ونظریات کے مطابق حکومت کررہی تھیں۔ اپنے بے پناہ قدرتی وسائل کو بے دردی سے لٹارہی تھیں۔ تعمیر وترقی نیز علم وفن کے میدان میں انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ پسماندگی بے روزگاری، عدم مساوات نیز غربت وافلاس ایک بڑے طبقے کا مقدر بن گیا۔ چند غیور وخوددار عرب اس ذلت ونکبت کی زندگی کوکب گوارا کرسکتے تھے لیکن حکومت کے آہنی پنجوں کی گرفت میں آکر مجبور تھے۔ آخرکار تونس سے آزادی اور انقلاب کا ایک طوفان اٹھا جس نے دیکھتے ہی دیکھتے بیشتر عرب ممالک کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ اس انقلاب کے بعد جب وہ انتخابات کے میدان میں حکمرانوں کومنتخب کرنے کے لئے اترے تو مکار وعیار اورفریبی وسازشی ظالم حکمرانوں کو چھوڑکو خدا پرست، ایماندار، حق گواور بیباک اسلامی رہنماؤں اور ان کی پارٹیوں کوترجیح دینے لگے۔

اسلام پسند حکمرانوں کی کی کامیابی کا راز یہ ہے کہ ان کا مقصد مال غنیمت جمع کرنا یا کشور کشائی یا مغربی آقاؤں کی وفاداری نہیں بلکہ خدا کے بندوں کو خدائی سرزمین پر ان کا حق دلانا ہے۔ انہیں امن وسکون کی زندگی اور خدا کے بتاتے ہوئے اصولوں کے مطابق زندگی گذارنے کا سلیقہ عطا کرنا ہے۔ ان انقلابی عوام کی نظر میں اسلام خداوند عالم کا پسندیدہ ترین دین ہے جس میں وہ تمام صفات بدرجۂ اتم موجود ہیں جن کی امت اسلامیہ عالم کو ضرورت ہے اور ان کا بھرپور عقیدہ وایمان ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے اور اس کی گرانقدر مخلوق یعنی انسان پر کسی دوسرے انسان یا انسانوں کی جماعت کو حق حاکمیت حاصل نہیں بلکہ حاکمیت مطلقہ تو صرف خداوند عالم کو حاصل ہے اور اس نے اپنے تمام احکام اپنی مقدس کتاب یعنی قرآن میں جمع کر دیا ہے اور مختلف اعمال کی مزید لازمی تفسیر عملی نمونے کی شکل میں پیغمبر اکرم کی سیرت کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ پس قرآنی تعلیمات اور سیرت نبوی پر مشتمل آئین اسلامی ملک وحکومت کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ امت اسلامیہ عالم اور مسلمان علماء وفضلاء کو ہمیشہ اس حقیقت پر مکمل اعتقاد و ایمان تھا لیکن عملی نمونہ کی کمی کی وجہ سے اسلام دشمن طاقتیں اپنے جھوٹے اور بے بنیاد پروپگنڈوں کے ذریعہ عالمی سطح پر اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے میں ہمہ تن سرگرم رہی ہیں لیکن بیسویں صدی کی آخری دہائیوں میں امام خمینیؒ کی قیادت ورہنمائی میں عظیم الشان کامیابی حاصل کرنے والے اسلامی انقلاب نے دنیاوالوں کے سامنے اسلامی جمہوریت کا ایسا نمونہ پیش کردیا کہ آج دنیا بھر کے مسلمان ہی نہیں بلکہ آزادی وانصاف پر بھروسہ رکھنے والے انسان ہی اسلام کی طرف ہمہ تن مائل ومتوجہ ہیں اور اسلامی ملکوں میں رونما ہونے والی حالیہ انقلابی سرگرمیاں بہر حال حقیقی اسلام محمدی اور سرزمین ایران پر حکمراں اسلامی جمہوریت سے متاثر ضرور ہیں اور عالمی سامراج کی طرف سے ایران کی بھرپور مخالفت ودشمنی بھی اس حقیقت کی نشاندہی کررہی ہے کہ ایران کے اسلامی انقلاب نے ایک ماڈل اور نمونہ کی حیثیت اختیار کرلی ہے اور مشرق وسطیٰ میں سردست اسلامی بیداری کی لہر دکھائی دے رہی ہے۔

☆☆☆

اسلامی بیداری ـــــ ہمہ جہت بیداری

مولانا ناظم علی خیر آبادی

یک جہت بیداری کا تصور اور دنیاوی لائحہ عمل تو مختلف مذاہب کے پاس موجود ہے دنیاوی اداروں اور تحریکوں کے پاس بھی ایسی بیداری کے اصول وضوابط بنے ہوئے ہیں جو حالات اور زمانہ کے پیش نظر تبدیل ہوتے رہتے ہیں جن کے ذریعہ کسی ایک شعبۂ حیات میں بیداری کے قوانین کو نافذ کیا جاتا رہا ہے اور کسی حد تک اس میں کامیابی بھی نصیب ہوئی ہے۔ سیاسی، سماجی، معاشرتی، اقتصادی، معاملاتی اور اخوتی بیداری کے تعلق سے گفتگو بھی ہوتی ہے سمینار اور کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں۔ نشستند، گفتند وبرخاستند کا عمل ارباب حل وعقد کے ذریعہ انجام پاتا رہتا ہے کچھ زمانہ گزرنے کے بعد دوبارہ ایسے ہی اجتماعات بین المللی کانفرنسیں اور بین المذاہب سمینار مرتب کیے جاتے ہیں اور صاحبان علم ودانش اور ماہرین حیاتیات سرجوڑ کر بیٹھتے ہیں اور اپنے تجربہ، مشاہدہ، ترقی یافتہ ممالک کے نظریات، ترقی پذیر ممالک واقوام کے مشکلات کو حل کرنے کی بھرپور سعی کرتے ہیں مگر حیات کے زلف گرہ گیر کی گرہوں میں اضافہ ہوجاتا ہے گتھی سلجھنے کے بجائے مزید اُلجھ جاتی ہے جن مشکلات کو آسانیوں میں تبدیل کرنے کی تدبیر کرتے ہیں ان کی دشواریاں بڑھتی جاتی ہیں۔ اس کا راز یہ ہے کہ انسان اپنی علمی فکری پرداز کے مطابق انسان کے اندر بیداری پیدا کر کے سہولت وسکون پیدا کرنا چاہتا ہے مگر چونکہ علمی بلندی کے باوجود فطرت انسانی سے کماحقہ آگاہ نہیں ہوپاتا ہے لہٰذا قانون بھی نامکمل اور ناقص رہ جاتا ہے اور بیداری کے بجائے نیند اور خواب کا اثر گہرا ہوجاتا ہے۔

اسلام دین الٰہی ہے کائنات کا خالق فطرت بشر کا بھی خلق کرنے والا ہے اسی فطرت پر انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ فطرة اللّٰه الّتی فطر النّاس علیها لا تبدیل لخلق اللّٰه ذالک الدّین القیّم، فطرت پر انسان کو خدا نے پیدا کیا ہے اس فطرت وتخلیق الٰہی میں کوئی تغیر و تبدّل نہیں ہے یہ مستحکم دین ہے۔ اسلام دین فطرت ہے اس لئے اس نے جو قانون قرآن مجید میں پیش کیے ہیں وہ ہمہ جہت انسانی بیداری کے لئے ذمہ دار ہیں۔

اسلامی قوانین کے نفاذ میں جملہ شؤن حیات میں بیداری پائی جاتی ہے جس کا نمونہ صدر

اسلام میں پیغمبرؐ اکرم کی حیات طیبہ میں سچے مسلمانوں کی زندگیوں میں بھی ملتا ہے اور موجودہ زمانہ میں اسلامی انقلاب ایران کے سربراہ آیت اللہ العظمیٰ آقای روح اللہ خمینی طاب ثراہ نے پوری دنیا کو دین الٰہی اور نظام اسلامی سے آگاہ کرکے عالمی بیداری کی راہ پر لگادیا۔ ایران میں تو اسلامی بیداری کا ثبوت ظالم وخائن شاہی کو ختم کرکے اسلامی جمہوریہ کا قیام واستحکام ہے اور عالمی سطح پر ہر ستمگر اور غاصب حکمراں خوف زدہ ہوکر اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھ رہا ہے اور عوامی بیداری سے اتنا ڈر رہا ہے کہ دن کا چین اور رات کی نیند حرام ہوگئی ہے جبکہ اسلامی جمہوریہ ایران کے عوام وخواص نہایت اطمینان سے اپنے اسلامی فرائض کی ادائیگی میں مخالفین کی چیرہ دستیوں اور استعماری طاقتوں کی ریشہ دوانیوں نیز منافقین کی مکاریوں کے باوجود مصروف ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ دنیا میں اگر کسی ایک ملک میں حقیقی اسلامی بیداری پیدا ہوجاتی ہے تو اس حقیقت کو بلند اور غالب ہونے سے کوئی روک نہیں سکتا، دنیا نے واضح طور پر دیکھ لیا ہے کہ اسلامی بیداری ایران میں امام خمینیؒ کی قیادت ورہبری میں پیدا ہوئی تو دوسرے نام نہاد مسلم ممالک بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے اور مسلم عوام میں یک گونہ بیداری آئی تو حکومت کے صاحبان بست وکشاد کی نیندیں حرام ہوگئیں اور استعماری شیاطین بھی اپنے منصوبوں کو خاکستر ہوتے ہوئے محسوس کرنے لگے۔

اسلامی جمہوریہ ایران سے جو اسلامی بیداری کی موج در موج لہریں اٹھیں تو اس سے عراق، کویت، افغانستان، امارات، شام، لبنان، فلسطین، لیبیا وغیرہ کے ساتھ ساتھ استعماری ممالک امریکہ، برطانیہ، روس، چین، تیونس، افریقی ممالک بھی بیحد متاثر ہوئے ان موجوں کا اثر غیر مسلم ممالک تک بھی پہونچا اور اب ہندوستان میں بھی اسلامی بیداری کا ڈنکا بج رہا ہے۔ استعماری طاقتوں کے رٹّو طوطے سلمان رُشدی، تسلیمہ نسرین اور دوسرے نام نہاد باسواد دانشور، یونیورسٹیز کے نافہم اذہان کے گندے اور بے بنیاد خیالات اور اسلام دشمن پروپگنڈے لاحاصل اور بے سود ہوکر رہ گئے، چاند پر تھوکا انہیں کے منہ کو بدنما کرگیا۔

اسلامی بیداری کے مثبت اور منفی رخ ہندوستان اور دوسرے ممالک میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ مثبت رخ تو یہ ہے کہ اسلامی قوانین پر عمل کرنے اور اس پر ثابت قدم رہنے کا جذبہ پیدا ہو اور ہر شعبۂ زندگی کو قرآنی اصول اور اسلامی نظام سے آراستہ کیا جائے جیسا کہ اسلامی جمہوریہ ایران میں ہوا اور عوام اس پر گامزن ہیں لیکن اس کا منفی رخ وہ ہے جو بخیال خود پڑھے لکھے مگر اَن کڑھے لوگوں

میں رائج ہے یہ لوگ اسلامی قوانین کو دنیاوی اصول کے آئینہ میں پرکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور جب وہ دنیاوی مروجہ طریقوں سے ٹکراتے ہیں تو اس کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں اور اسی کو اسلامی بیداری کا نام دیتے ہیں۔ اسلامی بیداری سماجی طریقوں کو اسلامی قوانین پر زبردستی تھوپنا نہیں ہے بلکہ سماج اور معاشرہ کو اسلامی قوانین کے مطابق تیار کرنا اور اسلامی سانچے میں ڈھالنا ہے۔

استعمار کی دیرینہ راہ وروش ہے کہ وہ روح اسلامی سے ناواقف دنیا کے ابن الوقت ، مال دنیا کے حریص مگر زبان وبیان کو بے تکان استعمال کرنے والے اسکالر کو خرید تا ہے اور انہیں اپنے مکروفریب کے جال میں گرفتار کرکے سرطانی مرض کو ذہنوں میں ڈل دیتا ہے خود سامنے نہ آکر انہیں آلۂ کار بناتا ہے۔ان کے کاندھوں پر بندوق رکھ کر سم آلود اور زہر افشاں گولے سماج اور معاشرہ میں چھوڑتا ہے جس کا اثر سادہ لوح دماغوں پر ہوتا ہے۔ ہندوستان کے ادارے یونیورسٹیز کالجز اور درسگاہیں بھی اس سے محفوظ نہیں ہیں، استعمار نے جب یہ سمجھ لیا کہ ہم دشمن بن کر اسلام اور مسلمانوں میں زہر نہیں گھول سکیں گے تو امت مسلمہ کے لوگوں ہی کو ذریعہ بنایا اور اپنے منصوبوں کی تکمیل انہیں کے ذریعہ کرنی چاہی۔ جیسے صدر اسلام میں یہودیت اور مسیحیت نے ظاہر بظاہر اپنے ارادوں میں ناکامی دیکھی تو مسلمانوں ہی میں منافق تیار کیے تاکہ انہیں کے ہاتھوں اسلام کی درپردہ مخالفت ہو۔ قرآن کریم نے ان منافقین کی نقشہ کشی سورۂ بقرہ میں اس انداز سے کی ہے کہ وہ آج کے مسلم گھرانوں میں پیدا ہونے والے مگر اسلام کے خلاف ذہن سازی کرنے والوں کی زندہ تصویر ہے قرآن کا اعلان ہے:

”جب ایسے لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ تم ایمان لاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لا چکے ہیں لیکن جب وہ اپنے شیاطین سے تخلیہ میں گفتگو کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں ہم تو ان مسلمانوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ خداوند عالم خود انہیں لوگوں کا (منافقین) کا مذاق اڑاتا ہے اور انہیں کی سرکشی میں ڈالے رہتا ہے اور وہ اندھیرے میں ٹاپک ٹوئیاں مارتے رہتے ہیں“ ۲

یہ منافقین اعلیٰ درسگاہوں میں پہونچ جانے کے بعد BRAINWASHING کا کام کرتے ہیں اور اپنے تباہ کن خیالات کی گرویدہ ایک جماعت تیار کرلیتے ہیں۔ خود کو روشن فکر ،اسلام نواز اور اصلاح پسند خیال کرتے ہیں۔ یہ لوگ قرآن مجید جیسی پاکیزہ اصولی کتاب کے بیانات پر اپنی کج فہمی

کے تیر چلاتے ہیں۔ مبلغین دین کے کردار پر الزام تراشی اور محافظین اسلام پر کج فکری کے ذریعہ اتہام و بہتان لگانے سے بھی گریز نہیں کرتے، یہ لوگ خداوند عالم کے وجود کے منکر ہو کر پیغمبر اسلامؐ کی حیات طیبہ اور ائمہ اطہار کی روش زندگی پر اعتراض کرتے ہیں پھر بھی مسلمان کہلاتے رہتے ہیں گویا ''رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی'' کے مثل دودھ کے دھلے ہوئے مانے جاتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر علم نے نورانیت نہیں پیدا کی، اندھیرے ہی میں سر مارنا ہاتھ آیا تو وہ علم بیکار ہے جسے علم کا فائدہ خود نہ ملا ہو وہ دوسروں کو علم سے آراستہ کیا کرے گا۔

آنکس کہ خود گم است کرا رہبری کند

انقلاب اسلامی ایران نے اسلامی بیداری اور ہمہ جہت بیداری کا عملی ثبوت فراہم کر دیا ہے جسے آج ہر طبقہ کا انسان محسوس کر رہا ہے۔ اسلامی بیداری کی اساس خوف خدا ہے جس کے دل میں یہ خوف خدا پیدا ہو جائے گا اسے خدا مل جائے گا اور جسے خدا مل جائے گا اسے سب کچھ مل جائے گا۔ امام حسینؑ نے دعائے عرفہ میں فرمایا ہے الٰهی ماذا وجد من فقدک وماالّذی فقد من وجدک [۳] خدایا جس نے تجھے کھو دیا اس نے کیا پایا اور جس نے تجھے پالیا اس نے کیا کھویا۔ اسلامی بیداری جس میں پیدا ہوتی ہے اس کی نگاہ ہر آن اپنے خالق پر ہوتی ہے اور وہ تمام حالات خداوند عالم کے احکام، قرآنی فرمودات اور پیغمبرؐ وآل پیغمبرؐ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے اور اس کی بنا پر ہمہ جہت بیداری پیدا بھی ہوتی ہے اور مستحکم بھی رہتی ہے۔

حوالے:

۱۔سورۂ روم، آیت ۳۰

۲۔سورۂ بقرہ، آیت ۱۴

۳۔دعائے عرفہ

☆

اسلامی بیداری اور مادہ پرستوں کی بیداد

سید نامدار عباس رضوی

جہاں اس پر آشوب دور میں کسی بھی شے کے تحفظ کی گفتگو نقش بر آب کی حیثیت رکھتی ہے وہیں قرآن مجید آج بھی اپنے تمام دعوں کے ساتھ موجود ہے، اسی کو معجزہ کہتے ہیں۔ قرآن مجید معجزہ بھی ہے اور معجزات کا مرکز بھی ، اس کی آیات ہی نہیں بلکہ الفاظ، حروف ، زیر و زبر سب کچھ معجزہ ہے، اور معجزہ کہتے ہی اسے ہیں جس کا جواب نہ لایا جا سکے، جسے رد نہ کیا جا سکے، سحر و جادو کے بالکل برعکس جسے باطل بھی کیا جا سکتا ہے اور لا جواب بھی، چنانچہ قرآن مجید نے خود بھی اس کی وضاحت جناب موسیٰؑ اور فرعون کے جادوگروں کے واقعہ میں کی ہے ۔قرآن مجید اپنی انہیں معجز نمائیوں اور اعجاز بیانیوں کے سبب باطل پرستوں کی ناقص عقلوں اور مہمل قوتوں کو آئینہ دکھاتا رہا ہے مگر ہم جس معاشرہ میں زندگی گزار رہے ہیں وہاں چہرے کی کثافت دور کرنے کا رواج ہی نہیں ہے بلکہ آئینہ توڑ دینے کا چلن ہے۔شاید اسی لیے قرآن سوزی کی تحریکیں چلائی جاتی ہیں اور ان تحریکوں کے ذریعہ قرآن ، اسلام اور مسلمانوں کے استہزاء کی ناکام کوشش کی جاتی ہے، یہ اور بات کہ ایسا کرنے والے خود مسخرہ بن جاتے ہیں، کیونکہ قرآن سوزی کے عمل سے تحفظ قرآن پر تو کوئی حرف نہیں آتا بلکہ باطل پرستوں کی روسیاہی میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔

یہ وہی اسلام دشمن طاقتیں ہیں جن کے یہاں صدیوں سے یہ عمل جاری ہے، پھر بھی یہ دشمنان عقل ہوش میں نہیں آتے ، اور اب ہر طرح سے تھک ہار کر اسلام کی تضحیک اور مسلمانوں کو عقب ماندہ بتانے کے لیے یہ اس نام نہاد آزاد میڈیا کا سہارا لے رہے ہیں جن کی حیثیت ان کے سگہائے خانہ سے زیادہ نہیں ، جو دو وقت کی روٹی کے لیے اپنے مالک کی وفاداری کا ثبوت دیتے ہیں اور گھر کے پاس سے گزرنے والے ہر نیک و بد پر آوازیں کسنا اپنا منصبی فرض سمجھتے ہیں۔ یہ صحافت کے قاتل اس حد تک بے شرم ہوتے ہیں کہ رائی کو پہاڑ اور پہاڑ کو ذرّہ بتانے میں انہیں کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی ، ان کے سفید چہروں میں نیتوں کی سیاہی صاف نظر آتی ہے ، اور جب کبھی ان سے اس بابت سوال ہوتا ہے تو جواب میں پھر ایک سفید جھوٹ بول دیتے ہیں۔

لیجیے ’’عیاں را چہ بیاں‘‘ میں یہ سب کچھ لکھ رہا ہوں اور دوسری طرف ایک نیوز چینل میں ایک خبر آرہی ہے کہ نئی دہلی کے اورنگ زیب روڈ پر اسرائیلی Embassy کی ایک گاڑی پر ’’Sticker Bomb‘‘ کے ذریعہ سے حملہ ہوا ہے،اور ہندوستان کا ایک صحافی بتا رہا ہے کہ اسرائیل نے صاف طور پر کہا ہے کہ دھماکہ ایران نے کیا ہے جبکہ ہندوستانی خبر رساں ایجنسی کہتی ہے کہ جب تک تفتیش نہ کر لی جائے اس وقت تک کچھ نہیں کہا جا سکتا اور اسرائیل نے یہ بیان اس لیے دیا ہے کیونکہ بعض ممالک سے اس کی چشمک ہے۔

قابل غور سخن یہ ہے کہ یہ اسٹیکر بم برطانیہ کی ایجاد ہے اور اس کا استعمال اکثر موساد نے ہی حزب اللہ کے رہنماؤں کو راستے سے ہٹانے کے لیے کیا ہے۔دوسری بات جو بے پناہ مضحکہ خیز تھی وہ یہ کہ اس انفجار سے جو نقصان ہوا تھا وہ صرف یہ تھا کہ گاڑی میں آگ لگ گئی تھی لیکن شہر صحافت کے زرخرید غلام خبر نگاروں نے اسے دنیا کا سب سے بڑا دہشت گردانہ حملہ قرار دے دیا، کیونکہ اس کا تعلق اسرائیل سے تھا۔کمال یہ ہے کہ ابھی اس بم کے شعلے بھڑکنا ہی چاہ رہے تھے کہ اسرائیل کے وزیراعظم کا پہلے سے تیار شدہ بیانی بم بھی منفجر ہوا کہ حملہ کی سازش ایران نے رچی ہے۔

ان دونوں بموں کا مقصد ایک ہی تھا کہ ایران و ہندوستان کے مابین جو تجارتی اور دوستانہ تعلقات ہیں ان پر منفی اثرات ڈالے جائیں، یہ اور بات کہ اس عمل سے غیر شعوری طور ہندوستان و ایران کے روابط میں اور استحکام آگیا،یعنی پہلے تجارتی رشتہ میں امریکی ڈالر حائل تھا اب وہ بھی نہیں رہے گا۔ بہر حال ہم امید کرتے ہیں کہ تفتیش پوری ہونے کے بعد اسلام دشمن طاقتوں کے ضمیر فروش خبر نگاروں کی روسیاہی کا پھر کوئی سامان فراہم ہو۔

ایران ایک اسلامی ملک ہے، اور بقیہ اسلامی ممالک کی طرح صرف برائے نام اسلامی نہیں، بلکہ ایک ایسا اسلامی ملک ہے جہاں اسلامی روایات اور مذہبی قدروں کا تحفظ ہوتا ہے۔انقلاب ایران کی ۳۳ سالہ تاریخ شاہد ہے کہ اس نے کبھی بھی کسی پر حملہ کا آغاز نہیں کیا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ہندوستان جیسے ملک میں ایسی اوچھی حرکت کا مرتکب ہو جائے۔

دشمنان اسلام کی پریشاں سامانی کا سبب صرف اور صرف یہی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ساری طاقت وقوت استعمال کرنے کے بعد بھی اسلام پھل پھول رہا ہے،اور مزاج بشریت کی نفاستیں غیر اسلامی اور مکدر نظریات کو کسی طرح تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ ہر آنے والا دن

آفتاب اسلام کی تابنا کی میں اضافہ کا سبب ہو رہا ہے اور یہی چمک دمک اور تابنا کی ان کی آنکھوں کو چکا چوندھ کیے دے رہی ہے اور یہ دشمنی میں اندھے ہوئے جا رہے ہیں۔ اب تو یہ عالم ہے کہ بار بار کے احساس شکست کے سبب ان کی مثال اس کھسیانی بلّی جیسی ہوگئی ہے جس کے پاس کھمبا نوچنے کے علاوہ کوئی راہ کارنہیں بچتا۔

جمہوریت کا نعرہ لگانے والے یہ جمہوریت فروش ہر صدائے حق کو اپنے باطل منصوبوں کے لیے استعمال کرنا چاہتے ہیں ۔ بحرین کے مسلمان جب شہنشاہیت سے نجات پانے کے لیے جمہوریت کا نعرہ بلند کرتے ہیں تو یہ مفاد پرست اسے مسلکی اور فقہی محاربہ بنا دیتے ہیں اور آزادی طلبی کی آگ کوسعودی افواج کے ذریعے ہوا دینے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اور پرُ امن مظاہرہ کرنے والوں پر گولیوں کی بوچھار انہیں سنائی نہیں دیتی جبکہ تہران کے داخلی معاملات کی ہر صوت وصدا ان کے لیے صوتی آلودگی بن جاتی ہے۔

لیبیا میں نعرۂ آزادی طلبی کے ساتھ یہ مداخلت کرتے ہیں اور قذافی کی مانند عوام کے قتل عام میں ہوائی حملوں کے ذریعہ شریک ہو جاتے ہیں ، اور اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کا قتل عام کرنے لگتے ہیں ،مکر وفریب کے یہ ماہرین اپنے رکیک منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے اپنے ساتھ اس اقوام متحدہ کو بھی شامل کر لیتے ہیں جو انہیں کے ہاتھوں کی کٹھ پتلی بنا ہوا ہے۔

۱۹۷۹ء میں امام خمینیؒ نے عوامی دریائے فکر کی سطح پر انقلاب کا جو کنکر ڈالا، اس نے دائرہ بنانا شروع کر دیا ،اور آج عالم یہ ہے کہ یہ دائرہ پورے سمندر کو سمیٹ لینا چاہتا ہے، باطل پرست قوتوں کو حیرانی اسی بات کی ہے کہ اس دائرے کو ہمارے بحری بیڑے بھی روکنے میں ناکام ہوئے جا رہے ہیں، بلکہ اس دائرہ کے زور اور حوصلوں نے بحری بیڑوں میں بھی لرزش پیدا کر دی ہے۔

یقیناً اس آفتاب انقلاب کی ذرہ پروری نے سنگریزوں کو ایسا کوہ گراں بنا دیا ہے کہ جس کے جمے اور ڈٹے رہنے کے جذبوں کے آگے ظالمانہ اور جابرانہ نظام کے پسینے چھوٹ گئے۔

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف فوج، اسلحہ، بم، بارود اور دھن دولت سب کچھ لٹا دینے کے باوجود نتیجہ ان کے حق میں نہ جا سکا بلکہ اس کا عکس العمل ضرور سامنے آگیا کہ ان کے اپنے ہی گھروں میں فاقہ کشی کی نوبتیں آنے لگیں۔ یہ اور بات کہ ابھی تو آغاز کار ہے جس کی جھنجھلاہٹ نے انہیں

دیوانگی کی حد تک خود سے بیگانہ کر رکھا ہے، یہ اس وقت کیا کریں گے جب اس وعدۂ الٰہی کا نفوذ ہوگا جس میں اس نے صاحبان ایمان اور خوش عمل افراد کو حکومت عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے:

"وعداللّٰہ الّذین آمنوا منکم وعملوا الصّالحات لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الّذین من قبلھم ولیمکّننّ لھم دینھم الّذی ارتضیٰ لھم و لیبدّلنّھم من بعد خوفھم امناً یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً........"[1]

اور کبھی اپنے ارادہ کا اظہار کچھ اس طرح فرمایا:

"ونرید ان نمنّ علی الّذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمّۃً ونجعلھم الوارثین"[2]

جیسے جیسے اسلامی بیداری کی تحریکوں کو عروج حاصل ہوگا ان مادہ پرستوں کے زوال کی راہ ہموار ہوتی جائے گی اور یقیناً وہ دن دور نہیں جب یہ وعدہ ربانی اور ارادۂ الٰہی تکمیل کو پہنچے گا۔

آج پورے کرۂ ارض میں صرف ایک ملک ایران ہی ہے جس نے ان کے خلاف محاذ آرائی کر رکھی ہے، اور ہر محرک کو جذبہ اور حوصلہ عطا کر رہا ہے، اس ملک کے سربراہوں نے عملی طور پر ثابت کر کے دکھایا ہے کہ کس طریقے سے عقیدہ کو زندگی بنایا جاتا ہے، دنیا بھر کے ہمفکروں اور کلمہ توحید کا زمزمہ کرنے والوں کو یہ باور کرایا ہے کہ خدا سب سے بڑی طاقت ہے، اس کے علاوہ کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ خود کو بڑی طاقت "Super Power" سمجھے۔

ملّت ایران کے اس دلیرانہ شعار نے ہر بیدارفکر کو ایسا شعور عطا کر دیا کہ اب ان کی آنکھیں اپنے دشمن کی شناخت کے لیے کسی عینک کی محتاج نہیں ہوتیں اور ان کی زبانیں اظہار حق کے لیے کسی پشت پناہی کی منتظر نہیں رہتیں۔ اور دوسری طرف ان مادہ پرستوں کو بھی سوچنے پر مجبور کر دیا کہ ساری دنیا اپنے قدموں میں اکٹھا کرنے کے باوجود روحانیت سے ٹکرانا آسان نہیں ہے۔ مگر مقام حیرت یہ ہے کہ اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود یہ عقل کے مارے آج بھی عرفانی طاقت "Spiritual Power" کے مقابلہ میں مادیت کی بات کرتے ہیں۔

حال کے دنوں میں مصر کا "تحریر اسکوائر" شاید مصر سے زیادہ شہرت کا حامل ہو گیا اور اس کی بنیادی وجہ بھی اسلامی بیداری کا وہی طوفان ہے جس نے خودسر طاقتوں کی چولیں ہلا دیں۔ کون نہیں جانتا کہ امریکہ و اسرائیل، مصر کے خود پسند اور سرکش حاکم حسنی مبارک کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہے لیکن وہاں کی بیدار عوام نے کسی بھی طرح اس کی اجازت نہیں دی، کیونکہ وہ مزید ذلت

ورسوائی کی زندگی گزارنے کو تیار نہ تھے اور اس انقلابی لہر کو کم رنگ نہیں ہونے دینا چاہتے تھے، چنانچہ انہوں نے حرص و ہوس کے دلدل میں غرق خود پسند تانا شاہ حاکم کو اپنے سر پر مسلط رہنے نہیں دیا، جو یکسر عوام کی پریشاں سامانی و مفلوک الحالی سے بے پرواہ تھا۔ واقعاً یہ بات کتنی مضحکہ خیز ہے کہ دنیا کے ایک غریب ملک کا حاکم دنیا کا امیر ترین انسان ہو، حاکم و محکوم کے مابین فاصلہ اتنا زیادہ تھا کہ جسے کم کرنے کی صرف ایک ہی تدبیر تھی کہ اسے برطرف کیا جائے۔ چنانچہ محروم اور دبے کچلے لوگوں کو جیسے ہی موقع ملا انہوں نے اسے ہاتھ سے جانے نہ دیا اور مادہ پرستوں کی ساری سازشوں کو ناکام کر دیا۔ پہلے تو امریکہ اور اسرائیل حمایتی کلمات سے دہن تر کیے ہوئے تھے لیکن عوام کی استقامت اور انقلابی روح نے پورے منظر نامے کو بدل دیا اور درپردہ حمایت کرنے والوں نے ہاتھ سمیٹ لئے۔

تیونس میں زین العابدین کا زوال ہو یا یمن میں علی عبداللہ صالح کا انحطاط، لیبیا میں کرنل معمر قذافی کا ''فی النار'' ہونا ہو یا مصر میں حسنی مبارک کا ''فی العار'' ہونا یہ وہ سارے عوامل ہیں جنہوں نے مادہ پرستوں کو لرزہ بر اندام کر رکھا ہے۔ اب عالم یہ ہے کہ صہیونی وزیر اعظم کو اعتراف کرنا پڑ رہا ہے کہ خطے میں انقلابات کی یورش نے بڑی مشکلیں پیدا کر دی ہیں۔ واقعہ یوں ہے کہ موصوف وزیر اعظم قدس میں امریکی یہودیوں کی اڑتیسویں سربراہی کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے، اور حالات کے تاثر نے اعتراف کرنے پر مجبور کر دیا کہ مشرق وسطی میں انقلابات کی گھن گرج نے صہیونی حکومت کے لیے بے پناہ مشکلیں پیدا کر دی ہیں، اور پھر کہنے لگے کہ ہماری حکومت نے گزشتہ سال خبردار کیا تھا کہ مشرق وسطی کے بعض ممالک میں انقلابات کی کامیابی سے اسلام کا اثر و رسوخ بڑھ جائے گا۔[۳]

یہ بات تو ساری دنیا جانتی ہے شر پسند عناصر کے امن مذاکرات کا مقصد اور نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ رہی بات اسلام کے اثر و رسوخ بڑھنے کی پیشن گوئی کی تو وہ تو ہر حال میں ہونا ہے، آپ پیشن گوئی نہ بھی کرتے تو بھی آپ کا دجالی نظام غلبۂ اسلام کا پیش خیمہ تو بن ہی رہا ہے، اور پھر قرآن حکیم میں خداوند قدوس نے بھی تو اس کی یقین دہانی کرائی ہے۔

''ھو الّذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحقّ لیظھرہٗ علی الدّین کلّہ و لو کرہ المشرکون'' [۴]

''نیتن یاہو'' اپنی پیشین گوئی پر نازاں ہیں، ادھر قدرت نے غلبۂ دین کے بعد ان (مشرکین) کے داد و بیداد کی بھی پیشین گوئی کر دی تھی۔ بہرصورت لاکھ کوششوں کے بعد بھی اسلام

دشمن طاقتیں اپنے منصوبوں میں کامیاب نہ ہوسکیں، الغرض اس موقع پر ایک مصرع کو ذرا سی تحریف کے ساتھ یوں پڑھا جاسکتا ہے ع

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جاسکا

نور الٰہی کو خاموش کرنا تو دور، چراغ آفتاب کو پھونکوں سے بجھانے والا صرف دیوانہ ہوسکتا ہے، اور اب اس بات کا احساس ان بے دینوں کو بھی ہونے لگا ہے۔

"یریدون لیطفؤا نور اللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متمّ نورہٖ ولو کرہ الکافرون" ۵

تسلّط پسند طاقتوں کو ایرانی انقلاب کی کامیابی کے بعد ہی اندازہ ہوگیا تھا کہ اسلامی بیداری کا سفر شروع ہو چکا ہے، چنانچہ پہلے ہی مرحلہ میں اسے ناکام بنانے کی ناپاک تدبیریں ہونے لگی تھیں اور عراق کے بدمست حاکم کے ذریعہ آٹھ سالہ جنگ تھوپ دی گئی ،نتیجہ پھر بھی ایران کے حق میں گیا اور کوئی بات نہیں بن پائی ،چمن اسلام کی سبزہ زاری ان کی آنکھوں کی چبھن بنی ہوئی تھی ، چنانچہ پھر ۱۱/۹ کی سازش رچی گئی اور دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ کا بہانہ بنا کر مختلف اسلامی مما لک پر شکنجہ کسا گیا ،کل تک جسے ایران کے خلاف استعمال کرنے کے لیے خطرناک ہتھیار بھیجے جاتے تھے آج وہی صدام مہلک ہتھیاروں کی جمع آوری کا مجرم ہوگیا۔عراق پر حملہ اور صدام کی سرکوبی کے ذریعہ مسلمانوں کو ڈرانے کی کوشش کی گئی مگر اس کا کیا جائے کہ وہاں بھی جوتے پڑے اور ''بڑے بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے'' والی کیفیت پیدا ہوگئی۔پھر ادھر حسن نصراللہ کی قیادت میں مسلمانوں کے مختصر سے گروہ نے سرکش طاقتوں اور سرمایہ پرستوں کے رخسار پر زوردار طمانچہ جڑ دیا۔ حزب اللہ کے اس جراتمندانہ قدم نے ایک بار پھر انقلابیوں میں نئی روح ڈال دی۔

رہبر کبیر انقلاب حضرت آیت اللہ العظمیٰ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے ایران کی کامیابی کے بعد فرمایا تھا کہ ''شمشیر پر خون کو فتح حاصل ہوئی ہے۔'' ۶ اس قول کو سمجھنے کے لیے درحقیقت محمد و آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کردار سے واقفیت ضروری ہے تاریخ اسلام پر عمیق نظر رکھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ محمد و آلِ محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اور بالخصوص امام حسین علیہ السلام نے یہی راستہ اختیار کیا تھا، اور دنیا کو سمجھا دیا تھا کہ جنگ ہمیشہ سر کاٹ کے نہیں جیتی جاتی بلکہ خون دے کر بھی جیتی جاتی ہے۔ یہ درحقیقت کربلائی فکر ہے جو چودہ سو سال سے لوگوں میں جوش وجذبہ جگا رہی ہے، یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی کربلا کو نمونہ عمل یعنی آئیڈیل بنائے اور ناکام ہو جائے۔

امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایرانی انقلاب کی کامیابی کا سہرا محرم اور عزاداری ہی کے سر باندھا تھا اور فرمایا تھا کہ: ''ہماری کامیابی کا راز یہی سینہ زنی اور نوحہ خوانی ہے'' ۷ رہبر انقلاب نے صاف لفظوں میں بتا دیا تھا کہ ہر انقلاب کی کامیابی کا راستہ کربلا سے ہو کر گزرتا ہے اور ہمارے پاس جو سرمایہ ہے وہ کربلا کا عطیہ ہے۔

آج دنیا بھر میں جو اسلامی بیداری کی لہر ہے اس کا رابطہ کہیں نہ کہیں کربلا سے ہے، ہم امید کرتے ہیں کہ آنے والے دنوں میں بھی اسلامی بیداری کے انقلابی نعروں سے مادہ پرستوں کے دل دہلتے رہیں گے اور وہ اسی طرح داد و فریاد کرتے رہیں گے۔

آخر میں ہم خدا کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ مقام معظم رہبری حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای مدظلہ کے دست رہبریت کو انقلابیوں کے سروں پر تادیر قائم رکھے، یہاں تک کہ خداوند عالم کے پسندیدہ دین، اسلام کے غلبہ کامل کا وعدہ پورا ہو جائے۔ (آمین)

V10]çu

۱۔ سورۂ نور، آیت ۵۵
۲۔ سورۂ قصص، آیت ۵
۳۔ روزنامہ صدائے حسینی حیدر آباد۔۲۱/فروری ۲۰۱۲ء
۴۔ سورۂ توبہ، آیت ۳۳
۵۔ سورۂ صف، آیت ۸
۶۔ مقام معظم رہبری کے تقریر سے اقتباس Shia TV
۷۔ کوثر، جلد اوّل، ص ۸۳۵

☆

پیغام بیداری

(نظم)

سید محمد الیاس نشترؔ مظاہری

کہاں تک خواب غفلت خود فراموشی و سرشاری
اٹھو میری نواء شوق ہے پیغام بیداری
ہر اک دل محرم ہنگامۂ سوز محبت ہو
خدا چاہے تو کافی ہے یہی ادنی سی چنگاری
مقابل جب تک آئیں گے نہ ہم طوفان کی صورت
نہ ہوگی ختم ارباب ستم کی گرم بازاری
رگ جاں ہے ہماری خنجر تثلیث کی زد میں
مگر ہم پر ابھی تک بے حسی کا روگ ہے طاری
مسلماں حکم پر قرآن کے جس دن ہوا عامل
دھری رہ جائے گی مغرب کی عیاری و مکاری
خدا کا شکر ہے تہذیب افرنگی کو ٹھکرا کر
ہوئے اسلام پر عامل مسلمانان تاتاری
خدا کو تم منالو حکم پر اس کے عمل کرکے
کرے گی ساری دنیا پھر تمہاری کفش برداری

☆☆☆